www.urduchannel.in

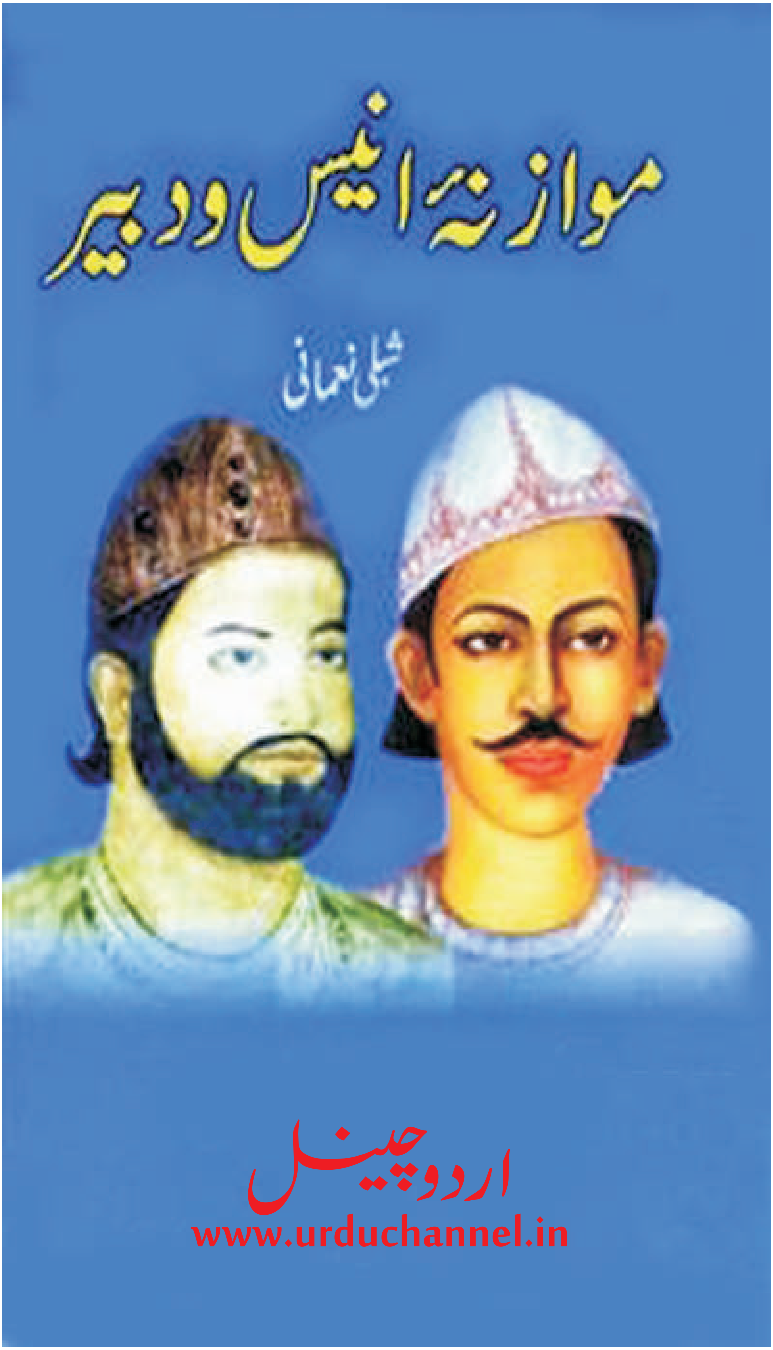

سلسلۂ آصفیہ

# موازنہ انیس و دبیر

یعنی

میر انیس کی شاعری پر تفصیلی ریویو، اور میر انیس و دبیر کا موازنہ

مؤلفہ

شبلی نعمانی

مطبع مفید عام آگرہ مین منشی محمد قادر علیخان صوفی کی اہتمام سی چھپا

سنہ ۱۹۰۷ء

(حلال اکبرآبادی نوشت)

www.urduchannel.in



# فہرست مضامین


| مضمون | نمبر صفحہ |
| --- | --- |
| تمہید | ۱ |
| مرثیہ گوئی کی اجمالی تاریخ | ۱ |
| عرب کی مرثیہ گوئی | ۲ |
| فارسی مرثیہ گوئی | ۴ |
| اردو مین مرثیہ کی ابتدا اور اوسکی ترقی | ۱۱ |
| میر انیس | ۱۶ |
| میر انیس کے محاسن شاعری | ۲۱ |
| فصاحت | ۲۱ |
| کلام کی فصاحت | ۲۳ |
| کلام کی اصلی ترتیب کا قایم رہنا | ۲۸ |
| روزمرہ | ۳۰ |
| مضامین کی نوعیت کے لحاظ سے الفاظ کا استعمال | ۳۱ |
| بحر و ردیف و قافیہ کی موزونی | ۳۲ |
| بلاغت | ۳۵ |
| بلاغت کی تعریف | ۳۶ |
| ہر قسم کے مضمون سے بلاغت کے جداگانہ طریقے | ۳۹ |
| اشخاص کے لحاظ سے بلاغت کا انداز | ۴۰ |
| دشمن کی تعریف مین بلاغت کا انداز | ۴۹ |
| تسلسل بیان | ۵۱ |
| بلاغت کی جزئیات اور اسکی مثالین | ۵۴ |
| استعارات اور تشبیہات | ۶۸ |
| صنایع و بدایع | ۷۵ |
| جذبات انسانی اور اسکی مثالین | ۸۵ |
| مناظر قدرت | ۱۳۱ |
| صبح کا سمان | |
| گرمی کا سمان | ۱۳۵ |
| منظر یعنی کسی حالت کا سمان اور اوسکی مثالین | ۱۳۷ |

www.urduchannel.in




| مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ |
|---|---|---|---|
| واقعہ نگاری - - - | ۱۶۱ | میر انیس کے کلام پر اعتراضات - | ۲۲۵ |
| میر انیس کی واقعہ نگاری کی خصوصیات - | ۱۶۳ | سرقات - - - - - | ۲۳۳ |
| واقعہ نگاری کی مثالیں - - | ۱۶۵ | انیس اور دبیر کا موازنہ | ۲۳۶ |
| رزمیہ - - - - - | ۱۹۴ | مرزا دبیر کے کلام کے عیوب - | ۲۳۷ |
| ہنگامۂ جنگ - - - - | ۱۹۶ | فصاحت کا نہ ہونا - - | ″ |
| فوج کی تیاری - - - - | ۱۹۸ | بندش کی سستی اور ناہمواری - | ۲۴۰ |
| حملہ کا زور شور - - - - | ۱۹۹ | تعقید - - - - | ۲۴۹ |
| حریفوں کی باہمی معرکہ آرائی اور فنون جنگ | ۲۰۵ | تشبیہ اور استعارے - - - | ۲۵۱ |
| گھوڑے کی تعریف - - | ۲۱۰ | مضمون بندی اور خیال آفرینی - | ۲۵۳ |
| تلوار - - - - | ۲۱۴ | بلاغت - - - - | ۲۶۰ |
| سلام - - - | ۲۲۱ | انیس اور دبیر کے متحد المضمون مرثیے اور | ۲۸۱ تا |
| رباعیات - - - | ۲۲۳ | متحد المضمون اشعار - - - - | خاتمۂ کتاب |

www.urduchannel.in

# تمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

شمع ہا بردہ ام از صدق بہ خاک شہدا | تا دل و دیدۂ خون نابہ فشانم دادند

فلسفہ اور شاعری برابر درجہ کی چیزین ہین، لیکن قوم کی بدمذاقی سے جس قسم کی شاعری نے ملک مین قبول عام حاصل کرلیا ہے، اس نے لوگون کو یقین دلادیا ہے کہ اُردو شاعری مین زلف وخال وخط، یا جھوٹی خوشامد اور مداحی کے سوا اور کچھ نہین ہے، **میر تقی** کی غزلیت، درد کا تصوف، **غالب** کا فلسفہ شاعری کی جان ہین، لیکن ان بیش بہا خزانون مین سے بھی، عام لوگون کی نگاہ صرف خزف ریزون پر پڑتی ہے **میر انیس** کا کلام، شاعری کے تمام اصناف کا بہتر سے بہتر نمونہ ہے، لیکن اُن کی قدردانی کا طُغرا یے امتیاز صرف اسقدر ہے کہ "کلام فصیح ہوتا ہے، اور بین اچھا لکھتے ہین" بدمذاقی کی نوبت یہانتک پُہنچی کہ وہ، اور مرزا دبیر حریف مقابل قرار دئے گئے، اور مدتہاے دراز کی غور وفکر، کدوکاوش، بحث وتکرار کے بعد بھی فیصلہ نہ ہوسکا کہ ترجیح کا مسند نشین کسکو کیا جائے،

اس بنا پر مدت سے میرا ارادہ تھا کہ کسی ممتاز شاعر کے کلام پر تقریظ و تنقید لکھی جائے، جس سے اندازہ

www.urduchannel.in



ہوسکے کہ اُردو شاعری، باوجود کم مایگی زبان، کیا پایہ رکھتی ہے، اِس غرض کے لئے **میرانیس** سے زیادہ کوئی شخص انتخاب کے لئے موزون نہین ہوسکتا تھا، کیونکہ اُن کے کلام مین شاعری کے جس قدر اصناف پائے جاتے ہین، اور کسی کے کلام مین نہین پائے جاتے، شکر ہے کہ آج اُس ارادہ کے پورے ہونے کی نوبت آئی، اور یہ کتاب، ناظرین کی خدمت مین پیشکش ہے، اس کتاب مین میرانیس کا موازنہ بھی مرزا دبیر سے کیا گیا ہے اور اس مناسبت سے اسکا نام **موازنہ** ہے۔

شاعری کیا چیز ہے؟ یہ ایک نہایت مفصل اور دقیق بحث ہے۔ ارسطو نے اس پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے جسکا ترجمہ عربی زبان مین ابن رشد نے کیا اور اسکا بڑا حصہ چھپ کر شائع بھی ہوچکا ہے۔ ابن رشیق قیروانی اور ابن خلدون نے بھی اسپر بحث کی ہے۔ انگریزی زبان مین نہایت اعلیٰ درجہ کی کتابین، اس مسئلہ پر لکھی گئی ہین جن مین سے بعض میری نظر سے بھی گزری ہین، گو مین اُن سے اچھی طرح مستفید نہین ہوسکا، شعر العجم مین، مین اس مضمون کو انشاءاللہ نہایت تفصیل سے لکھونگا، یہان صرف اسقدر کہنا کافی ہے کہ شاعری کے دو جز ہین **مادّہ و صورت**۔ یعنی کیا کہنا چاہیے اور کیونکر کہنا چاہیے؟ انسان کے دل مین کسی چیز کے دیکھنے، سننے۔ یا کسی حالت، یا واقعہ کے پیش آنے سے، جوش، و مسرت۔ عشق و محبت، درد و رنج، فخر و ناز۔ حیرت و استعجاب۔ طیش و غضب، وغیرہ وغیرہ کی جو حالت پیدا ہوتی ہے، اسکو **جذبات** سے تعبیر کرتے ہین، ان جذبات کا ادا کرنا شاعری کا اصلی ہیولیٰ ہے، انکے سوا عالم قدرت کے مناظر مثلاً گرمی و سردی، صبح و شام، بہار و خزان، باغ و بہار۔ دشت و صحرا، کوہ و بیابان، کی تصویر کھینچنا، یا عام واقعات اور حالات کا بیان کرنا بھی اسی مین داخل ہے،

لیکن یہ شرط ہے کہ جو کچھ کہا جائے اس انداز سے کہا جائے کہ جو اثر شاعر کے دل مین ہے وہی سننے والون پر بھی چھا جائے، یہ شاعری کا دوسرا جز یعنی اسکی **صورت** ہے، اور انہی دونون جزون کے مجموعہ کا نام شاعری ہے۔ باقی، خیال بندی، مضمون آفرینی، دقت پسندی، مبالغہ، صنایع و بدایع، شاعری کی حقیقت مین

www.urduchannel.in



داخل نہیں، اگرچہ بعض جگہ یہ چیزیں نقش و نگار اور زیب زینت کا کام دیتی ہیں۔

میر انیس کی شاعری کو اسی معیار سے جانچنا چاہیے جسکا مختصراً بیان ہوا، جس شخص کو یہ معیار تسلیم نہ ہو اسکے سامنے میر انیس کی نسبت، اکمال شاعری کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا،

میر انیس اور تعلم اور مرثیہ گویوں کے کلام میں جن لوگوں کا ذکر اکثر آتا ہے، اور جو مرثیہ کے ہیرو ہیں، اُن کا نام، اور اُن کی خصوصیات ذیل میں اس غرض سے لکھی جاتی ہیں کہ واقعہ، اور روایت کے سمجھنے میں مدد ملے اور محاسن شعری، اور اسالیب بلاغت کے نکات سمجھ میں آئیں،

| | |
|---|---|
| حضرت عباس | حضرت امام حسین علیہ السلام کے بھائی ہیں، اور گو حقیقی بھائی نہیں لیکن حقیقی بھائیوں سے زیادہ مخلص اور جان نثار ہیں، اس خصوصیت کو ہر جگہ دکھایا ہے۔ اس کے ساتھ ان کی شجاعت و بہادری اور جوانانہ جوش کو ہر موقع پر نمایاں کیا ہے۔ |
| حضرت زینبؑ | حضرت امام حسین علیہ السلام کی بہن، جو سب سے زیادہ امام علیہ السلام سے محبت کرتی تھیں، انکے دو صاحبزادے تھے، عون و محمد، دونوں کو انہوں نے امام پر نثار کردیا، |
| عونؑ و محمد | حضرت زینب کے صاحبزادے۔ |
| حضرت صغریٰ | امام حسین علیہ السلام کی چھوٹی صاحبزادی، جن کو امام علیہ السلام، مدینہ میں چھوڑ آئے ان کی جدائی اور رخصت کو، تمام مرثیہ گویوں نے بڑے درد اور اثر کے ساتھ لکھا ہے |
| حضرت سکینہ | امام علیہ السلام کی سب سے چھوٹی صاحبزادی جو قید خانہ کی تکلیفوں سے انتقال کرگئیں (حسب خیال مرثیہ گویان اُردو) |
| حضرت علی اکبر | امام علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے، ان کو حضرت زینبؑ نے پالا تھا، |

www.urduchannel.in



اور اپنے بیٹون سے زیادہ انکو عزیز رکھتی تھین، اس بنا پر وہ حضرت زینب علیہا کو اپنا مالک و مختار سمجھتے تھے اور مان سے زیادہ اُنکا ادب کرتے تھے،

علی اصغر — امام علیہ السلام کے شش ماہہ صاحبزادے جنکو دشمنون نے امام علیہ السلام کی گود مین شہید کیا۔

حضرت سجاد — امام زین العابدین، جو بیماری کی وجہ سے شریک جنگ نہ ہو سکے تھے اور دشمن ان کو بیڑیان پہنا کر شام تک پیادہ پا لے گئے تھے،

حضرت شہربانو — امام علیہ السلام کی حرم محترم جو نوشیروان کی پوتی تھین،

حُر — یزید کے رسالہ کا سپہ سالار تھا، لیکن خدا نے ہدایت کی، اور امام علیہ السلام کی فوج مین آکر شامل ہو گیا،

www.urduchannel.in



# مرثیہ گوئی کی اجمالی تاریخ

عرب مین جو فارسی اور اُردو شاعری کا سرچشمہ ہے، شاعری کی ابتدا مرثیہ سے ہوئی، اور یہی ہونا چاہیے تھا، عرب مین شاعری کی ابتدا بالکل فطرت کے اصول پر ہوئی، یعنی جو جذبات دلون مین پیدا ہوتے تھے، وہی اشعار مین ادا کردیے جاتے تھے، جذبات مین، درد و غم کا جذبہ، اور جذبات سے قوی تر ہے، اور جس جوش سے یہ ظاہر ہوتا ہے اور جذبات ظاہر نہین ہو سکتے، فرض کرو، ایک شخص کے گھر مین بہت تمناؤن کے بعد بیٹا پیدا ہوا، تو اُس کو بہت کچھ خوشی ہوگی لیکن وہ اس خوشی کو کسی مجمع عام مین، اشعار یا خطبہ کے ذریعہ سے ظاہر نہین کریگا، اور کرے بھی تو کلام مین کوئی غیر معمولی تاثیر نہوگی، لیکن اگر یہی لڑکا مرجائے تو اسکی کیا حالت ہوگی؟ وہ سرتاپا جوش بن جائیگا، اُسکی آہ و زاری لوگون کو تڑپا دیگی، اور اگر وہ شاعر ہے، تو اُسکے مرثیے دلون پر نشتر کا کام دین گے۔

بہرحال عرب مین چونکہ شاعری کی ابتدا اظہار جذبات سے ہوئی تھی، اس لئے سب سے پہلے شاعری کی ابتدا مرثیہ سے ہوئی، جو سب سے قوی تر جذبہ کا اثر ہے۔

مرثیے عین اُس حالت مین کہے جاتے تھے، جبکہ شاعر کا دل درد و غم سے لبریز ہوتا تھا، اس کا شاعری پر ایک خاص اثر یہ ہوا کہ **قصائد** کی ابتدا جو عام طور تشبیب اور غزل سے کی جاتی تھی، مرثیہ کے قصائد مین یہ طرز متروک ہوگیا، کیونکہ رنج و غم کی حالت مین عشق و محبت کے خیالات کا کیا موقع تھا، عرب مین اسکی مخالف صرف ایک مثال موجود ہے، یعنی درید بن الصمہ ایک شاعر نے اپنے بھائی کا مرثیہ جو لکھا اس کی ابتدا غزل سے کی تھی، جس کا مطلع یہ تھا۔

قصائد پر مرثیہ کا اثر

www.urduchannel.in



| | |
|---|---|
| أعرنت جدید الحبل من ام معبد | لعاقبة او اخلفت کل موعد |

لیکن اسکی وجہ ابن رشیق نے کتاب العمدہ مین یہ لکھی ہے کہ یہ مرثیہ، واقعے کے پورے ایک برس کے بعد لکھا گیا تھا۔

اگرچہ جاہلیت ہی کے زمانہ مین مرثیہ گوئی کو بہت ترقی ہو چکی تھی، اور بہت سے شعرا نے بڑے بڑے پر اثر مرثیے لکھے تھے لیکن دو شخص اس زمانہ مین بہت نامور ہوئے خنسا، اور متمم بن نویرہ خنسا ایک عورت تھی جس کو اپنے بھائی صخر سے بے انتہا محبت تھی۔ صخر ایک لڑائی مین مارا گیا، خنسا پر اس واقعہ کا یہ اثر ہوا کہ اسکے حواس جاتے رہے، اس نے صخر کی پھٹی پرانی جوتیون کا ہار بنا کر گلے مین ڈالا اور دیوانہ وار پھرنے لگی، اسی حالت مین صخر کے مرثیے کہنے شروع کئے، ان مرثیون کو پڑھتی تھی، اور نوحہ کرتی تھی، ایک دفعہ اسی حالت مین حج کو گئی، یہ حضرت عمر فاروق کا زمانہ تھا، وہ حرم کا طواف کرتی، اور سینہ پر دو ہتڑ مارتی جاتی تھی، حضرت عمر نے دیکھا تو ڈانٹا، اس نے اپنی داستان بیان کی، حضرت عمر نے کہا ہان! لیکن ماتم کے اس طریقے کو اسلام نے مٹا دیا، وہ اور بیتاب ہو گئی، اور اُس وقت بے اختیار اُس کی زبان سے چند شعر نکلے، جن کا مطلع یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| هريقي من دموعك واستفيقي | وصبراً ان اطقت ولم تطيقي |

(اپنے نفس سے مخاطب ہو کر) آنسو بہا اور اس سے تسلی حاصل کر، اور صبر اگر تجھ سے کیا جائے، لیکن تو کر نہین سکنے کی،

متمم بن نویرہ بھی اسی زمانہ مین تھا اور وہ بھی اپنے بھائی کا شیفتہ اور عاشق تھا، ایک لڑائی مین خالد بن الولید نے اس کے بھائی کو مار ڈالا۔ اس پر متمم کی یہ حالت ہوئی کہ گھر بار چھوڑ کر نکلا، اور قبائل عرب مین پھرنا شروع کیا، جہان پہونچتا تھا تمام زن و مرد اس کے گرد جمع ہو جاتے تھے، وہ دردانگیز لہجہ مین مرثیہ پڑھتا، اور ہر طرف سے گریہ و زاری کی آواز بلند ہوتی" اس کی یہ حالت دیکھ کر لوگون نے سمجھایا، کہ تم جلد ہلاک ہو جاؤ گے، اور تمھارے خاندان کی کوئی یادگار باقی نہ رہے گی، اس لئے تم شادی کر لو کہ اولاد کے ذریعہ سے خاندان کا نام رہجائے،،

www.urduchannel.in



لوگون کے اصرار سے مجبور ہوکر اُسنے شادی کی، لیکن بیوی کی طرف التفات نہ کرسکا، آخر طلاق دینی پڑی، اسی حالت مین حضرت عمرؓ کے پاس آیا، وہ اُس وقت مسجد نبوی مین تشریف رکھتے تھے، "متمم نے مرثیہ کے اشعار پڑھنے شروع کئے، حضرت عمرؓ اگرچہ نہایت مضبوط دل کے آدمی تھے، لیکن ضبط نہ کرسکے "بے اختیار آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے، متمم مرثیہ پڑھ چکا تو حضرت عمرؓ نے کہا، الیٰ ما بلغ بک الحال، یعنی تیرے غم کی حالت کس حد تک پہونچی ہے؟ اس نے کہا امیرالمؤمنین! بچپن مین مجھکو ایک عارضہ ہوگیا تھا، جسکی وجہ سے میری بائین آنکھ کی رطوبت جاتی رہی تھی، مین کبھی روتا تھا تو اُس آنکھ سے آنسو نہین نکلتے تھے، "بھائی کے مرنے کے بعد جو اس آنکھ سے آنسو جاری ہوئے تو ابتک نہین تھمے۔

حضرت عمرؓ نے اس سے فرمایش کی کہ اُن کے بھائی زید کا مرثیہ لکھے، اُسنے فرمایش پوری کی، لیکن جب دوسرے دن جاکر حضرت عمرؓ کو سنایا، تو حضرت عمرؓ نے کہا، کہ یہ تو وہ درد نہین ہے، اس نے کہا، امیرالمؤمنین! زید آپ کے بھائی تھے میرے بھائی نہ تھے،

اس زمانہ تک مرثیہ صرف وہ لوگ کہتے تھے جن پر کوئی غیر معمولی حالت طاری ہوتی تھی، اس کے بعد جب شاعری اصلی حالت سے بدل کر کسب معاش کا ذریعہ بنی تو مرثیہ گوئی کو خود بخود زوال ہوا کیونکہ مدحیہ قصائد کی طرح اس سے کچھ صلہ نہین مل سکتا تھا، تاہم چونکہ عرب مین ابھی تک قدیم اوصاف کچھ کچھ باقی تھے اس لئے بعض مرثیے اس زمانہ کے بھی ایسے ملتے ہین جن مین اثر اور جوش پایا جاتا ہے۔

اسی زمانہ مین کربلا کا قیامت انگیز واقعہ پیش آیا۔ یہ ایک ایسا واقعہ تھا کہ اگر عرب کے اصلی جذبات موجود ہوتے تو اس زور کے مرثیے لکھے جاتے کہ تمام دنیا مین آگ لگ جاتی۔ لیکن اُدھر تو عرب کے پُرزور جذبات مین انحطاط آچکا تھا، اِدھر بنو امیہ کی ظالمانہ سطوت اور جباری نے تمام شعرا کی زبانین بند کردی تھین، فرزدق بنو امیہ کے پایۂ تخت کا شاعر تھا، لیکن جب اسنے ایک موقع پر فوری جوش سے حضرت امام زین العابدینؑ کی مدح مین فی البدیہہ چند شعر کہے تو عبدالملک بن مروان نے اسکو جیل خانہ بھیجدیا۔

www.urduchannel.in



**بنو امیہ** کے بعد دولت عباسیہ کا دور آیا، اس عہد میں شاعری کو بہت ترقی ہوئی لیکن اُنھی اصناف کو ترقی ہوئی جن کو صلہ اور انعام سے تعلق تھا، اسلئے مرثیہ گوئی اب بھی اُسی حالت مین رہی۔

البتہ معن اور جعفر برمکی کی فیاضیون نے ایک عالم کو ممنون احسان بنا رکھا تھا، اس لئے اُنکے مرنے پر جو مرثیئے لکھے گئے، اُن مین سے اکثر پُراثر اور دردانگیز تھے[۱]،

فارسی مرثیئے

**فارسی شاعری** کی بنیاد تکلف، آورد، اور مداحی پر قائم ہوئی تھی، اس لئے شاعری کے وہ انواع جنکو جذبات سے لازمی تعلق تھا دفعةً پستی کی حالت مین آگئے، تاہم چونکہ آغاز مین ہر چیز مین فطرت کا اثر پایا جاتا ہے، اس لئے فردوسی اور فرخی وغیرہ کی شاعری مین جابجا جذبات کا اظہار بہت خوبی کے ساتھ نظر آتا ہے۔

**فردوسی** نے سہراب کا مرثیہ جو اس کی ماں کی زبان سے لکھا ہے، اُس کے اشعار سے اس کا اندازہ ہو سکے گا۔

بمادر خبر شد کہ سہراب گرد — ز تیغ پدر خستہ گشت و بمرد
خروشید و جوشید و جامہ درید — بزاری بران کودک نارسید
بزد چنگ و بدرید پیراہنش — درخشان شد آن لعل زیبا تنش
برآورد بانگ و غریو و خروش — زمان تا زمان زو ہمی رفت ہوش
فرو برد ناخن دو دیدہ بکند — برآورد بالا در آتش فگند
مر آن زلف چون تاب دادہ کمند — بہ انگشت پیچید و از بن بکند
روان گشت از روی او جوی خون — زمان تا زمان اندر آمد نگون
ہمہ خاک تیرہ بسر بر فگند — بدندان ز بازوی خود گوشت کند

[۱] عرب کی مرثیہ گوئی کا مضمون ایک نہایت وسیع مضمون ہے لیکن ہمکو اقتضا سے مقام سے نہایت اختصار کرنا پڑا، کتاب العمدہ ابن رشیق نے باب المراثی مین اسپر مفصل بحث کی ہے۔

www.urduchannel.in



بسر بر فگند آتش و بر فروخت
همه موے مشکین بآتش بسوخت

همی گفت کاے جان مادر کنون
کجائی سرشته بخاک و بخون ؟

دو چشم بره بود گفتم مگر
ز سهراب و رستم بیابم خبر

گمانم چنان بود گفتم کنون
بگشتی بگرد جهان اندرون

پدر را همی جستی و یافتے
کنون آمدن نیز بشتافتی

چه دانستم اے پور کآید خبر
که رستم بخنجر دریدت جگر

دریغش نیامد ازان روی تو
وزان برز و بالاے و بازوی تو

بپرورده بودم تنش را بناز
برخشنده روز و شبان دراز

کنون آن بخون اندرون غرقه گشت
کفن بر تن پاک او خرقه گشت

کنون من کرا گیرم اندر کنار
که خواهد بدن مر مرا غمگسار

کرا گویم این درد و تیمار خویش
کرا خوانم اکنون بجاے تو پیش

پدر جستی اے گرد لشکر پناه
بجاے پدر گورت آمد براه

از امید نا امید گشتی تو زار
بخفتی بخاک اندرون زار و خوار

ازان پیش کو دشنه را برکشید
جگرگاه سیمین تو بردرید

چرا آن نشانے که مادرت داد
نمادی بدو بر نکردیش یاد

نشان داده بد از پدر مادرت
ز بهر چه نامد همے باورت

کنون مادرت ماند بے تو اسیر
پر از درد و تیمار و رنج و زحیر

چرا نامدم با تو اندر سفر
که گشتی بگردان گیتی سمر

مرا رستم از دور بشناختے
ترا با من اے پور بنواختے

بنیداختی تیغ آن سرفراز — نکردی جگرگاہت اے پور باز
ہمی گفت ومی خست ومیکند موے — ہمی زد کف دست برخوبروے
ہمی گفت مادرت بیچارہ گشت — بہ خنجر جگرگاہ تو پارہ گشت

اسی زمانہ کے قریب سلطان محمود کی وفات پر فرخی نے مرثیہ لکھا جو نہایت موثر اور دردانگیز ہے ؎

شہر غزنین نہ ہمان است کہ من دیدم پار — چہ فتاد است؟ کہ امسال دگرگون شد کار
گوہیا بینم، پرشورش و سرتا سر کوے — ہمہ پرجوشن و جوشن درو پرخیل و سوار
ملک امسال دگر باز نیامد زغزا — و شمنے روے نہاد است درین شہر ودیار
آہ و دردا کہ بیکبارہ تہی بینم ازو — کاخ محمودی و آن خانہ پرنقش ونگار
سیرمی خوردہ نگردی، و نخفتہ است امروز — دیر برخاست، مگر رنج رسیدش زخمار
خیز شاہا! کہ رسولان شہان آمدہ اند — ہدیہا دارند آوردہ فراوان ونثار
کہ تواند؟ کہ برانگیزد ازین خواب ترا — خفتنی خفتی، کز خواب نگردی بیدار
خفتن بسیار، اے خسروا خوے تو نبود — ہیچ کس خفتہ ندید است ترازین کردار
یک دمک، بارے ورخانہ بیاے نشست — تا بہ بیند روے تو عزیزان وتبار
بہ حصار از فزع و بیم تو رفتند شہان — تو شہا از فزع و بیم کہ رفتی بکنار؟
شعرا را بتو بازار برافروختہ بود — رفتی و با تو بیکبارہ برفت آن بازار

اس دور کے بعد مرثیے بہت کم لکھے گئے اور جو لکھے گئے وہ صرف رسمی مرثیے تھے، جن سے شاعری کے تمام اقسام پر قادر ہونے کا اظہار مقصود تھا، البتہ شیخ سعدی اور امیر خسرو کے دو مرثیے، بہت مشہور ہیں، اور چونکہ دل سے نکلے ہیں حسرت خیز اور دردانگیز ہیں، لیکن چونکہ اس زمانہ کی عیش وطرب کی مجلسیں غزل کے ترانون سے گونج رہی تھیں اسلیئے ان کا اثر عام نہین ہوا، جب صفویہ اور تیموریہ کا دور آیا تو شاعری نے ایک

www.urduchannel.in



دوسرا قالب اختیار کیا، اور سنائی، نظیری، عرفی کی زدہ آوریون سے پرانی بنیادین مٹاکر نئی عمارتین قائم کین، اس زمانہ مین محتشم کاشی نے عام دستور کے موافق شاہ طہماسپ صفوی کی مدح مین ایک قصیدہ لکھا طہماسپ کو خاندان رسالت سے عشقیہ نیازمندی تھی، اس بنا پر اسنے کہا کہ مین اس بات کو ہرگز پسند نہین کرتا کہ میری مدح مین قصائد لکھے جائین، شعرا کو ائمہ اہل بیت کی شان مین طبع آزمائی کرنی چاہیے، جسکا اصلی صلہ خدا کے دربار سے ملیگا اور دنیوی تمتعات دربارشاہی سے حاصل ہونگے، محتشم نے اس خواہش کے موافق آٹھ دس بندون کا ایک مرثیہ لکھا جو دردوغم کی مجسم تصویر ہے، اور جس کا جواب آج تک نہو سکا اس مرثیہ کے چند بند یہ ہین،

## مرثیہ محتشم کاشی

چون خون ز حلق تشنہ او بر زمین رسید — جوش از زمین بہ ذروہ عرش برین رسید
نخل بلند او چو خسان بر زمین زدند — طوفان بہ آسمان ز غبار زمین رسید
باد آن غبار چون بمزار نبی رساند — گرد از مدینہ بر فلک ہفتمین رسید
کرد این خیال وہم غلط کار - کان غبار — تا دامن جلال جہان آفرین رسید

ہست از ملال گرچہ بری ذات ذوالجلال
او در دل است و ہیچ دلے نیست بے ملال

ترسم جزاے قاتل او چون رقم زنند — یکبار بر جریدۂ رحمت قلم زنند
ترسم کزین گناہ شفیعان روز حشر — دارند شرم کز گنہ خلق دم زنند
دست عتاب حق، بدر آید ز آستین — چون اہل بیت، دست بر اہل ستم زنند
آہ از دمے کہ باکفن خون چکان ز خاک — آل علی چو شعلۂ آتش علم زنند
فریاد ازان زمان کہ جوانان اہل بیت — گلگون قدم بہ عرصۂ محشر قدم زنند

www.urduchannel.in



ازصاحب حرم چہ توقع کنند باز ۔۔۔ آن ناکسان کہ تیغ بصید حرم زنند

بس بر سنان کنند سرے را کہ جبرئیل
شوید غبار گیسویش از آب سلسبیل

[۱] برحربگاہ چون رہ آن کاروان فتاد ۔۔۔ شور نشور و ہمہمہ در گمان فتاد
ہم بانگ نوحہ، غلغلہ در شش جہت فگند ۔۔۔ ہم گریہ بر ملائک ہفت آسمان فتاد
چندان کہ بر تن شہدا چشم کار کرد ۔۔۔ بر زخم ہاے کاری تیغ و سنان فتاد
ناگاہ چشم دختر زہرا دران میان ۔۔۔ بر پیکر شریف امام زمان فتاد
بے اختیار نعرہ ھذا الحسین ع از د ۔۔۔ سر زد چنانکہ آتش ازو در جہان فتاد

پس بازبان پر گلہ آن بضعۃ البتول
رو در مدینہ کرد کہ یا ایہا الرسول

این کشتہ فتادہ بہ ہامون حسین تست ۔۔۔ وین صید دست و پا زدہ در خون حسین تست
این غرقۂ محیط شہادت، کہ روے دشت ۔۔۔ از موج خون او شدہ گلگون حسین تست
این خشک لب فتادہ ممنوع از فرات ۔۔۔ کز خون او زمین شدہ جیحون حسین تست
این شاہ کم سپاہ کہ با خیل اشک و آہ ۔۔۔ خرگاہ ازین جہان زدہ بیرون حسین تست
این قالب طپان کہ چنین ماندہ بر زمین ۔۔۔ شاہ شہید ناشدہ مدفون حسین تست

پس روے در بقیع بہ زہرا خطاب کرد
وحش زمین و مرغ ہوا را کباب کرد

کاے مونس شکستہ دلان حال ما ببین ۔۔۔ ما را غریب و بیکس و بے آشنا ببین

سلہ ایک بند اس سے پہلے کا چھوڑ دیا گیا ہے۔ جس میں یہ بیان ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد مخالفین اہل حرم کو بے عماری کے اونٹوں پر سوار کر کے شہداکی لاشوں کے سامنے سے لیگئے ہ

www.urduchannel.in



تنہا سے کشتگان ہمہ درخاک وخون نگر — سرہا سے سروران ہمہ بر نیزہا ببین
آن سرکہ بود بر سر دوشش نبیؐ مدام — یک نیزہ اش ز دوش مخالف جدا ببین
دان تن کہ بود پرورشش، در کنارتو — غلطان بہ خاک معرکہ کربلا ببین
در خلد بر حجاب دو کون آستین فشان — و اندر جہان مصیبت ما بر ملا ببین
نے نے درا چو ابر خروشان بکربلا — طغیان سیل فتنہ و موج بلا ببین

یا بضعۃ البتول ز ابن زیاد داد ✤ ✤
کو خاک اہل بیت رسالت بباد داد

محتشم کے مرثیہ کو اگرچہ حد سے بڑھکر حسن قبول حاصل ہوا، اور دربار شاہی سے صلہ اور انعام بھی ملا، لیکن تمام ملک مین قصیدہ اور مدح کا رنگ اس قدر چھایا ہوا تھا، کہ عام شعراپر اس کا چندان اثر نہین پڑا، طالب آملی غزالی ـ میلی ـ سلیم ـ کلیم وغیرہ شعراے متاخرین کے کلام مین اور سب اصناف سخن پاے جاتے ہین ـ لیکن مرثیہ کا بہت کم پتہ چلتا ہے ـ حاجی محمد جان قدسی نے اپنے بیٹے کا جو نوجوان مرگیا تھا، نہایت پر درد مرثیہ لکھا، لیکن نوبادہ رسالت کے غم مین دو شعر بھی نہ لکھے، ظہوری نے البتہ بہت سے مرثیے لکھے، لیکن وہ اپنا دلی جوش نہ تھا، بلکہ ابراہیم عادل شاہ کی خوشامد تھی ـ چنانچہ اکثر مرثیون کے خاتمہ مین ابراہیم عادل شاہ کا نام اس طرح آتا ہے جس طرح قصائد مین تشبیب کے بعد گریز ـ

ایک بند کے خاتمہ کا شعر ہے ؎

سرکن ز روے صدق ظہوری رہ دعا — از گفتگو، دعاے شہنشاہ مدعا است

خود کہتا ہے کہ مرثیہ سے صرف بادشاہ کی دعا مقصود ہے ـ

ایک اور مرثیہ کا خاتمہ ہے ؎

ایام از ان بہ کام حسینؑ و حسنؑ نبود — کان روز شہریار سریر دکن نبود

www.urduchannel.in



ایک اور موقع پر فرماتے ہین ؎

روزے کہ سرورِ شہدا بے سپاہ بود ‏ ‏ ہنگام کارزار براہیم شاہ بود

اس خوشامد کا کیا ٹھکانا ہے کہ حسین علیہ السلام کی ناکامیابی کی یہ وجہ تھی کہ اس زمانہ مین بادشاہ دکن موجود نہ تھا۔

محتشم کے بعد مقبل نے مرثیہ گوئی کی طرف خاص توجہ کی، اسنے مرثیہ ہی کو شاعری کا موضوع قرار دیا، نہایت کثرت سے مرثیے لکھے، اور بڑا کام یہ کیا کہ کربلا کے تمام واقعات، ابتدا سفر سے لیکر اہل حرم کے مقید ہونے، اور رہائی پاکر مدینہ مین آنے تک، سادہ طریقہ پر لیکن تفصیل کے ساتھ، ان مرثیون مین ادا کر دیے، اُس کے مرثیون کو مرثیہ کی بہ نسبت تاریخ کہنا زیادہ موزون ہے، اس غرض کے لئے اس نے ترکیب بند وغیرہ چھوڑ کر مثنوی کا طریقہ اختیار کیا، اور مثنوی مین بھی قدیم معمولی بحرین اختیار نہین کین، بلکہ قصائد کی بحر انتخاب کی، تاکہ ہر قسم کے مطالب بھی تفصیل کے ساتھ بیان ہوسکین، اور سوزخوانی کے کام بھی آئین، کیونکہ مثنوی کی مروجہ بحرون مین سوزخوانی کے اُتار چڑھاؤ کی کھپت نہین ہوسکتی تھی۔

**مقبل** کے مرثیون مین اگرچہ وہ زور اور بندش کی چستی نہین ہے، جو اس دور کا خاصہ ہے، لیکن درد اور تاثیر سے خالی نہین، نمونہ کے لئے ہم صرف چند شعر لکھتے ہین ؎

مخدرات بہ عباسؑ در سخن بودند ‏ ‏ برائے رفتن او در گریستن بودند

کہ از درونِ سراپردہ با فغان و خروش ‏ ‏ سکینہ آمد و یک مشک خالی بر دوش

دوان بخدمت عمِّ بزرگوار آورد ‏ ‏ چنان کہ اہل حرم را بزار زار آورد

بگریہ گفت کہ اے عمِّ خوش قرینۂ من ‏ ‏ رسید جان بلب از تشنگی ز سینۂ من

چہ واقع است کہ رحمے بخلق دوران نیست ‏ ‏ چہ شد کہ جرعہ آبے درین بیابان نیست

چو دید حضرت عباسؑ بے قراری او ‏ ‏ گسیخت بند دلش از فغان و زاری او

مقبل کے بعد ایران مین مرثیہ گویون کا ایک خاص گروہ پیدا ہوگیا، اور مرثیہ کے اور بہت سے اقسام پیدا ہو گئے،، مثلاً نوحہ، پیش خوانی وغیرہ،،

ہندوستان میں مرثیہ گوئی کی ابتدا

ہندوستان مین شاعری کی ابتدا ولی سے ہوئی، ولی نے اگرچہ کربلا کے حالات مین ایک خاص مثنوی لکھی لیکن اسکے کلام مین مرثیہ کا پتہ نہین لگتا، یہ معلوم نہین کہ مرثیہ کی ابتدا کس نے کی، لیکن اسقدر یقینی ہے کہ سودا اور میر سے پہلے مرثیہ کا رواج ہو چکا تھا، سودا نے اپنے شہر آشوب مین میان مسکین مرثیہ گو کا ذکر کیا ہے ؎

| | |
|---|---|
| اسقاطِ حمل ہو تو کہین مرثیہ ایسا | پھر کوئی نہ پوچھے میان مسکین کہان ہے |

میر تقی صاحب کے دیوان مین اگرچہ کوئی مرثیہ نہین، لیکن مرثیہ انھون نے بھی کہا ہے، اُنکے ایک مرثیہ کا ردّ مرزا سودا نے لکھا ہے، جسکے چند شعر یہ ہین، ؎

| | |
|---|---|
| دلون پر محبون کے حالت عجب ہے | مصیبت ہے، ماتم ہے غم ہے تعب ہے |
| غرض کیا کہون کس روش کا غضب ہے | حسینؑ علیؑ کی شہادت کی شب ہے |
| کوئی دل نہین جس کو ماتم نہو گا | وہ دل دیر ہے جس مین یہ غم نہو گا |
| یہ دن کچھ قیامت سے بھی کم نہو گا | قیامت مین یہ کچھ نہو گا جواب ہے |
| بجا ہے کہ لو ہو کے دریا بہا ئے | یہ کشتی فلک کی لہو مین ڈبا لے |
| شہِ تشنہ لب کا کسے غم سنائے | یہ کس منہ سے کہیے کہ وہ تشنہ لب ہے |

اسوقت تک مرثیے عموماً چو مصرع ہوتے تھے، غالباً سب سے پہلے سودا نے مسدس لکھا جو اُن کے دیوان مین موجود ہے، اُردو مین مرثیہ کی وسعت اور ترقی کا یہ پہلا قدم تھا، کیونکہ چو مصرع مین اول سے آخر تک ایک خاص قافیہ کی پابندی کی وجہ سے ہر قسم کے مطالب نہین ادا کیے جا سکتے تھے، میر انیس کے اس مصرع سے ع پانچوین پشت ہے شبیرؑ کی مداحی مین، ثابت ہوتا ہے کہ میر ضاحک

سے نے جو میر انیس کے پردادا اور سودا کے معاصر تھے، اور میر حسن اُنکے بیٹے نے بھی مرثیہ لکھا ہے، لیکن ضاحک کا کلام تو سرے سے مفقود ہے، میر حسن کا دیوان مدت ہوئی مین نے دیکھا تھا، یاد نہین آتا کہ اس مین مرثیہ بھی ہے یا نہین۔

یہ امر تعجب سے خالی نہین کہ میر تقی، اور مرزا سودا جیسے قادر الکلام نے بھی مرثیہ کو چندان ترقی نہین دی، اور میر ضمیر تک یہ فن گویا ابتدائی ہی حالت مین رہا، چنانچہ سودا کے مسدس کا ایک بند ہم نقل کرتے ہین، جس سے اس زمانہ کی مرثیہ گوئی کا اندازہ ہوگا، ؎

کس سے اے چرخ کہوں جاکے تری بیدادی
جو ہے دنیا مین سو کہتا ہے مجھے ایذا دی
ہاتھ سے کون نہین آج ترے فریادی
یان تلک پہونچی ہے ملعون تری بیدادی
کون فرزندِ علی پر یہ ستم کرتا ہے
کیون مکافات سے اسکے تو نہین ڈرتا ہے

خویش و فرزند و عزیز اسکے تہے جتنے پیارے
دشنہ و تیغ سے ان ظالمون کے سب مارے
اہل بیت اُسکے جو باقی ہین سو ہین آوارے
قید مین کوفیون کے جاتے ہین وہ بیچارے
نہ اُنھین چین ہے دن کو نہ اُنھین رات آرام
اس مصیبت مین چلے جاتے ہین کربل سے شام

شاید یہ خیال ہو کہ اسوقت تک شعرا مرثیہ کو محض ایک مذہبی فرض سمجھتے تھے اور اس وجہ سے شاعرانہ طبّاعی اور زور آوری سے اجتناب کرتے تھے ان کا مقصد صرف رونا رُلانا ہوتا تھا، جس کو شاعری سے تعلق نہین، لیکن یہ خیال صحیح نہین، مرزا سودا، میر تقی کے مرثیہ کی رد کی تمہید مین لکھتے ہین،

"لیکن مشکل ترین دقائق، طریقہ مرثیہ کا معلوم کیا، کہ مضمونِ واحد کو ہزار رنگ مین ربط معنی دیا، اس کام مین محتشم سا کسو نے عز قبول نہین پایا، پس لازم ہے کہ مرتبہ در نظر رکھ کر مرثیہ کہے نہ کہ برائے گریہ عوام اپنے تئین ماخوذ کرے"

www.urduchannel.in



اس سے ثابت ہوتا ہے، کہ مرزا مرثیہ کو مشکل ترین فنون سمجھتے تھے، اور اس کا مقصد محض گریۂ عوام نہیں قرار دیتے تھے،

(غرض اس زمانہ میں جو کچھ ترقی ہوئی وہ صرف اسقدر تھی کہ مرثیئے چو مصرع سے مسدس ہو گئے، سب سے پہلے جس شخص نے مرثیہ کو موجودہ طرز کا خلعت پہنایا، وہ میر ضمیر، مرزا دبیر کے اُستاد ہیں، میر ضمیر کے مرثیئے چھپ کر شائع ہو چکے ہیں، انہوں نے مرثیہ میں جو جدتیں پیدا کیں حسب ذیل ہیں۔) میر ضمیر

۱، رزمیہ لکھا،

۲، سراپا ایجاد کیا،

۳، گھوڑے۔ تلوار اور اسلحہ جنگ کے الگ الگ اوصاف لکھے، اور یہی مضامین آج موجودہ مرثیوں کے مُہمات موضوع ہیں۔

۴، واقعہ نگاری کی بنیاد ڈالی، چنانچہ ایک ایک جزئی واقعہ کو تفصیل کے ساتھ لکھا۔

۵، سب سے بڑھ کر یہ کہ کلام میں زور، اور بندش میں چستی اور صفائی پیدا کی، غلط الفاظ جو مرثیوں کے لئے گویا جائز مان لئے گئے تھے اکثر ترک کر دئے۔ اُن کے عمدہ کلام کا اگر انتخاب کیا جائے، تو میر انیس کا کلام معلوم ہوگا اس سے پہلے مرثیہ سوز کے لہجے میں پڑھے جاتے تھے، اب تحت لفظ کا بھی رواج ہوا اور غالباً پہلا شخص جسنے ممبر پر بیٹھکر تحت لفظ پڑھا میر ضمیر صاحب تھے نئی تشبیہات۔ لطیف استعارے۔ مبالغہ۔ واقعہ نگاری۔ مناظر قدرت کی تصویر۔ غرض میر انیس اور مرزا دبیر کے کلام کے جس قدر محاسن ہیں، ضمیر کے ہاں سب پائے جاتے ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ میر ضمیر کے ہاں ان کا رنگ ہلکا تھا، ان دونوں صاحبوں نے شوخ کر دیا۔ میر ضمیر کے ہر نمونہ کے چند اشعار ہم اس موقع پر نقل کرتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| جا کے میدان میں کس طرح یہ محبوب لڑے | یہ تو کہئے کہ غلام آپ کے کچھ خوب لڑے |
| چاہتا تھا کہ کروں ضبط یہ چُپ رہتا تھا | پوچھو اکبر سے میں ہر بار یہ کیا کہتا تھا |
| چیر کر فوج کو اس پار سے اُس پار گئے | میں نے خود دیکھا کہ دریا پہ کئی بار گئے |

روزمرہ اور صفائی

ایضاً

واقعہ نگاری

پانی تو پی نہیں حیدر کے نواسے آئے — بولے عباس کہ پیاسے گئے پیاسے آئے
قریب جاتے ہی ہندہ نے اٹھا ہاتھ — کہا سلام علیک اے ضعیفۂ نیک صفات
وہاں سے لائے اٹھا کر تو پھر کہی یہ بات — سمجھ میں کچھ نہیں آتے ہیں آپکے حالات

وہ روشنی میں بغور انکے منہ کو تکتی تھی
اگرچہ قصد تھا پر کچھ وہ نہ کہہ سکتی تھی

کہا یہ ہندہ نے کچھ میں نے تم کو پہچانا — کہیں سے ہے شہر مدینہ میں ظاہرا دیکھا
محلہ ہے وہاں مشہور آل ہاشم کا — ہمیشہ آمد و شد تھی غرض مری اس جا

ضرور دیکھا ہے آل عقیل و جعفر میں
ویا جناب رسالتمآب کے گھر میں

سو اس کلام سے مطلب ہے کہ خدا ہے گواہ — جناب فاطمہ کے گھر میں ہے تھیں کچھ راہ
خصوص زینب و کلثوم سے بھی ہو آگاہ — ہیں دونوں بی بیاں شہزادیاں مری واللہ

وہ سب تو ایک طرف پر امام اچھے ہیں
کہو حسین علیہ السلام اچھے ہیں

تشبیہ

پنہاں زرہ میں ہوتی تھی اسطرح سے سنان — بجلی چمک کے ہوتی ہے جوں ابر میں نہاں
اس نیزۂ سیاہ سے تھا سب کو بیم جان — تھا اژدہا ہے موسیٰ عمران کی وہ زبان

نیزہ کی یہی تشبیہ ہے جسکو میر انیس صاحب نے زیادہ لطیف، اور صاف کر دیا ہے چنانچہ کہتے ہیں ع گویا زبان نکالی ہوئی اژدہا چلا، میر انیس نے اسی طرح دو نیزوں کے باہم ٹکرانے کا مضمون پیدا کیا، اور اس لطف کو دوبالا کر دیا ع دو سانپ گتھ گئے تھے زبانیں نکال کے،

حسن تعلیل

تھا دیدۂ حیران، ہر اک زخم بدن میں — انگشت تاسف تھی زبان سب کے دہن میں — میر ضمیر

مبالغہ

گھوڑا وہ تیز رو ہے کہ ناگاہ ایک بار — اتنا کہا تھا وہم نے ہاں چل تو ایک بار

www.urduchannel.in



دونون نے ہم عنانی وسعت کی اختیار — آخر کہان وہ اور کہان وہم ہرزہ کار

کچھ کچھ تو ساتھ ساتھ وہ مقدور بھر گیا
پھر یہ خبر نہین کہ کہان تھا کدھر گیا

اسی زمانہ مین میر خلیق صاحب نے مرثیہ کے فن کو بہت ترقی دی، میر انیس صاحب اُن کے بیٹے جا بجا اپنے مرثیون مین اُنکی فصاحت اور روزمرّہ کا ذکر کرتے ہین ایک بند مین اپنے روزمرّہ پر ناز کرتے ہین، اور کہتے ہین ع حقا کہ یہ خلیق کی ہے سر بسر زبان، میر خلیق کے ایک سلام کا مطلع و مقطع مشہور ہے ؎

مجرائی طبع گند ہے لطف بیان گیا — دندان گئے کہ جوہر تیغ زبان گیا
گذری بہار عمر، خلیق اب کہین گے سب — باغ جہان سے بلبل ہندوستان گیا

ان اشعار سے قیاس ہوتا ہے کہ میر خلیق نے میر ضمیر سے کچھ کم اس فن پر احسان نہین کیا ہوگا، لیکن افسوس ہے کہ اُن کا کلام نہین ملتا، میر نواب صاحب نامی ایک بزرگ نے جو میر خلیق کے بہ یک واسطہ شاگرد تھے، سنہ ۱۲۹۷ھ مین بمقام گلبرگہ، حیدرآباد دکن، ایک مجموعہ چھاپا تھا، جس مین میر خلیق - مونس - اور انیس کے چند مرثیے جمع کیے تھے، اس مین میر خلیق کے متعدد مرثیے ہین - لیکن اکثر وہ ہین، جو آج میر انیس کے نام سے مشہور ہین اور جو میر انیس کے چھپے ہوئے مرثیون مین شامل ہین، بعض ایسے ہین جو مطبوعہ مرثیون مین شامل نہین، لیکن زبان، اور طرز ادا سے قیاس ہوتا ہے، کہ میر انیس ہی کے نتائج فکر ہین، اور اگر وہ واقعی میر خلیق کا کلام ہے، تو بیٹے کو باپ پر ترجیح کی کوئی وجہ نہین -

چند نمونے ملاحظہ ہون ؎

مرتا ہے باپ، اے علی اکبر ابھی نہ جا — دل مانتا نہین مرے دلبر ابھی نہ جا
اے لال! سوئے نیزہ و خنجر ابھی نہ جا — ہے ہے بجا شبیہ پیمبر ابھی نہ جا
مضطر ہون چین آئے پتہ آتا نہین مجھے

www.urduchannel.in



روتے میں منہ ترا نظر آتا نہیں مجھے

ماتھے کو چومتے تھے کبھی، اور دہن کبھی
تکتے تھے سوئے زلفِ شکن در شکن کبھی
روتے تھے لیکے بوسۂ سیب ذقن کبھی
یوسف کا اپنے سونگھتے تھے پیرہن کبھی
ملتے تھے خشک ہونٹھ لب گلعذار سے
سینہ پہ رکھتے تھے کبھی مُنہ اپنا پیار سے

نوجوان کا ہجوم

پیاسے بہ شکل ابر اُمنڈ آئے دل کے دل
شعلے صفت چمکنے لگے برچھیوں کے پھل
چلون میں تیر رکھکے بڑھے روم و رے کے یل
تیغیں اُبل رہی تھیں جو کھچیں، ہٹ گئی اجل
دن کو سیاہی شبِ ظلمات ہو گئی
کھولے نشان شامیون نے، رات ہو گئی

تلوار

موجیں زرہ، حباب ہیں سر اسکے سامنے
شق ہیں بہادرون کے جگر اسکے سامنے
رکھتی ہے کیا بساط سپر اس کے سامنے
تھکے ہیں جبرئیل کے پُر اس کے سامنے
ماریں کمر کا ہاتھ اگر پاؤں گاڑ کے
دو ٹکڑے آسیا کی طرح ہوں پہاڑ کے

فوج کی بدحواسی

حیران تھے کب حسام سے کاٹھی جدا ہوئی
ترکش میں ڈھونڈتے تھے کہ تلوار کیا ہوئی

میرانیس

میر انیس تقریباً ۱۲۱۸ھ میں پیدا ہوئے، انہوں نے مرثیہ کو جو ترقی دی، اسکی تفصیل آگے آئیگی یہاں جو باتیں کہنے کے قابل ہیں، یہ ہیں۔

۱، میر انیس کا خاندان دِلی کا خاندان تھا، اگرچہ اُنکے پردادا میر ضاحک، دِلّی سے چلے آئے تھے، اور فیض آباد میں سکونت اختیار کرلی تھی، تاہم دہلی کی جو خصوصیات تھیں وہ اخیر تک اس خاندان میں قائم رہیں، میر انیس اکثر موقعوں پر ناز سے لہجہ میں کہتے تھے، صاحبو! ارباب لکھنو اس طرح نہیں بولتے، یہ میرے گھر کی زبان ہے"

www.urduchannel.in



اسی بنا پر جا بجا جگہ کو "جا گہہ" لکھا ہے، اور یہ صرف تحریری زبان نہین، وہ یون ہی بولتے بھی تھے، مین نے اپنے معزز دوستون سے، جو میر صاحب کی صحبتون مین، اکثر شریک رہا کیے ہین، سُنا ہے کہ جب کبھی اُن کی مجلس مین لوگ صفِ نعال مین آکر بیٹھ جاتے تھے، تو فرماتے تھے، صاحبو! جاگہہ ادھر ہے"، افعال کو فاعل کی مطابقت سے جمع لکھنا بھی دہلی ہی کا اثر ہے مثلاً ع جلدی مین گو جو اون نے چٹین بچائیان

۲، میر صاحب نے شاعری میراث مین پائی تھی، اُنکے مرثیہ کے جو خاص جوہر ہین وہ میراث ہی کی یادگار ہین، اُن کے دادا میر حسن گو غزل بھی کہتے تھے لیکن جس چیز نے اُن کو عالم شہرت کا تاجدار بنایا، وہ اُن کی مثنوی بدر منیر ہے" اس مثنوی کا خاص وصف، واقعات، اور کیفیات کا سین دکھانا ہے - وہ جس واقعہ یا حالت کو لکھتے ہین اسکا سمان باندہ دیتے ہین -

میر انیس کے مرثیون مین واقعات، اور کیفیات کی تصویر کھینچ دینے کی جو خصوصیت ہے، دادا کی میراث ہے - البتہ یہ فرق ہے، کہ میر حسن، واقعہ نگاری کی وسعت مین ابتذال، اور عامیانہ بول چال کی پروا نہین کرتے میر انیس نے واقعہ نگاری اور مصوّری کے ساتھ، بندش کی چستی، اور خواص کی طرز گفتگو کی خصوصیت بھی قائم رکھی اور یہ قادر الکلامی کی انتہا ہے -

۳، میر حسن صاحب غزل گوئی مین اگرچہ سودا اور میر درد کے شاگرد تھے، لیکن سودا کا پرتو اُن پر نہین پڑا صرف میر درد کا رنگ ہے، یعنی روزمرہ، صفائی، گھلاوٹ، اور درد، یہی باتین میر انیس صاحب کے ان بھی ہین، جو لوگ کہتے ہین کہ میر انیس صرف بین لکھنا جانتے ہین، اس جھوٹ مین سچ بھی ہے، یعنی بین رزم سے بہتر لکھتے ہین، یہ وہی خصوصیت ہے جو دادا سے ترکہ مین ملی ہے،

۴، میر انیس کی شاعری کے متعلق یہ مسئلہ نہایت عظیم الشان مسئلہ ہے کہ مرزا دبیر کی رقابت، اور مقابلہ نے اُن کے کلام پر کیا اثر پیدا کیے، اگر یہ پتہ لگ سکتا، کہ دونون حریفون مین سے، اول کس نے میدان شاعری مین قدم رکھا اور خاص خاص مرثیے، بلکہ خاص خاص بند جو دونون کے ہان قریب اُنھی پائے جاتے ہین،

www.urduchannel.in



اول کس نے کہے، تو شاعری کی تاریخ کے بہت سے دقیق نکتے حل ہو جاتے، لیکن افسوس ہے کہ باوجود بہت سی جد و جہد کے اس بارہ مین مجھکو کچھ کامیابی نہین ہوئی۔

دونون حریفون کے مرثیون کو دیکھو، تو صاف نظر آتا ہے، کہ ایک نے دوسرے کے کلام کو سامنے رکھکر لکھا ہے، لیکن زمانہ کے تقدیم و تاخیر کے نہ معلوم ہونے سے یہ نہین متعین ہوتا کہ ایجاد کا فخر کس کو ہے، اور کس نے کس سے کیا اثر لیا ہے، میر انیس جابجا فخریہ شعرون مین اس بات کا اشارہ کرتے ہین کہ اُن کے حریف اُنکے کلام سے فائدہ اُٹھاتے ہین، مثلاً، ؎

| | |
|---|---|
| لگا رہا ہون مضامین نو کے پھر انبار | خبر کرو میرے خرمن کے خوشہ چینون کو |
| نو اسنجیون نے تری اے انیس | ہر اک زاغ کو خوش بیان کر دیا |
| ملتی نہین دزد ان معانی سے نجات | سچ ہے کہ مگس سے کب شکر بچتی ہے |

ان چوٹون کو مرزا دبیر صاحب برابر کا جواب نہین دیتے، یعنی یہ نہین کہتے کہ مین نہین، میرا حریف سرقہ کرتا ہے، بلکہ صرف تبرّی کرتے ہین کہ مین اس جرم کا مرتکب نہین، چنانچہ فرماتے ہین ؎

| | |
|---|---|
| شکر خدا کہ سرقہ کی حد سے بعید ہون | ہر مرثیہ مین موجد طرز جدید ہون |
| ہے استفادہ مجھکو احادیث و سیر سے | یعنی بری ہون سرقہ مضمون غیر سے |

اس سے اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے، میر انیس، میرزا صاحب کے مقابلہ کا قصد نہین کرتے تھے، اور اُنکے مرثیون کا جواب لکھنا نہین چاہتے تھے ورنہ میرزا صاحب ضرور اسکا اشارہ کرتے، اسکے ساتھ جب بعض مرثیون سے صاف ثابت ہے، کہ وہ ایک دوسرے کے مقابلہ پر لکھے گئے ہین، تو خواہ مخواہ ماننا پڑتا ہے کہ مقابلہ، اور ہم طرحی و مسابقت کی کوشش، میرزا صاحب ہی کی طرف سے ہوتی تھی، میر انیس نے اسی کی طرف ایک موقع پر اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ کہتے ہین ؎

| | |
|---|---|
| بھلا تردد بیجا سے اس مین کیا حاصل | اُٹھا چکے ہین زمیندار جن زمینون کو |

www.urduchannel.in



جن مرثیون یا اشعار یا مضامین مین تقابل یا توارد ہے انکی تفصیل آگے آئیگی، اور وہان اس تمہیدی بحث کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

۵، میر انیس کا جو کلام موجود ہے ۵ جلدون مین شائع ہوا ہے، لیکن میر صاحب کے متوسلین کا خاص دعویٰ ہے، کہ ان مرثیون مین بہت کچھ تحریف، اور خلط ہوا ہے۔ مولوی عبد الغفور نساخ نے ایک رسالہ مرزا دبیر اور میر انیس کے اغلاط کے متعلق لکھا تھا، اس کا جواب میرزا محمد رضا متخلص بہ معجز، شاگرد ناسخ نے لکھا جس کا نام تطہیر الاوساخ ہے، اور جو ۱۲۹۶ھ مین شعلہ طور کان پور مین چھپا تھا، اس کے دیباچہ مین میرزا رضا صاحب لکھتے ہین۔

"ثانیاً یہ بات بھی کالنار علی العلم ہے کہ اکثر تلامذہ میر صاحب و مرزا دبیر صاحب نے بلحاظ اپنے پڑھنے کے اکثر تصرفات بہ تغیر و تبدل الفاظ و مصرعہ و بند کے کیے ہین، بہ نظر اختصار کسی مرثیہ کے کچھ بند نکال ڈالے، اور کہین درمیان مرثیہ مین کوئی مطلع یا بند ایجاد کر کے الحاق کیا تاکہ وہین سے پڑھنا شروع کرین کہین بغرض بکا و ابکا، مضامین مبکیہ موزون کر کے شامل مرثیہ کیے، کہین الفاظ مین موافق اپنے فہم و سلیقہ کے کمی و بیشی کی، یا مشتاقین نے جو مرثیہ جدید زبان سے ان صاحبون کی مجلس مین سنا خفیہ تحریر کیا، اور جو الفاظ یا مصرع بہ سبب عجلت تحریر یا عدم سماعت کے رہ گئے، اُس کی تکمیل بطور خود کی، اس باعث سے کہ نقل مرثیہ جدید و تصنیف کا دستیاب ہونا شاعرین سے غیر ممکن تھا، پس جو کچھ کہ مرثیہ اُن کے تلامذہ کے پاس ہین، اُن مین اکثر کا لاصل نہین ہین تغیر و تبدل و اضافہ و نقصان اُن مین بہت ہے، اور انہین مرثیون کی نقل وہ مرثئے ہین، جو مطبوع ہوئے ہین پس مراثی مطبوعہ من قبیل بنا ر الفاسد علی الفاسد ہین"۔

اس بنا پر میرزا رضا صاحب نے میر نفیس صاحب سے جو میر انیس کے فرزند رشید تھے مطبوعہ مرثیون کی تصحیح کی جس کا نتیجہ حسب ذیل ہے۔

یہ مرثیہ ع اے تیغ زبان جوہر تقریر دکھا دے، اس مصرعہ تک، ملنے لگے آنکھین قدم سرور دین پر،

www.urduchannel.in



میر صاحب کا کلام ہے، باقی ۴۹ سے لیکر ۵۵ تک، اور مقطع کے دو اول مصرعے سب الحاقی ہین -

یہ مرثیہ ع دشتِ وغا مین نورِ خدا کا ظہور ہے، ستر بند تک یعنی اس ٹیپ تک مصرع ع چھاتی کے پار نیزہ کی نوکین نکل گئین، میر صاحب کا کلام ہے، باقی الحاقی ہے، یہ شعر

"وہ لپٹون گلے سے مین پدرِ ناتوان کے | سینہ سے تو سرک تو مرے باباجان کے"

الحاقی ہے -

میرزا رضا صاحب نے اور بہت سے اعتراضات کے جواب مین جو خاص خاص الفاظ یا تراکیب پر تھے اُن الفاظ اور تراکیب سے انکار کیا ہے، اور کہا ہے کہ اصل مرثیہ مین یون نہین، یون ہے - چونکہ اس قسم کے الفاظ نہایت کثرت سے تھے، اس لیے ہم ان کو قلم انداز کرتے ہین - ناظرین چاہین تو اصل رسالہ کو ملاحظہ فرمائین -

ہم کو اس سے انکار نہین کہ مطبوعہ مرثیے نہایت غلط چھپے ہین، لیکن میرزا رضا صاحب نے تو یہ غضب کیا ہے کہ جہان کوئی لفظ محاورۂ حال کے خلاف نظر آیا، اس کے وجود سے انکار کر دیا، حالانکہ یہ تعمیم صحیح نہین - میر انیس نے بہتّر برس کی عمر پائی، اُنکی ابتدا مشق مین، قدیم محاورے اور غلط الفاظ نہایت کثرت سے متداول تھے، اور شعرا بے تکلف ان کو استعمال کرتے تھے، شیخ ناسخ نے البتہ اس قسم کے تمام الفاظ کو ترک کر دیا تھا، لیکن جو لوگ اپنے تئین، دلّی کی طرف منسوب کرتے تھے، وہ ان الفاظ اور محاورات کو وطن کی یادگار سمجھتے تھے، چنانچہ غالب و ذوق جو خاتم الشعرا ہین ان کے ہان وہ الفاظ بے تکلف ملتے ہین، جن کو شیخ ناسخ مدتون سے چھوڑ چکے تھے مثلاً میرزا غالب فرماتے ہین -

ع کشاکش مصلحت سے ہون کہ خوبان تجھ پہ عاشق ہین -

حالانکہ اس قسم کی جمع، ایک مدت سے متروک ہے، اس قسم کے الفاظ میر انیس کے ہان بھی ہین، اور کثرت سے ہین، لیکن وہ ابتدائی مشق کے ہین، ورنہ شیخ ناسخ کے اثر، یا خود مذاق کے بدلنے سے، جس قدر زمانہ گذرتا گیا، میر صاحب، قدیم مخصوص الفاظ اور تراکیب چھوڑتے گئے -

www.urduchannel.in



# میر انیس کی شاعری کی خصوصیات

اب ہم تفصیل کے ساتھ میر صاحب کی شاعری کی خصوصیات بیان کرتے ہین -

**فصاحت**۔ علماے ادب نے فصاحت کی یہ تعریف کی ہے کہ لفظ مین جو حروف آئین، اُن مین تنافر نہو، الفاظ فصاحت
ا مانوس نہون، قواعد صرفی کے خلاف نہو،،

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ لفظ درحقیقت ایک قسم کی آواز ہے، اور چونکہ آوازین بعض شیرین، ولاویز
ر لطیف ہوتی ہین مثلاً طوطے وبلبل کی آواز اور بعض مکروہ وناگوار مثلاً کوّے اور گدھے کی آواز، اس بنا پر
لفاظ بھی دو قسم کے ہوتے ہین بعض شستہ، سبک، شیرین اور بعض ثقیل بھدے، ناگوار، پہلی قسم کے الفاظ کو فصیح
کہتے ہین، اور دوسرے کو غیر فصیح، بعض الفاظ ایسے ہوتے ہین کہ فی نفسہ ثقیل اور مکروہ نہین ہوتے لیکن تحریر
تقریر مین اُن کا استعمال نہین ہوا ہے یا بہت کم ہوا ہے، اس قسم کے الفاظ بھی جب ابتداءً استعمال کیے جاتے
ین تو کانون کو ناگوار معلوم ہوتے ہین، اُن کو فن بلاغت کی اصطلاح مین **غریب** کہتے ہین، اور اس قسم کے
فاظ بھی فصاحت مین خلل انداز خیال کیے جاتے ہین۔

میر انیس کے کمال شاعری کا بڑا جوہر یہ ہے کہ باوجود اسکے کہ انھون نے اُردو شعراء مین سے سب سے
یادہ الفاظ استعمال کیے اور سیکڑون مختلف واقعات، بیان کرنے کی وجہ سے، ہر قسم اور ہر درجہ کے الفاظ اُنکو
ستعمال کرنے پڑے، تاہم ان کے تمام کلام مین غیر فصیح الفاظ نہایت کم پاے جاتے ہین - اکثر جگہ عربی، فارسی
لے الفاظ جو اُردو زبان مین کم مستعمل ہین، ضرورت سے لانے پڑے ہین لیکن اس قسم کے الفاظ جہان آے
ن، فارسی ترکیبون کے ساتھ آئے ہین جس سے ان کی غرابت کم ہوگئی ہے، ورنہ اگر اُردو کی خاص ترکیب
ن اُن الفاظ کا استعمال کیا جاتا تو بالکل خلاف فصاحت ہوتا۔ مثلاً انگشتری، خاتم، رُخ، بادہ، تنا، حسن، اور اس

www.urduchannel.in



قسم کے سیکڑون ہزارون الفاظ ہین، جو بجاے خود فصیح ہین لیکن ٹھیٹ اُردو مین ان کا استعمال نہین ہوتا۔ میر ضمیر ایک موقع پر کہتے ہین ع ذرّیت رسول کی خاطر جلائی نار نار کا لفظ اس موقع پر نہایت نامانوس اور بیگانہ ہے، لیکن یہی لفظ جب فارسی ترکیبون کے ساتھ اُردو مین مستعمل ہوتا ہے مثلاً نار دوزخ، نار جہنم، تو وہ غرابت نہین رہتی۔

فصاحت کے مدارج مین اختلاف ہے، بعض الفاظ فصیح ہین، بعض فصیح تر، بعض اُس سے بھی فصیح تر، میر انیس صاحب کے کلام کا بڑا خاصہ یہ ہے کہ وہ ہر موقع پر فصیح سے فصیح الفاظ ڈھونڈھ کر لاتے ہین۔ میرزا دبیر اور میر انیس کے ہم مضمون اشعار لو، اگر میرزا صاحب کے ہان غریب اور ثقیل الفاظ ہونگے تو اُنکے مقابلہ مین میر صاحب کے ہان فصیح الفاظ ہونگے اور اگر میرزا صاحب کے ہان فصیح الفاظ ہونگے تو میر صاحب کے ہان فصیح تر ہونگے میرزا دبیر کی تخصیص نہین، تمام مرثیہ گویون کے مقابلہ مین میر انیس کے کلام کا یہی حال ہے ہم مثال کے طور پر دو چار شعر نقل کرتے ہین۔ جن سے فصاحت اور فصاحت کے اختلاف مراتب کا اندازہ ہو سکے گا

| | | |
|---|---|---|
| میرزا دبیر | ع | کس نے نہ دی انگوٹھی رکوع و سجود مین |
| میر انیس | ع | سائل کو کس نے دی ہے انگوٹھی نماز مین ۔ |
| میرزا دبیر | ع | آنکھون مین بھرے اور نہ مردم کو خبر ہو |
| میر انیس | ع | آنکھون مین یون بھرے کہ مژہ کو خبر نہو |
| میرزا دبیر | ع | رویا مین بھی حسینؑ کو رویا ہی کرتے ہین |
| میر انیس | ع | حسرت ہے کہ خواب مین بھی رویا کیجے |
| میرزا دبیر | ع | جیسے مکان سے زلزلہ مین صاحب مکان |
| میر انیس | ع | جیسے کوئی بھونچال مین گھر چھوڑ کے بھاگے |

ابتذال — فصاحت کے متعلق ایک بڑا دھوکا یہ ہوتا ہے کہ چونکہ فصاحت کے یہ معنی ہین کہ لفظ سادہ، آسان، کثیر الاستعمال ہو، اسلئے لوگ مبتذل اور سوقی الفاظ کو بھی فصیح سمجھ لیتے ہین، حالانکہ ان دونون مین سفید و سیاہ کا فرق

www.urduchannel.in



ہے، میرزا دبیر صاحب جہان واقعہ نگاری اور معاملہ بندی مین میر انیس کی تقلید کرتے ہین، اکثر اُن کے کلام مین مبتذل الفاظ آجاتے ہین -

مثلاً جہان حضرت شہر بانو نے حضرت عباس کی لاش پر نوحہ کیا ہے، شہر بانو کی زبان سے فرماتے ہین
ع ہے ہے میرے دیور میرے دیور میرے دیور ٭ ایک اور جگہ فرماتے ہین ع نانا تو انکی سالگرہ کا نکال لا ٭
ابتذال کی صاف اور بیّن مثال، نظیر اکبر آبادی کا کلام ہے اگر یہ تمیز ہوتا تو سادگی اور صفائی مین نظیر کا کلام میر انیس یا میر تقی سے ٹکر کھاتا -

ابتذال کے معنی عام طور پر یہ سمجھے جاتے ہین کہ جو الفاظ عام لوگ استعمال کرتے ہین وہ مبتذل ہین - لیکن یہ صحیح نہین، سیکڑون الفاظ عوام کے مخصوص الفاظ ہین لیکن سب مین ابتذال نہین پایا جاتا، ابتذال کا معیار مذاقِ صحیح کے سوا اور کوئی چیز نہین، مذاقِ صحیح خود بتا دیتا ہے کہ یہ لفظ مبتذل، پست اور سوقیانہ ہے -

میر صاحب کو اگرچہ واقعہ نگاری کی وجہ سے نہایت چھوٹی چھوٹی چیزون اور ہر قسم کی جزئی جزئی واقعات اور حالات کو بیان کرنا پڑتا ہے، لیکن یہ اُنکی انتہا درجہ کی قادر الکلامی ہے کہ پھر بھی اُن کی شاعری کے دامن پر ابتذال کا دھبّہ نہین آنے پاتا -

**کلام کی فصاحت** یہ بحث مفرد الفاظ سے، متعلق تھی، لیکن کلام کی فصاحت مین صرف لفظ کا فصیح ہونا کافی نہین، بلکہ یہ بھی ضرور ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ وہ ترکیب مین آئے اُن کی ساخت، ہیئت، نشست، سبکی اور گرانی کے ساتھ اُس کو خاص تناسب اور توازن ہو، ورنہ فصاحت قائم نہ رہیگی - قرآن مجید مین ہے، ما کذاب الفواد ما رای - فواد اور قلب دو ہم معنی الفاظ ہین، اور دونون فصیح ہین، لیکن اگر اس آیت مین فواد کے بجاے قلب کا لفظ آئے تو خود یہی لفظ غیر فصیح ہو جائیگا، جس کی وجہ یہ ہے کہ گو قلب کا لفظ بجاے خود فصیح ہے لیکن ماقبل اور مابعد کے جو الفاظ ہین اُنکی آواز کا تناسب، قلب کے لفظ کے ساتھ نہین ہے -

میر انیس کا مصرعہ ہے ع فرمایا آدمی ہے کہ صحرا کا جانور - صحرا اور جنگل ہم معنی ہین اور دونون فصیح ہین،

www.urduchannel.in



میر انیس نے جابجا ان دونون لفظون کو استعمال کیا ہے اور ہم معنی ہونے کی حیثیت سے کیا ہے، لیکن اگر اس مصرع مین صحرا کے بجاے جنگل کا لفظ استعمال کیا جائے تو یہی لفظ غیر فصیح ہوجاے گا میر صاحب کا ایک شعر ہے ؎

| | |
|---|---|
| طائر ہوا مین مست، ہرن سبزہ زار مین | جنگل کے شیر گونج رہے تھے کچھار مین |

یہان جنگل کے بجاے صحرا لاؤ تو مصرع کا مصرع پھس پھسا ہوجاتا ہے۔

شبنم اور اوس ہم معنی ہین اور برابر درجہ کے فصیح ہین۔ لیکن میر صاحب کے اس شعر مین ؎

| | |
|---|---|
| کھا کھا کے اوس اور بھی سبزہ ہرا ہوا | تھا موتیون سے دامن صحرا بھرا ہوا |

اگر اوس کے بجاے شبنم کا لفظ لایا جاوے تو فصاحت خاک مین مل جائیگی، لیکن یہی اوس کا لفظ جو اس موقع پر اس قدر فصیح ہے اس مصرع مین ع شبنم نے بھر دئے تھے کٹورے گلاب کے۔

شبنم کے بجاے اوس لاؤ تو فصاحت بالکل ہوا ہوجائیگی۔

اس مین نکتہ یہ ہے کہ ہر لفظ چونکہ ایک قسم کا سُر ہے اسلئے یہ ضرور ہے کہ جن الفاظ کے سلسلہ مین وہ ترکیب دیا جاے، اُن آوازون سے اُسکو خاص تناسب بھی ہو ورنہ گویا دو مخالف سُرون کو ترکیب دینا ہوگا، نغمہ اور راگ مفرد آوازون یا سُرون کا نام ہے، ہر سُر بجاے خود دلکش اور دلاویز ہے، لیکن اگر دو مخالف سرون کو باہم ترکیب دیدیا جائے تو دونون مکروہ ہوجائین گے۔

راگ کے دلکش اور موثر ہونیکا گُر یہی ہے کہ جن سُرون سے اسکی ترکیب ہو اُن مین نہایت تناسب اور توازن ہو

الفاظ بھی چونکہ ایک قسم کی صوتین اور سُر ہین اس لئے اُن کی لطافت، شیرینی اور روانی، اُسی وقت تک قائم رہتی ہے جب گرد و پیش کے الفاظ بھی سلک مین اُنکے مناسب ہون۔

میرزا دبیر صاحب کا مشہور مصرع ہے، ع زیر قدم والدہ فردوس برین ہے۔ اس مین جتنے الفاظ ہین یعنی زیر۔ قدم۔ والدہ۔ فردوس۔ برین۔ سب بجاے خود فصیح ہین، لیکن اُنکے باہم ترکیب دینے سے جو مصرع

www.urduchannel.in



پیدا ہوا ہے وہ اس قدر بھدّا اور گران ہے کہ زبان اسکا تحمل نہین کر سکتی، شاید تم کو خیال ہو کہ مصرعہ کی ترکیب چونکہ فارسی ہو گئی ہے، اس لئے ثقل پیدا ہو گیا ہے لیکن یہ صحیح نہین، سیکڑون شعرون مین اس قسم کی فارسی ترکیبین ہین، لیکن یہ ثقل نہین پایا جاتا - مثلاً میر انیس صاحب کہتے ہین ؎

| | |
|---|---|
| مین ہون سردار شباب چمن خلد برین | مین ہون خالق کی قسم دوش محمد کا مکین |

پہلے مصرعہ مین فارسی ترکیب کے علاوہ توالی اضافات بھی موجود ہے، لیکن یہ بھدّا پن اور ثقل نہین ہے [ جب کسی مصرعہ یا شعر کے تمام الفاظ مین ایک خاص قسم کا تناسب، توازن اور توافق پایا جاتا ہے اسکے ساتھ وہ تمام الفاظ بجائے خود بھی فصیح ہوتے ہین تو وہ پورا مصرعہ یا شعر فصیح کہا جاتا ہے، اور یہی چیز ہے جسکو بندش کی صفائی، نشست کی خوبی، ترکیب کی دلآویزی، برجستگی، سلاست اور روانی سے تعبیر کرتے ہین ] یہی چیز ہے جسکی نسبت خواجہ حافظ فرماتے ہین ؎

| | |
|---|---|
| آن را کہ خوانی استاد گر بنگری بتحقیق | صنعت گر است اما شعر روان ندارد |

الفاظ کے توازن و تناسب سے کلام مین جو فرق پیدا ہو جاتا ہے وہ ایک خاص مثال مین آسانی سے سمجھ مین آسکتا ہے - میر انیس حضرت علی اکبر کے اذان دینے کی تعریف ایک موقع پر اس طرح کرتے ہین ع

تھا بلبل حق گو کہ چہکتا تھا چمن مین

اسی مضمون کو میر صاحب دوسرے موقع پر اس طرح ادا کرتے ہین ع

بلبل چہک رہا تھا ریاض رسول مین

وہی مضمون ہے وہی الفاظ ہین، لیکن ترکیب کی ساخت نے دونون شعرون مین کس قدر فرق پیدا کر دیا ہے -

میر انیس کا تمام کلام اس خوبی سے معمور ہے اور اُن کا ہر شعر اس وصف کا مصداق ہے نمونہ کے طو

پر ہم چند اشعار اس موقع پر نقل کرتے ہین ؎

تعریف مین چشمہ کو سمندر سے ملادون
ذرے کی چمک مہر منور سے ملادون
قطرہ کو جو دون آب تو گوہر سے ملادون
کانٹون کو نزاکت مین گل تر سے ملادون
گلدستۂ معنی کو نئے ڈھنگ سے باندھون
اک پھول کا مضمون ہو تو سو رنگ سے باندھون

برہم ہوئے یہ سنتے ہی عباسِ خوشخصال
قبضہ پہ ہاتھ رکھ کے یہ بولا علی کا لال
ولہٗ
غازی کو شیر حق کی طرح آگیا جلال
اب یان سے ہمکو کوئی ہٹادے یہ کیا مجال
حملہ کرین چڑھا کے اگر آستین کو
ہم آسمان سمیت، اُلٹ دین زمین کو

تھا فوج قاہرہ مین طلاطم کہ الحذر
چکر مین تھی سپاہ کہ گردش مین تھا بھنور
تھین موج کی طرح سب اُدھر کی صفین اِدھر
پانی مین تھے نہنگ، اُبھرتے نہ تھے مگر
فوجین فقط نہ بھاگی تھین مُنہ موڑ موڑ کے
دریا بھی ہٹ گیا تھا کنارے کو چھوڑ کے

چھایا تھا سب پہ رعب علمدار نوجوان
گوشہ امان کا ڈھونڈ رہی تھی ہر اک کمان
تسلیم کو جُھکے ہوئے رہتے تھے فوج کے نشان
ترکش بھی تھے ہراس سے کھولے ہوئے زبان
تیرون کا بیگمان تھا ارادہ گریز کا
مُنہ کُند ہو گیا تھا ہر اک تیغ تیز کا

آگے چل کر کہتے ہین ؎

تب شمر نے کہا کہ فصاحت سے کیا حصول
بیعت اُنھین تو حکم ہمین بھی نہین قبول

www.urduchannel.in



غازی پکارا او نجس و مرتد و جہول * پہچو نہ منہ سے نام جگر گوشۂ رسولؐ

سمجھا ہے کیا امام عراق و حجاز کو
گدّی سے کھینچ لون گا زبانِ دراز کو

تو کیا ہے اور کیا ہے ترا وہ امیرِ شام
کرتے ہین بادشاہ کہین بیعتِ غلام
تو بھی نمک حرام ہے وہ بھی نمک حرام
او بے ادب یزید کجا! اور کجا امام!!

دوزخ سے دور رہتے ہین ساکن بہشت کے
کعبہ کبھی جھکا نہین آگے کنشت کے

ولہ

ماتم ادہر تھا جشن مین تھے اہلِ شر اُدھر
بجتے تھے شادیانۂ فتح و ظفر اُدہر
انعام بانٹتا تھا ہر اک کو عمر اُدھر
روتے تھے دیکھ دیکھ کے حضرت ادہر اُدہر

غل تھا کہ بس حسینؑ بہت روئے بھائی کو
کوئی جوان ہو اور تو بھیجو لڑائی کو

باقی نہین کوئی تو وغا کو خود آئیے
حیدر کی ذوالفقار کے جوہر دکھائیے
زخمِ سنان و خنجر و شمشیر کھائیے
گرمی بڑی ہے آج لہو مین نہائیے

آمادہ ہم تو دیر سے بھر ستیز ہین
تیغین بھی ہین اُبلی ہوئی خنجر بھی تیز ہین

صابر بڑے ہین آپ تو یا شاہِ انس و جان
اک بھائی کے فراق مین یہ نالہ و فغان
رونے سے جی اُٹھین گے نہ عباسؑ نوجوان
حضرت پکارتے ہین کہ کیسے بھائی کہان

ملتا ہے کب جہان مین بھلا جو گذر گیا
اب فکر اپنی کیجیے وہ شیر مر گیا

www.urduchannel.in



اکبر نے کی غضب کی نظر سوے فوجِ شام ۔ کانپے یہ غیظ سے کہ اُگلنے لگی حسام

کی عرض ہات جوڑ کے اسے قبلۂ انام ۔ سنتے ہین آپ لشکرِ اعدا کے یہ کلام

خون اب تو جوش کہاتا ہے ہنگام جنگ ہے

سولا بس اب تو حوصلۂ صبر تنگ ہے

برچھا ادہر شقی نے لیا دیکھ بھال کے ۔ ولہ ۔ اکبر اُدہر سنبھل گئے بھالا سنبھال کے

روکے کسے جواب دے کہ ہر پھرے ۔ ولہ ۔ بجلی کے ساتھ ساتھ کہان تک سپر پھرے

سب نشۂ غرورِ جوانی اُتر گیا ۔ ولہ ۔ تلوار تھی کہ حلق سے پانی اُتر گیا

**کلام کی اصلی ترتیب کا قائم رہنا** - ترکیب الفاظ کے لحاظ سے شعر کی بڑی خوبی یہ ہے کہ کلام کے اجزا کی جو اصلی ترتیب ہے وہ بحال خود قائم رہے، مثلاً فاعل، مفعول، مبتدا، خبر، متعلقات فعل، جس ترتیب کے ساتھ ہر وقت بول چال مین آتے ہین، یہی ترتیب شعر مین بھی قائم رہے - اگرچہ اس مین شبہ نہین کہ شعر مین اس ترتیب کا بعینہ قائم رہنا قریب قریب ناممکن ہے صرف ایک آدہ شعر یا بہت سے بہت شعر دو شعر مین اتفاقیہ یہ بات پیدا ہو جاتی ہے مثلاً سعدی کے یہ اشعار ہے

کلام کی اصلی ترتیب کا قائم رہنا -

بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری ۔ کہ از بوے دلآویز تو مستم

بگفتا من گلے ناچیز بودم ۔ ولیکن مدتے با گل نشستم +

جمالِ ہمنشین در من اثر کرد ۔ وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

لیکن چونکہ نظم کا درحقیقت سب سے بڑا کمال یہی ہے کہ اگر اسکو، نثر کرنا چاہین تو ہوسکے اور یہ اُسی وقت ہوسکتا ہے جب شعر مین الفاظ کی وہی ترتیب باقی رہے جو نثر مین معمولاً ہوا کرتی ہے، اس بنا پر شاعر کو کوشش کرنی چاہیئے کہ اگر اصلی ترتیب پوری پوری قائم نہین رہ سکتی تو بہر حال اُس کے قریب قریب پہونچ جاے جس قدر اس کا لحاظ رکھا جایگا، اُسی قدر شعر زیادہ صاف، برجستہ، روان، اور ڈہلا ہوا ہوگا اور اُردو مین جہانتک

www.urduchannel.in



ہم کو معلوم ہے یہ صفت میر انیس صاحب سے زیادہ کسی کلام مین نہین پائی جاتی، نمونہ کے طور پر ہم چند اشعار اس موقع پر نقل کرتے ہین۔

صُغریٰ حضرت امام علیہ السلام سے کہتی ہین، ؎

قربان گئی، اب تو بہت کم ہے نقاہت
تپ کی بھی ہے شدت مین کمی روز سے خفت

بستر سے مین خود اُٹھکے ٹہلتی بھی ہون حضرت
پانی کی بھی خواہش ہے غذا کی بھی ہے رغبت

حضرت کی دعا سے مجھے صحت کا یقین ہے
اب تو میرے مُنہ کا بھی مزہ تلخ نہین ہے

ولہ

صغریٰ نے کہا آپکی باتون کے مین قربان
تم جان بچالو کہ، مین لونڈی ہون یہ پل جان

بیٹی ہو علی کی مِری مشکل کرو آسان
جیتی رہی صغریٰ تو نہ بھولے گی یہ احسان

کچھ بات بجز گریہ و زاری نہین کرتین
امّان تو سفارش بھی ہماری نہین کرتین

حضرت زینب، حضرت عباس سے فرماتی ہین ؎

تم سے بڑی امید ہے زہرا کی جائی کو
بھیّا تمھین سے لگی ہے بہن اپنے بھائی کو

حضرت امام علیہ السلام، یزیدیون سے مخاطب ہوکر فرماتے ہین ؎

مجھکو لڑنا نہین منظور یہ کیا کرتے ہو
تیر جوڑے ہین جو تمنے تو خطا کرتے ہو

کیون نبی زا[illegible] غربت مین جفا کرتے ہو
دیکھو اچھا نہین یہ ظلم بُرا کرتے ہو

شمع ایمان ہون اگر سر میرا کٹ جائیگا
یہ مرقع ابھی اک دم مین اُلٹ جائے گا

خولی امام علیہ السلام کی فوج کی حالت، ابن سعد سے بیان کر رہا ہے ؎

www.urduchannel.in



یہ سب غلط سنا تھا کہ ہے لشکر کثیر
ہین ان مین سات آٹھ تو لڑکے کئی صغیر
کچھ نوجوان ہین طفل ہین کچھ اور کچھ ہین پیر
پس جائینگے وہ ٹاپون سے ہنگام دار و گیر
کیا چھوٹے چھوٹے ہاتھون کی طاقت دکھائینگے
ان سے تو تیغچے بھی سنبھالے نجائین گے

کیا جانے دل مین سوچے تھے کیا شاہ کربلا
لشکر تو یہ قلیل اور اس فوج سے وغا
مقتل مین کھینچ کر انھین لائی ہے قضا
عمرین ہین چھوٹی چھوٹی بھلا وہ لڑین گے کیا
کچھہ آزمودہ کار نہین کچھ مسن نہین
ان کے ابھی تو گھر سے نکلنے کے دن نہین

اس قسم کے اور ہزارون اشعار ہین، آگے مختلف موقعون پر جو اشعار نقل کئے جائینگے اُن مین اور دوسری خوبیون کے ساتھ یہ خصوصیت بھی اکثر نظر آئیگی۔

روزمرہ

روزمرّہ اور محاورہ جو الفاظ اور جو خاص ترکیبین اہل زبان کے بول چال مین زیادہ مستعمل اور متداول ہوتے ہین، اُن کو روزمرّہ کہتے ہین، روزمرّہ اگرچہ ایک جداگانہ وصف سمجھا جاتا ہے، لیکن درحقیقت وہ فصاحت ہی کا ایک فرد خاص ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ عام بول چال مین وہی الفاظ زبان پر آئین گے جو سادہ صاف، اور سہل الادا ہون، اور اگر اُن مین کچھہ ثقل اور گرانی بھی ہو تو رات دن کی بول چال اور کثرت استعمال سے وہ منجھکر صاف ہو جاتے ہین۔ ابوالعلا معرّی جو ایک ملحد شاعر تھا اُسنے قرآن مجید کا جواب لکھا تھا۔ لوگون نے اس سے کہا کہ گو یہ کلام بلیغ ہے لیکن اس مین قرآن مجید کی سی روانی اور صفائی نہین پائی جاتی، اُس ملعون نے کہا ہان ابھی تو نہین، لیکن جب دو چار برس نمازون مین منجھکر صاف ہو جائیگا تو روانی آجائیگی۔

غرض، روزمرّہ کے لئے فصیح ہونا لازم ہے۔ میرانیس کے کلام مین نہایت کثرت سے روزمرّہ اور محاورہ کا استعمال پایا جاتا ہے، اور اس پر اُن کو ناز بھی تھا چنانچہ فرماتے ہین ؎

www.urduchannel.in



مرغان خوش الحان چمن بولین کیا
مرجاتے ہین سُنکے روزمرہ میرا

چونکہ میر انیس کا کوئی کلام روزمرہ سے خالی نہین ہوتا، اس لئے ہم نمونہ کے طور پر صرف دوچار مثالین نقل کرتے ہین ؎

حشر تک خلق مین یہ ذکر غم انگیز رہا
تو تو بچپن کے غلامون سے بھی کچھ تیز رہا

تعریف کرین ڈر کے تو خورسند نہ ہونا
اعدا سے کسی بات مین تم بند نہ ہونا

زینب نے کہا جسمین رضا شہ عالی
مالک ہین وہی مین تو ہون اک چاہنے والی

صدقے گئے فرزند پھوپی سوگ نشین ہے
سمجھین تو میرا حق ہے نہ سمجھین تو نہین ہے

زندہ نہ محمد ہے نہ اب عون ہے بیٹا
تم بھی جو نہ پوچھو تو میرا کون ہے بیٹا

ولہ
خادم جدا نہ تھا شہ گردون سریر سے
کس جرم پر حضور خفا ہین حقیر سے

ولہ
کس کی مجال ہے جو کہے گا یہ کیا کیا؟
بی بی نے دی غلام کو رخصت بجا کیا

ولہ
کہتے تھے راہ مین نہ کہ دارا پنا چل گیا
افسوس ہے کہ ہاتھ سے دریا نکل گیا

**مضامین کی نوعیت کے لحاظ سے الفاظ کا استعمال**

حسن کلام کا ایک بڑا نکتہ یہ ہے کہ مضامین کی نوعیت کے لحاظ سے الفاظ استعمال کئے جائین۔

لفظ چونکہ آواز کی ایک قسم ہے اور آواز کے مختلف اقسام ہین۔مہیب۔پر رعب۔سخت، نرم، شیرین، لطیف، اسی طرح الفاظ بھی صوت اور وزن کے لحاظ سے مختلف طرح کے ہوتے ہین بعض نرم، شیرین اور لطیف ہوتے ہین بعض سے جلالت اور شان ٹپکتی ہے، بعض سے درد اور غمگینی ظاہر ہوتی ہے، اسی بنا پر غزل مین سادہ، شیرین، سہل اور لطیف الفاظ استعمال کئے جاتے ہین، قصیدہ مین زور اور شاندار الفاظ کا استعمال

www.urduchannel.in



پسندیدہ سمجھا جاتا ہے اسی طرح رزم، بزم، مدح و ذم، فخر، و ادعا، وعظ و پند، ہر ایک کے لئے جدا جدا الفاظ ہین جو شعرا مین سے جو اس نکتہ سے آشنا ہین وہ ان مراتب کا لحاظ رکھتے ہین اور یہ اُنکے کلام کی تاثیر کا بڑا راز ہے، لیکن جو اس فرق مراتب سے واقف نہین یا ہین لیکن ایک خاص رنگ اُن پر اسقدر چڑھ گیا ہے کہ ہر قسم کے مضامین مین ایک ہی قسم کے الفاظ اُن کی زبان سے ادا ہوتے ہین، اُن کا کلام بجز ایک خاص رنگ کے بالکل بے اثر ہوتا ہے۔ یہی نکتہ ہے کہ سعدی سے رزم، اور فردوسی سے بزم نہین نبہ سکتی۔

میر انیس صاحب نے رزم، بزم، فخر، ہجو، نوحہ، سب کچھہ لکھا ہے لیکن جہان جس قسم کا موقع ہوتا ہے اُسی قسم کے الفاظ اُنکے قلم سے نکلتے ہین رزمیہ فخر لکھتے ہین تو فرماتے ہین ؎

طاقت اگر دکھاؤن رسالت مآب کی
رکھدون زمین پہ چیر کے ڈھال آفتاب کی

جلال اور غیظ کو اِن الفاظ مین ادا کرتے ہین ؎

کم تھا نہ ہمہمہ اسدِ کردگار سے
نکلا ڈکارتا ہوا ضیغم کچھار سے

کیا جانے کس نے روکدیا ہے دلیر کو
سب دشت گونجتا ہے یہ غصہ ہے شیر کو

تھا یہ بپھرا ہوا عباس سا شیر جوان
سینۂ حُر پہ رکھے دیتا تھا نیزہ کی سنان

لرزہ تھا رعب حق سے ہر اک نابکار کو
روکے تھا ایک شیر جری دس ہزار کو

دیکھو! ان اشعار مین جو الفاظ آئے مین جس طرح، اُنکے مفہوم مین غیظ و غضب ہے اُسی طرح، الفاظ کی صوت و لہجہ سے بھی، ہیبت اور غیظ و غضب کا اظہار ہوتا ہے۔

بحرون کا انتخاب اور حسن قافیہ و ردیف

شعر کی دلاویزی اور دلفریبی کا ایک بڑا نکتہ یہ ہے کہ ہر مضمون کی مناسب بحرین اختیار کی جائین، فردوسی کی اسی غلطی نے اسکے یوسف زلیخا کو مقبول عام ہونے سے محروم رکھا،

شاہ نامہ کی بحر رزم کے لئے مخصوص ہے، فردوسی نے عشقیہ واقعات بھی اسی بحر مین ادا کرنے چاہے اور اسوجہ سے ناکام رہا۔ میر انیس سے پہلے، مرثیے، اکثر بڑی بڑی بحرون مین لکھے جاتے تھے مثلاً ع

www.urduchannel.in



جب مشک بھر کر نہر سے عباس غازی گھر چلے،

ع آپ تو جیتے رہے، بابا کا سر کٹوا دیا،

یا نہایت چھوٹی بحرون مین

ع یہ کس مونھ سے کہئے کہ وہ تشنہ لب ہے،

[میر صاحب نے تین چار بحرین خاص کرلین جن مین چند خصوصیتین پائی جاتی تھین،

۱- رزم و بزم، دونون کے لئے موزون تھین، مثلاً یہ بحر حشر برپا تھا کہ تیغ حرزہ سیاہ چلی -

۲- فقرون کی ترکیب اُن مین خواہ مخواہ چست ہوجاتی ہے مثلاً یہ بحر،

ع قطرہ کو جو دون آب تو گوہر سے ملا دون،

۳- کانون کو خوش معلوم ہوتی ہین]

قدیم مرثیون مین ردیف کا بہت کم التزام ہوتا تھا قافیہ ہی قافیے ہوتے تھے، میر صاحب نے ردیف کا گویا التزام کرلیا - آج کل جو لوگ انگریزی شاعری کی کورانہ تقلید کرتے ہین وہ تو سرے سے قافیہ ہی کو بیکار کہتے ہین ردیف کا کیا ذکر ہے، شاید انگریزی زبان کی ساخت اسی قسم کی ہو جیسا کہ عربی مین ردیف نہایت بدنما معلوم ہوتی ہے، لیکن فارسی اور اردو مین تو ردیف تال اور سُم کا کام دیتی ہے، جس طرح راگ مین تال نہو تو بدمزا ہے، یہی حالت، اُردو شعر کی ہے البتہ ردیف کے التزام کے لئے بہت بڑا قادر الکلام ہونا ضروری ہے، ورنہ ردیف کے التزام کے ساتھ آمد اور بے ساختگی قایم نہین رہتی، لیکن اگر یہ خوبی ہاتھ سے نہ جانے پائے تو ردیف، سے شعر چمک جاتا ہے، ان دونون شعرون پر غور کرو،

| | | | |
|---|---|---|---|
| ساقیا عید ہے، لا بادہ سے مینا بھر کے | | کہ مے آشام پیاسے ہین مہینہ بھر کے | |
| چاہنا خلق کو صہبائے صنم سے محرم | ولہ | ایسی نیت پہ بہشت آپ کو، واعظ معلوم | |

دونون شعر اپنی اپنی حیثیت سے لاجواب ہین، لیکن پہلے شعر کو ردیف نے کسقدر چمکا دیا ہے - بعض

جگہ ردیف کی تکرار نہایت لطف پیدا کردیتی ہے، میر صاحب کے ہان اسکی مثالین بھی کثرت سے ملتی ہین حسن قافیہ وردیف، و تکرار کی یکجائی چند مثالین، ہم اس موقع پر نقل کرتے ہین۔ ہ

| | | |
|---|---|---|
| کین صفین صاف مگر منہ کی صفائی نہ گئی | ولہ | سیکڑون خون کئے اور کہین آئی نہ گئی |
| شیطان عمر سعد کی گردن پہ چڑھا ہے | ولہ | بھاگو پسر شیر خدا رن پہ چڑھا ہے |
| رکتا نہ تھا علیؑ ولی کے پسر کا ہات | ولہ | دو ہوگئے گر پڑا جسے مار اکمر کا ہات |
| ہل چل یہ تھی کہ باپ نہ ٹھیرا پسر کے ساتھ | ولہ | اُس معرکہ مین چھوٹ گئے عمر بھر کے ساتھ |
| ڈھالون سے پھول لیگئی پھولون سے زر لیا | ولہ | اپنا خراج تیغ نے ان سب سے بھر لیا |
| سب تھک گئے مگر نہ تھکے تیغ زن کے ہاتھ | ولہ | وہ معرکہ رہا اسی گل پیرہن کے ہاتھ |
| ظالم شکار بن گیا گیہان خدیو کا | ولہ | کافر وہ تھا تو ہاتھ بھی مارا جنیو کا |
| ماتم ادہر تہا جشن مین تھے اہل شر اُدھر<br>انعام بانٹتا تہا ہر اک کو عمر اُدھر | ولہ | بجتے تھے شادیانہ فتح و ظفر اُدہر<br>روتے تھے دیکھہ دیکھہ کے حضرت ادہر اُدہر |
| پہچانتے تھے خوب پیمبر مرے جوہر<br>کھولے ہین ید اللہ نے اکثر مرے جوہر | ولہ | مخفی نہین جبریل امین پر مرے جوہر<br>کرار نے دیکھے ہین مکرر مرے جوہر |
| کیا کیا چمک دکہائی تھی سر کاٹ کاٹ کے<br>پانی وہ خود پیے ہوئے تھی گھاٹ گھاٹ کے | ولہ | تشنہ تھی کیا تنون سے زمین پاٹ پاٹ کے<br>دم اور بڑھ گیا تھا لہو چاٹ چاٹ کے |
| بڑھ بڑھ کے تھے جو پرے سے بڑے بول بول کے<br>حملہ کیا جو تیغ دو دم تول تول کے | ولہ | سب پہلے انہین کو مار لیا رول رول کے<br>ہتیار سب نے پھینکدیے کھول کھول کے |
| شہ کے غضب سے مانگتی تھی ہر کمان امان<br>دیتے نہ تھے کسیکو امام زمان امان | ولہ | مضطر زمین تھی، مانگتا تھا آسمان امان<br>ہر صف مین تھا یہ شور کہ مولا، امان امان |

تلوار کی زبان سے۔

www.urduchannel.in



**تنسیق الصفات** | جب کسی موقع پر چند الفاظ ایک وزن یا ایک قسم کے پے در پے آتے ہین تو ایک خاص لطف پیدا ہوتا ہے، میر صاحب کے کلام مین اسکی مثالین کثرت سے ملتی ہین ؎

| | | |
|---|---|---|
| دوزخ کی زبانون سے بھی آنچ اُسکی بُری تھی | | برچھی تھی کٹاری تھی سروہی تھی چُھری تھی |
| موجود بھی ہر غول مین اور سب سے جدا بھی<br>اک گھاٹ پہ تھی آگ بھی پانی بھی ہوا بھی | ولہ | دم خم بھی لگاوٹ بھی صفائی بھی ادا بھی<br>امرت بھی ہلاہل بھی مسیحا بھی قضا بھی |
| کوفہ مین یہی معرکہ دن بھر نظر آیا | ولہ | شمر آیا - سنان آیا - حُر آیا - عمر آیا |
| سمٹا جما اُڑا - اِدھر آیا - اُدھر گیا | ولہ | چمکا - پھرا - جلال دکھایا - ٹھہر گیا |
| چلتی تھی عجب رنگ سے شمشیر قضا رنگ<br>چم خم کا جدا رنگ تھا، کس بل کا جدا رنگ | ولہ | ہر ہاتھ مین دکھلاتی تھی اعدا کو نیا رنگ<br>لب سرخ - دہن صاف، بدن گول ہرا رنگ |

## بلاغت

انیس و دبیر کے مُوازنہ مین یہ فقرہ ضرب المثل ہوگیا ہے کہ میر صاحب مین **فصاحت** زیادہ ہے اور مرزا صاحب مین **بلاغت**، لیکن یہ فقرہ جس قدر زیادہ مشہور ہے اُسی قدر بلکہ اُس سے زیادہ غلط اور بے معنی ہے، بلاغت کی جو تعریف تمام کتابون مین مذکور ہے اور جس سے کسی کو کسی قسم کا اختلاف نہین، اُسکی رو سے، بلاغت کی پہلی شرط یہ ہے کہ کلام فصیح ہو، اسلیے فصاحت و بلاغت کو باہم حریف قرار دینا اجتماع النقیضین ہے، اگر مرزا صاحب مین بلاغت زیادہ ہے تو اسکے یہ معنی ہین کہ فصاحت بھی زیادہ ہے، کیونکہ کلام اُس وقت تک بلیغ نہین ہوسکتا جب تک اسکے تمام الفاظ، مفردات و مرکبات فصیح نہون، اگر فصاحت مین کسی قسم کی کمی ہوگی تو بلاغت مین بھی کمی ہوگی، اسلیے کسی کلام کی نسبت یہ کہنا کہ اسمین بلاغت زیادہ ہے اور فصاحت کم، گویا یہ کہنا ہے کہ فصاحت زیادہ بھی ہے اور کم بھی،

www.urduchannel.in



**بلاغت** کی تعریف علماے معانی نے یہ کی ہے کہ کلام اقتضاے حال کے موافق ہو، اور فصیح ہو، مقتضاے حال کے موافق ہونا، ایسا جامع لفظ ہے جس مین بلاغت کے تمام انواع و اسالیب آجاتے ہین، لیکن افسوس ہے کہ کتب معانی مثلاً مطوّل، ایضاح، وغیرہ مین بلاغت کی جو تشریح کی ہے اور اسکے جس قدر انواع و اقسام قرار دیے ہین، وہ نہایت جُزئی اور معمولی باتین ہین، ان تصریحات کی رو سے بلاغت اس کا نام ہے، کہ مبتدا اور خبر کہان مقدم لائے جائین اور کہان مؤخر؟ کہان معرفہ ہون کہان نکرہ؟ کہان مذکور ہون، کہان محذوف؟ اِسناد کہان حقیقی ہو، کہان مجازی؟ جملہ کہان خبریّہ ہو، کہان انشائیہ؟ دو فقرون مین کہان وصل ہو کہان فصل؟ کلام مین کس موقع پر اطناب کیا جائے کس موقع پر اختصار؟ - گویا **بلاغت** کا صرف اسقدر غرض ہے کہ جب تم کسی مطلب کو کسی خاص جملہ مین ادا کرنا چاہو تو وہ یہ بتا دے کہ جملہ کے اجزا کیا ہونے چاہئین اور اُن اجزا کی ترکیب کیا ہونی چاہیے، لیکن اگر عام طور پر یہ پوچھا جائے کہ کس قسم کے مضامین کو کیونکر ادا کرنا چاہیے مثلاً مدح - ذم - فخر - ہجا - تہنیت - تعریض - شوق - محبت، ان مضامین سے ہر ایک کے ادا کرنے کے کیا کیا خاص پیراے ہین؟ ہر مضمون کا خاکہ کیونکر قائم کرنا چاہیے؟ کس قسم کے خیالات کس خاص مضمون کے ساتھ تعلق رکھتے ہین؟ تو موجودہ فن بلاغت اس کے متعلق کچھ رہبری نہین کرسکتا، حالانکہ بلاغت کا اصلی تعلق مضامین ہی سے ہے نہ الفاظ سے مثلاً یہ امر کہ ایک واعظ کو کسی بات کے ثابت کرنے کے لئے کس قسم کے مقدمات سے کام لینا چاہیے؟ اور اسی بات کو اگر ایک حکیم ثابت کرنا چاہے تو اسکے استدلال کا کیا طرز ہوگا؟ اس مین الفاظ کی حیثیت سے بحث نہین ہوتی بلکہ صرف نوعیتِ استدلال کا لحاظ ہوتا ہے، یعنی اگر ایک حکیم کے استدلال مین، واعظانہ مقدمات پائے جائین تو کہا جائیگا کہ خلافِ بلاغت ہے، کیونکہ بلاغت کے معنی مقتضاے حال کے موافق کلام کرنا ہی اور ظاہر ہے کہ ایک حکیم کو واعظانہ مقدمات سے استدلال کرنا، اسکے رتبہ کے خلاف ہے -

اس سے ظاہر ہوا کہ بلاغت کو الفاظ سے چندان تعلق نہین، محض مضامین کو بھی بلیغ یا غیر بلیغ کہا جاسکتا ہے، بلاغتِ الفاظ درحقیقت بلاغت کا ابتدائی درجہ ہے، اصلی اور اعلیٰ درجہ کی بلاغت، معانی کی بلاغت ہے -

www.urduchannel.in



میر انیس صاحب کے کلام مین بلاغت الفاظ بھی اگرچہ انتہا درجہ کی ہے، لیکن یہ اُنکے کمال کا اصلی معیار نہین، اُنکے کمال کا اصلی جوہر معانی کی بلاغت مین کھُلتا ہے۔

کربلا کے واقعات، جو میر انیس اور تمام مرثیہ گویون کا موضوع شاعری ہے، جہان تک تاریخ و روایت سے ثابت ہین نہایت مختصر ہین لیکن مرثیہ گویون نے اُن مین نہایت وسعت پیدا کی ہے۔ بعض جگہہ محض ایک اجمالی واقعہ مذکور تھا، اُسکو اسقدر وسعت دی کہ واقعہ کے تمام جزئیات بیان کر دئے۔ بعض جگہہ روایت مین اُس واقعہ کا نام و نشان بھی نہ تھا لیکن اس لحاظ سے کہ وقت اور حالت کے اقتضا سے اُس واقعہ کا پیش آنا ضرور تھا، واقعہ کو فرض کر لیا ہے اور پھر اُسکو اسطرح پھیلا کر لکھا ہے کہ گویا پورا واقعہ من و عن روایتون مین مذکور تھا مثلاً یہ واقعہ کہ جب حضرت عباس کو علم ملا تو عون و محمد کو رنج ہوا کہ یہ ہمارا حق تھا! وہ اپنی مان حضرت زینب کے پاس شکایت لیکر گئے، اُنھون نے سمجھایا کہ امام علیہ السلام نے جو کچھ کیا بجا کیا" یہ واقعہ نہایت تفصیل سے تمام جزئیات کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے، حالانکہ کتب تاریخ مین سرے سے اسکا ذکر نہین، یا مثلاً حضرت علی اکبر کی تیاری جنگ کے وقت، حضرت زینبؓ کا آزردہ ہونا اور جانے سے روکنا، یا مثلاً حضرت شہربانو کا حضرت علی اکبر سے اس بات پر ناراض ہونا کہ امام علیہ السلام کو تنہا چھوڑ کر کیون چلے آئے، ان تمام واقعات کا تاریخ مین پتہ نہین، اس قسم کے واقعات کے بیان کرنے مین، **بلاغت** کا پہلا فرض یہ ہے کہ جو واقعہ فرض کیا جائے وہ ایسا ہو کہ وقت اور حالت کے لحاظ سے، اُس کا واقعہ ہونا یقینی ہونے کے برابر ہو، اسکے ساتھ واقعہ کے جزئیات اور کیفیات جو بیان کئے جائین وہ بالکل مقتضائے حال کے موافق ہون، اور اس طرح بیان کئے جائین کہ واقعہ کی صورت آنکھون مین پھر جائے،

اس نکتہ کی حقیقت، ایک مثال سے زیادہ تر واضح ہوگی، مرزا دبیر صاحب نے ایک مرثیہ مین یہ واقعہ باندھا ہے کہ جب حضرت علیؑ اکبر جوان ہوئے تو جا بجا اُنکے حسن و جمال کا شہرہ ہوا یہان تک کہ بادشاہان وقت نے اپنے ملک سے مصوّر بھیجے کہ اُن کی تصویر کھینچ کر لائین، حلب کا بادشاہ سب سے

www.urduchannel.in



زیادہ مشتاق ہوا اور جب تصویر اُس کے پاس پہونچی تو اُسنے فوراً اپنی بیٹی سے حضرت علی اکبر کی نسبت ٹھہرائی، اور حضرت امام حسینؑ کے پاس پیغام بھیجا، امام ممدوح نے اپنی بے اطمینانی کی حالت بیان کی اور اخیر مین لکھا ؎

اکبر کا بیاہ خالقِ اکبر کے ہات ہے ۔۔۔ بابا کے ہات ہے نہ یہ مادر کے ہات ہے

لیکن بادشاہ حلب نے باوجود اسکے نسبت ٹھہراہی دی، اور شادی کے تمام سامان مہیا کرنے شروع کر دیئے اودہر کربلا کا واقعہ پیش آیا۔ جب بادشاہ کو خبر پہونچی تو وہ مع اپنے خاندان کے کربلا پہونچا، بادشاہ کی لڑکی نے جو حضرت علی اکبر سے منسوب تھی اس طرح نوحہ کیا ؎

آئی ہون گھر سے بال پریشان کئے ہوئے
دولہ اُٹھو، کھڑی ہے دلہن سر ائے ہوئے

دولھا! تمھاری بیوطنی پر نثار مین
دولھا! تمھاری خستہ تنی پر نثار مین

دولھا! تمھاری بے کفنی پر نثار مین
دولھا! تمھاری کم سخنی پر نثار مین

مُردے کا ذکر کرتے ہین سب شور وشین سے
ہے ہے بیان تمھارے کرون کیا مین بین سے

خُوبو سے مطلع نہین مین سوختہ جگر
نتہ چوڑیان پہنے نہ پائی، مین نوحہ گر

ہے ہے مین اپنے گھر سے نہ آئی تمھارے گھر
جو آج ٹھنڈی کرتی مین صاحب کی لاش پر

حسرت ہی عقد کی رہی لونڈی کے باپ کو
ہے ہے بندھا نہ مہر جو بخشون مین آپ کو

دولھا! مین ننگے سر ہون مجھے تم ردا اُڑھاؤ
دولھا! مجھے بھی فاطمہؑ کے پاس لیتے جاؤ

دولھا! کہان مین ڈھونڈھون ٹھکانا مجھے بتاؤ
دولھا برابر اپنے میری قبر بھی بناؤ

www.urduchannel.in



دولھا مقام شرم ہے در در نہ پھرنے دو
پردہ دلھن کا رکھو کھلے سر نہ پھرنے دو

مرزا صاحب نے اسی پر اکتفا نہین کیا بلکہ فرضی عروس کی زبانی ایک بڑا نوحہ الگ لکھکر مرثیہ کے ساتھ بطور ضمیمہ کے شامل کیا ہے جسکا مطلع یہ ہے، ؎

کس عادل و منصف کی مین دون رو کے دوہائی
سُنتی ہے دُلھن شکل رنڈاپے نے دکھائی
ہے ہے میرے نوشاہ
ہے ہے میرے نوشاہ

یہ تمام قصہ، بالکل بلاغت اور مقتضاے حال کے خلاف ہے، تمام باتون سے قطع نظر کرکے، ایک کنواری لڑکی کا بین اور نوحہ کرنا جو خود کہتی ہے کہ مین آپ کے عقد مین نہین آئی، اور پھر دولھا دولھا پکارتی جاتی ہی کسقدر بے معنی اور لغو ہے،

میر انیس نے سیکڑون ہزارون مرثیے لکھے ہین، اور ہر مرثیہ بجاے خود ایک قصہ یا حکایت ہے، لیکن کوئی واقعہ ایسا نہین لکھا جو اقتضاے حال کے خلاف ہو، عون و محمد کی روایت کا سرے سے کہین پتہ نہ تھا، لیکن جب میر انیس نے اس کو مرثیہ مین لکھا تو تمام لوگون کو اس کی واقعیت کا دھوکا ہوا یہان تک کہ اب وہ بطور ایک واقعہ مسلمہ کے تمام مرثیہ گویون کے ہان مختلف پیرایون مین بیان کیا جاتا ہے، اسی طرح میر انیس نے جس قدر واقعات لکھے ہین باوجود رقت انگیز اور موثر ہونیکے، واقعیت کے قالب مین اسقدر ڈھلے ہوے ہین کہ کہین سے اُن پر حرف گیری نہین ہو سکتی۔

مرثیون مین جو مضامین، قدر مشترک کے طور پر ہین وہ یہ ہین، آمادگی سفر۔ راہ کی تکلیفات اور صعوبتین، قیام گاہ کا انتظام، دشمنون کی روک ٹوک، معرکہ کی طیاریان، رزم آرائی، رجز۔ حریفون کا قتال و جدال، دشمنون کی فتح، اہل حرم کی بیکسی اور بیچارگی، شام کا سفر۔ قید خانہ، دربار کی حاضری۔

ان مین سے ہر عنوان کے ادا کرنے کے لئے **بلاغت** کے خاص خاص طریقے ہین، مثلاً

www.urduchannel.in



سفر کی طیاری کے بیان کرنے مین بلاغت کا یہ اقتضا ہے کہ سفر کے وقت، جو جو واقعات، اور حالات پیش آتے ہین، ان کی تصویر کھچ جائے، سفر کی آمادگی، سواریون کی تقسیم، زادسفر کا انتظام، محلون اور کجاؤن کی طیاری، مستورات کے پردہ کا انتظام، دوست اور احباب کے وداعی جذبات، بھائی بھنون اور عزیزون کی گریہ وزاری، دلدہی اور صبر کے کلمات، یہ تمام باتین تفصیل سے بیان کی جائین اور اس طرح کی جائین کہ آنکھون کے سامنے بعینہ سفر کا نقشہ پھر جائے میر انیس نے جہان جہان سفر کا بیان کیا، ان نکتون کو ملحوظ رکھا ہے

دو حریفون کی باہمی معرکہ آرائی کو اسطرح بیان کرنا چاہیئے کہ پہلے دونون کے سراپا، ڈیل ڈول، اور اسلحہ جنگ سجنے کا نقشہ دکھایا جائے، پھر بتایا جائے کہ دونون نے فن جنگ کے کیا کیا ہنر دکھائے، حریف نے حریف پر کیونکر حملہ کیا، کسطرح وار بچایا، تلوار کے کیا کیا ہات دکھائے، بند کیونکر باندھے، وغیرہ وغیرہ میر انیس کے ہان یہ تمام باتین پائی جاتی ہین، بخلاف اسکے مرزا دبیر صاحب، آسمان و زمین کے قلابے ملا دیتے ہین، لیکن یہ پتہ نہین لگتا کہ دونون حریفون مین سے کسی نے دوسرے پر وار بھی کیا تھا یا نہین،

غرض ہر واقعہ، اور ہر معاملہ کے بیان کرنے مین بلاغت کا یہ اقتضا ہے کہ اسکی تمام خصوصیات، اسطرح دکھائی جائین کہ دلون پر وہی اثر طاری ہو جو خود واقعہ کے پیش آنے سے پڑتا، میر انیس کے کلام مین عموماً یہ وصف، پایا جاتا ہے ہم نے اس موقع پر مثالین، اسلئے قلم انداز کین کہ آگے چلکر، واقعہ نگاری، اور اظہار جذبات وغیرہ کے عنوانون مین جو مثالین آئین گی وہی بلاغت کے لئے بھی کافی ہونگی،

بلاغت کا ایک بڑا نکتہ یہ ہے کہ واقعات کے بیان مین جس درجہ و رتبہ، اور جس سن و سال کے لوگون کا ذکر آئے، اُسی قسم کے طرز خیال، اور طریقِ ادا کو ملحوظ رکھا جائے، بوڑھے، بچے، جوان، مرد، عورت، کنواری، بیوہ، آقا، غلام، نوکر چاکر، غرض جسکی زبان سے جو خیال ظاہر کیا جائے اُسکی زبان اور طرز خیال کی تمام خصوصیتون کو قائم رکھا جائے، میر انیس نے تمام مرثیون مین یہ نکتہ ملحوظ رکھا ہے، مثلاً حضرت امام حسینؑ کے سفر کے وقت، محلہ کی بی بیان حضرت زینبؑ کو سفر سے روکتی ہین ؎

www.urduchannel.in



ہمسایوں کی ہمدردی اور اظہار افسوس کا کیا طریقہ ہے

سب کہتے ہیں زینبؑ سے کہ اے شاہ کی شیدا — کس طرح کے خط آئے کہ یکایک یہ ہوا کیا؟
پانی کی کمی، گرمی کے دن، خوف کا رستہ — وہ دھوپ پہاڑوں کی، وہ لوئیں اور وہ صحرا
کیا سوچ کے اس فصل میں شبیرؑ چلے ہیں
بچوں پہ کرو رحم، کہ نازوں کے پلے ہیں

ہے ہے، چھ مہینے کے بھی بچے کا سفر ہے — کچھ تم کو پہاڑوں کی بھی گرمی کی خبر ہے؟
غربت میں جوانوں کے تلف ہونے کا ڈر ہے — رحم اس پہ ہے لازم، کہ یہ بچہ گُلِ تر ہے
اصغرؑ کو جدا کُمہلا ہو، قلق ماں کو سوا ہو
گرمی کے سبب دودھ جو گھٹ جائے تو کیا ہو؟

ایک اور موقع پر اسی مضمون کو ادا کیا ہے۔

عورتیں کیونکر صلاح دیتی ہیں۔

لے لے کے بلائیں یہی سب کرتی ہیں تقریر — اس گرمی کے موسم میں کہاں جاتے ہیں شبیرؑ
سمجھاتی نہیں بھائی کو اے شاہ کی ہمشیر — مسلمؑ کا خط آئے تو کریں کوچ کی تدبیر
للہ ابھی قبرِ پیمبرؐ کو نہ چھوڑیں
گھر فاطمہؑ زہرا کا ہے اس گھر کو نہ چھوڑیں

یا مثلاً جب حضرت امام حسینؑ اپنی چھوٹی صاحبزادی صغریٰؑ کو سفر میں لیجانے سے انکار کرتے ہیں تو وہ حضرت زینبؑ سے سفارش کراتی ہیں ــــــ

بچوں کے ادائے مدعا کا طرز

صغرا نے کہا آپکی باتوں کے میں قربان — تم جان بچالو کہ میں لونڈی ہوں پھوپی جان
بیٹی ہو علیؑ کی، مری مشکل کرو آسان — جیتی رہی صغرا تو نہ بھولے گی یہ احسان
کچھ بات بجز گریہ و زاری نہیں کرتیں
اماں تو سفارش بھی ہماری نہیں کرتیں

www.urduchannel.in



دوسرون کی محبت کا شکوہ

پیاری ہین جو دو بیٹیان وہ جاینگی ہمراہ
کیا اُنس ہے کہ مین گور کنارے بھی تو ہون آہ
بابا کو نہ امان کو نہ بہنون کو میری چاہ
سب جیتے رہین، خیر ہمارا بھی ہے اللہ
بھولے سے نہ اب خاطر ناشاد کرینگے
مین قبر مین جب ہون گی تو سب یاد کرینگے

خاص عزیزون کی شکایت -

عاشق میرے مشہور ہین بھیّا کے مین واری
دو دن سے خبر بھی نہین لی آکے ہماری
قاسم کو غرض کیا جو سنین گریہ و زاری
مین کون؟ سکینہ ہے چچا جان کو پیاری
اللہ تو ہے گر کوئی غمخوار نہین ہے
مٹی میری کچھ قبر کو دشوار نہین ہے

یا مثلاً حضرت علی اصغر کے پیاس سے جان بلب ہونے کے وقت، ان کی مان کی حالت اسطرح بیان کی ہے ؎

چلاتی تھی بکھرائے ہوئے بالون کو مادر
دولت میری لٹتی ہے اُجڑتا ہے مرا گھر
فریاد ہے اے لخت دل ساقی کوثر
آنکھین بھی جھپکتے نہین اب تو علی اصغر
کیا ہوگیا؟ اس صاحب اقبال کو میرے
ہے ہے لئے جاتی ہے اجل لال کو میرے

یا مثلاً حضرت امام حسین کی رخصت کے وقت، شہربانو فرماتی ہین ؎

کچھ حق ہین اس کنیز کے فرما کے جایئے
صاحب! کسی کا مجھے بہلا کے جایئے

یا مثلاً جب حضرت امام حسینؑ کربلا مین پہونچے اور وہان اُترنے کا ارادہ کیا، تو حضرت زینبؑ اس مقام کی وحشت اور ویرانی سے گھبرا کر فرماتی ہین ؎

کیون چلتے چلتے آپ نے یان روک لی لگام
بھیّا ادھر تو آؤ یہ ہے کون سا مقام

www.urduchannel.in



بستی بھی ہے کوئی کہ یہی ایک نہر ہے
اس دشت پُرخطر میں اُترنا تو قہر ہے

عورتوں کی ضعیف القلبی

جنگل میں ہے بشر کیلیے سو طرح کا ڈر
دن کٹ گیا تو ہووے گی شب کسطرح بسر
اُٹھتے ہیں بار بار بگولے ادھر اُدھر
لشکر میں غل رہے گا درندوں کا رات بھر

بچے بھی مارے ہول کے تڑپیں گے پینوں میں
میرا تو دل ابھی سے اُچھلتا ہے سینے میں

اسی واقعہ کو ایک اور موقع پر لکھا ہے ؎

بھائی سے اس زمین کی سنی ہے بہت صفت
جو جو محسن ہیں، ان سے بھی لازم ہے مشورت
ہے وہ امام واقفِ اسرارِ شش جہت
صدقے گئی حبیبؑ بھی کر لو مصلحت

ساحل پہ دشمنوں میں کسیکا عمل نہ ہو
بھیّا مجھے یہ ڈر ہے کہ ردو بدل نہ ہو

یا مثلاً جب امام حسینؑ نے حضرت عباسؑ کو علم دیا ہے تو حضرت زینبؑ، عباس کو مبارکباد دیتے ہوے فرماتی ہیں ؎

گھر میں سلامت آئینگے جب سرورِ اُمم
ہاتوں کو جوڑتی ہے یہ بھینا، اسیرِ غم
تب دونگی تمکو تہنیتِ عہدۂ علم
کیجو صلاح صلح، کہ لشکر ادہر ہے کم

تم سے بڑی امید ہے زہراؑ کی جائی کو
بھیا تمھیں سے لیگی بہن اپنے بھائی کو

اسی موقع پر سکینہؑ مبارکباد کو آتی ہیں، تو ان کے صغرِ سن کے لحاظ سے ان کی مبارکباد دینے کو کس پیرایہ میں ادا کیا ہے ؎

اتنے مین پاس آکے سکینہ نے یہ کہا
عہدہ علم کا، تم کو مبارک ہو اے چچا!
ہمیرہ کی لون بلائین، مین صدقے جھکو ذرا
مین نے دعائین کی ہین کہو مجھکو دوگے کیا

میدان کارزار کروگے کہ دریا پہ جاؤ گے
کیا اب بھی تم نہ پیاس ہماری بجھاؤ گے

"جھکو ذرا" کی بلاغت پر لحاظ کرو، اور دعا کے صلہ مانگنے کو دیکھو۔

ایک اور موقع پر لکھتے ہین۔

چلاتی ہے سکینہ کہ اچھے میرے چچا
باباسے کہہ دو اب کہین خیمہ کرین بپا
محمل مین گھٹ گئی ہے مجھے گود مین لو ذرا
ٹھنڈی ہوا مین لیکے چلو، تم پہ مین فدا

سایہ کسی جگہ ہے نہ چشمہ نہ آب ہے
تم تو ہوا مین ہو میری حالت خراب ہے

بچون کی بول چال سے قطع نظر، یہ دیکھو کہ بچون کی فطرت کو کس نکتہ سنجی سے ظاہر کیا ہے، بچون کی مدعا طلبی کا بڑا آلہ طعن اور تعریض ہے، اس کو کس خوبی سے ادا کیا ہے، ع تم تو ہوا مین ہو، میری حالت خراب ہے!

ایک اور موقع پر، جب حضرت عباسؑ لڑنے کیلئے چلے ہین، اور سب لوگ تن بہ تقدیر اُن کو رخصت کرچکے ہین، تو حضرت سکینہ کو خبر ہوئی ہے، وہ گھبرا کر روکنے کیلئے آتی ہین، اور بچپن کے ناز سے کہتی ہین۔

خیمہ مین ہوا غل کہ چلے حضرت عباس
گھبرا کے سکینہ نے کہا تب بہ صد یاس
سب بولے کہ لو اور بھی سرور ہوئے بے آس
کیا کہتے ہو تم؟ مجھکو تو جانے دو چچا پاس

منہ مجھ سے وہ موڑینگے نہ مانون گی کبھی مین
تم سب مجھے چھوڑینگے نہ مانون گی کبھی مین

عباسؑ پکارے مین اس آواز کے قربان
ہم جاتے ہین پانی کے لئے آؤ میری جان

www.urduchannel.in



دامن سے لپٹ کر یہ لگی کہنے وہ نادان ۔۔۔ مین گھر سے تمھین جانے نہ دونگی کسی عنوان

بابا کا میرے کوئی مددگار نہین ہے
صدقے گئی پانی مجھے درکار نہین ہے

یا مثلاً جب حضرت عباسؑ کے شہید ہونے کی خبر آئی ہے، اور لوگ بدحواس ہو رہے ہین حضرت عباس کی زوجہ نے یہ خبر نہین سنی ہے لیکن قرینون سے اُنکو شبہہ ہوتا ہے، اُن کے بدحواسانہ استفسار کو یون ادا کیا ہے ؎

کہتی تھی یہ گھبرائی ہوئی زوجۂ عباسؑ ۔۔۔ کیون بی بیو ابتک مرے کیا ہو گئی بے آس
کیا کہتے ہین شاہِ شہدا؟ کس سے ہوئی یاس ۔۔۔ اے وائے مُقدّر نہ سکینہ کی بجھی پیاس

کیسی خبر آئی ہے کہ جی کھوتے ہو لوگو
تم سب مرا منہ دیکھ کے کیون روتے ہو لوگو

اس مصرع مین ع اے وائے مقدر نہ سکینہ کی بجھی پیاس، کس قدر ایثار نفس کا خیال ظاہر کیا ہے یعنی اپنے شوہر کے مرنے کا غم اپنی مصیبت کے لحاظ سے نہین بلکہ اس وجہ سے ہے کہ وہ سکینہ کے لئے پانی نہ لا سکے اور اُن کی پیاس نہ بجھا سکے۔

یا مثلاً جب حضرت علی اکبرؑ نے مان سے اجازت لیکر میدان جنگ مین جانے کا ارادہ کیا ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ پھوپی سے بھی تو اجازت لو، اُس وقت حضرت زینبؑ فرماتی ہین ؎

زینبؑ نے کہا جس مین رضا ہے شہِ عالی ۔۔۔ مین نے تو کوئی بات نہین منہ سے نکالی
کیا غم ہے، نہ پوچھو بلب مجھے۔ ان سے تو رضا لی ۔۔۔ مالک ہین وہی، مین تو ہون اک چاہنے والی

صدقے کئے فرزند، پھوپی سوگ نشین ہے
سمجھین تو مرا حق ہے نہ سمجھین تو نہین ہے

www.urduchannel.in



بچپن مین یہ کاہے کو میری چھاتی پہ سوئے — کب جاگی ہین تا صبح جو یہ چونک کے روئے
کنگھی نہین کی گیسوئے مشکین نہین دھوئے — ان کیلئے کب مین نے بسر راتین ہے کھوئے

کیون روتے ہین یہ کس لیے حضرت کو قلق ہے
حق دار مین کا ہے کو، میرا کون سا حق ہے

حضرت علی اکبرؑ کو، حضرت زینب ہی نے پالا تھا، اور وہ انکو اپنے بچون سے زیادہ عزیز رکھتی تھین، حضرت علی اکبرؑ بھی، ہر بات مین اُنھی کا مُنہ دیکھتے رہتے تھے، چونکہ انکو معلوم تھا کہ حضرت زینب میدان جنگ مین جانے کی اجازت بڑی مشکل سے دین گی، اسلئے اُنہون نے پہلے اپنی مان باپ سے اجازت لی ہے کہ اور لوگ اجازت دیدین تو حضرت زینبؑ سے درخواست کرنے کے لئے سند بات آئے، اتنے مین حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ پھوپی سے بھی تو اجازت لو، وہ بھری ہوئی بیٹھی تھین، اُن کی طعن آمیز تقریر کو کس خوبی سے ادا کیا ہے۔

یا مثلاً جب یزید کی بیوی ہندہ نے قید خانہ مین اہلِ حرم کے دیکھنے کے لئے جانا چاہا ہے، تو لونڈیون اور پیش خدمتون کی تقریر کو اس طرح ادا کیا ہے ؎

سب عورتونکو لیکے چلی جب وہ حق شناس — کہنے لگین یہ تب جو کنیزین تھین آس پاس
کپڑے یہ ملگجے ہین بدل ڈالیے لباس — اسنے کہا کہ ہے مرے دل پر ہجوم یاس

اک دم مین سوگوارون کو مین دیکھ آتی ہون
کیسا لباس، کیا کسی شادی مین جاتی ہون

جب وہ قید خانہ کے دروازہ پر پہونچی ہے تو ؎

بڑھ کر کسی کنیز نے تب یہ کیا بیان — بی بی اکوئی اسیرون مین زندہ نہین ہے یان
چلئے محل مین۔ آپ بھلا جائین گی کہان — قابل نہین حضور کے جانے کے یہ مکان

www.urduchannel.in



گر غش ہوئی تو آپ میں آ یا نجائے گا
ہم سے تو اس خرابہ میں جایا نجائے گا

لونڈیاں، ہند کو قیدخانہ میں جانے سے روکنا چاہتی ہیں، اس غرض کے حاصل کرنے کے لئے پہلے تو یہ کہا کہ یہاں کوئی زندہ نہیں، پھر یہ کہ یہ مکان آپ کے جانے کے قابل نہیں پھر اس میں مبالغہ کا یہ اسلوب کہ آپ کو اختیار ہے لیکن ع ہم سے تو اس خرابہ میں جایا نجائے گا۔

اسی مضمون کو ایک اور مرثیہ میں اس طرح باندھا ہے کہ دربانوں نے اس خیال سے کہ قیدخانہ میں امام زین العابدینؑ بھی ہیں اور وہ غیر محرم ہیں، اہل حرم کی طرف مخاطب ہو کر کہا ہے ؎

| | |
|---|---|
| یا تو بیمار کی آنکھیں اسیرا بند کریں | یا ہم آ کر کسی حجرہ میں جدا بند کریں |

غور کرو لونڈیوں اور پیش خدمتوں کی خوشامدانہ فطرت کا کس طرح اظہار کیا ہے، اور دربانوں کی تحقیرانہ فرمایش کسقدر دلدوز ہے کہ یا تو زین العابدینؑ کی آنکھیں بند کردو، یا ہم کر کسی حجرہ میں انکو بند کردیں۔

یا مثلاً جب حُر نے اپنے بھائی بیٹے اور غلام سے مشورہ کیا ہے کہ کس کا ساتھ دینا چاہیے، تو انھوں نے یوں جواب دیا ہے ؎

بیٹے نے کہا شہ کی غلامی ہے سعادت
آنکھوں سے چلینگے کہ یہ ہے عین عبادت
بھائی نے کہا کفر ہے حاکم کی اطاعت
کچھ ڈر نہیں، بس آج سے کی ترک رفاقت

مظلوم سے، دو روز کے پیاسے سے لڑیں ہم
کیا خوب! محمدؐ کے نواسے سے لڑیں ہم

عبد حُرِ غازی نے کہا تول کے شمشیر
گر لاکھ ہوں جانیں تو نثار سرِ شبیر
دنیا میں نہو گا عمر سعد سا بے پیر
کیجیے تو کروں اسکے مٹا دینے کی تدبیر

حافظ ہے خدا، زور سے تلوار کے چلیئے

www.urduchannel.in



اُس فوج مین چلیئے تو اُسے مار کے چلیئے

دیکھو بھائی اور بیٹے نے جو کہا اور جو ارادہ کیا، اُن کو اجازت طلبی کی ضرورت نہین - بخلاف اسکے غلام کہتا ہے کہ ع کہیئے تو کرون اسکے مٹا دینے کی تدبیر؛ یہ وہی غلامانہ انداز گفتگو ہے - اس سے بڑھ کر یہ کہ اس فعل کو بھی اپنی طرف منسوب نہین کرتا بلکہ کہتا ہے ع اُس فوج مین چلیئے تو اُسے مار کے چلیئے،
یا مثلاً جب حضرت عباسؑ، میدان جنگ کو جا رہے ہین تو اُنکی زوجہ، حضرت شہر بانو سے کہتی ہین ؎

کہتی ہے جورو کے بانوئے عالم سے بار بار
ہم کو تباہ کرتے ہین عباس نامدار
ہے لونڈیون کے باب مین بی بی کو اختیار
کچھ آپ بولتی نہین اس وقت ہمین نثار
کہیئے جو روکنے کی کوئی اسکے راہ ہو
اب عنقریب ہے کہ میرا گھر تباہ ہو

اسی طرح کہتے کہتے، اخیر مین کہتی ہین، ع بی بی مین کیا کرون میرے بچے صغیر ہین
دیکھو بیقراری کی معذرت مین کسقدر حسرت بھری ہوئی ہے - حضرت عباسؑ نے زوجہ کی یہ حالت دیکھی تو ان کو روکا ؎

عباسؑ دیکھتے ہین جو زوجہ کا اضطرار
ہوتا ہے تیر غم جگر ناتوان کے پار
روتے ہین خود، مگر یہ اشارہ ہے بار بار
شوہر کے غم مین یون کوئی ہوتا ہے بیقرار
آؤ ادب سے دلبر زہراؑ کے سامنے
روتی ہین لونڈیان کہین آقا کے سامنے

یا مثلاً جب حضرت عباسؑ، حضرت امام حسینؑ کے اصرار اور امتثال امر کی بنا پر، دریا سے ہٹ آئے تو حضرت عباسؑ کی شجاعانہ حسرت کو اس طرح ادا کیا ہے -

www.urduchannel.in



شجاعانہ حسرت

سکتے تھے راہ مین کہ نہ زور اپنا چل گیا
افسوس ہے کہ ہات سے دریا نکل گیا

یا مثلاً حضرت عباس نے جب حضرت امام حسینؑ سے خیمہ نصب کرنے کے متعلق دریافت کیا ہے تو ؎

پھر سوچ کر امام دوعالم نے یہ کہا
زینبؑ جہان کہین وہین خیمہ کرو بپا
پیچھے ہٹا یہ سنتے ہی عباس باوفا
جاکر قریب محمل زینبؑ یہ دی صدا

سعادتمند چھوٹا بھائی کس ادب سے بڑی بہن سے خطاب کرتا ہے

حاضر ہے جان نثار امام غیور کا
برپا کہان ہو خیمہ اقدس حضور کا؟

یا مثلاً حضرت زینبؑ نے علی اکبر کو حضرت عباس کے بلانے کے لئے بھیجا ہے تو وہ جاکر مودبانہ طریقہ سے حضرت عباس سے کہتے ہین ع چلیے پھوپی نے یاد کیا ہے حضور کو۔

یا مثلاً جب یہ بحث پیدا ہوئی ہے کہ فوج کا علم کسکو دیا جائے تو حضرت عباس کی بیوی اپنے شوہر کا استحقاق اسطرح سے بیان کرتی ہین ؎

خادم شہ دین کے ہین تو عباس علی ہین
اس عہدے کے لائق جو اگر ہین تو وہی ہین

"جو اگر" غلط ترکیب ہے لیکن مستورات کی زبان کی بعینہ نقل کر دینے نے وہ بات پیدا کر دی ہے جو صحیح لفظ سے پیدا نہین ہوسکتی تھی،

اس قسم کی صدہا مثالین ہین۔

**بلاغت** کا ایک نازک موقع وہان پیش آتا ہے جہان حریف مخالف کا ذکر کرنا ہوتا ہے، دشمن کو اگر حقیر اور ذلیل ثابت کیا جائے تو اسکے مقابلہ مین فتحمندی کا مرتبہ گھٹ جاتا ہے، اور شان و شوکت دکھائی جائے تو مذہبی خیال کے خلاف ہوتا ہے، ایسے مشکل موقع پر میر صاحب جس طرح ان دونون

مشکلون سے عہدہ برا ہوتے ہین، اور مدح و ذم کو پہلو بہ پہلو رکھتے ہین، اس کا اندازہ ذیل کی مثالون سے ہوگا

بالا قد، و کلفت، و تنومند، و خیرہ سر — روئین تن، و سیاہ درون، آہنی کمر
ناوک پیام مرگ کے، ترکش اجل کا گھر — تیغین ہزار ٹوٹ گئین جس پہ وہ سپر
دل مین بدی، طبیعت بد مین بگاڑ تھا
گھوڑے پہ تھا شقی کہ ہوا پر پہاڑ تھا

ساتھ اُسکے اور اُسی قد و قامت کا ایک یل — آنکھین کبود، رنگ سیہ، ابرؤن پہ بل
بدکار و بدشعار و ستمگار و پر دغل — جنگ آزما، بھگائے ہوے لشکرون کے دل
بھالے لیے، کسے ہوئے کمرین ستیز پر
نازان وہ حرب گرز پہ یہ تیغ تیز پر

ایک اور موقع پر لکھتے ہین ؎

نکلا یہ سُنکے غیظ مین اک پہلوان روم — گیتی سبکے چار دانگ مین تھی جس شقی کی دھوم
سرہنگ، زِیرِ غرور، سیہ قلب و نحس و شوم — لنگر سے جس کے ہل گئی مقتل کی مرز و بوم
مرحب تھا کفر و شرک مین طاقت مین گیو تھا
گھوڑے پہ تھا شقی کہ پہاڑی پہ دیو تھا

چہرہ مہیب غیظ سے، آنکھین لہو کی جام — تھرّائے سام، خوف سے کاندھے پہ وہ حسام
موذی، سیاہ بخت، سیہ دل، سیاہ فام — کھاتا تھا لاکھ بل، جو کوئی لے علیؑ کا نام
گُندا سقر کے قعر کا، پتلا گناہ کا
دشمن تھا خاندان رسالت پناہ کا

ٹکڑے کرے پہاڑ کو وہ گرز گاؤ سر — پہنے ہوئے زرہ پہ زرہ، بر مین بدگہر

www.urduchannel.in



زنجیرِ آہنی سے کسے جنگ پر کمر
مُنہ پھیرے جس سے تیغ وہ فولاد کی سپر

دستانے دونون دست تعدّی پسند پر
پاکھر بھی آہنی تھی شقی کے سمند پر

ایک اور موقع پر ہے

نکلا اُدھر سے بھر وغا ایک روسیاہ،
زور آور، و تہمتن، و مغرور، وکینہ خواہ،
کاندھے پہ گرز، بر مین زرہ، خشمگین نگاہ
سر پر مثالِ قبضۂ تیغ آہنی کلاہ

آمد شقی کی تھی کہ، روان رودِ نیل تھا
ھیبت مین تھا جو دیو، تو ہیکل مین پیل تھا

واقعات کے بیان مین، بلاغت کا ایک بڑا ضروری اصول یہ ہے کہ کہین سے سلسلۂ بیان ٹوٹنے نہ پاے، جب کوئی واقعہ مختلف اور متعدد واقعات پر مشتمل ہوتا ہے تو ایک واقعہ سے دوسرے واقعہ کی طرف منتقل ہوتے ہوے اکثر بیان کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے، یا زاید اور بھرتی کے لفظ لانے پڑتے ہین جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زبردستی ایک واقعہ کا دوسرے سے پیوند لگایا ہے - مرزا دبیر صاحب کے کلام مین اسکی مثالین کثرت سے ملتی ہین، (میرانیس کے اکثر مرثیے، بہت سے متعدد واقعات پر مشتمل ہوتے ہین یہان تک کہ اگر اُن پر الگ الگ نظر ڈالی جاے تو معلوم ہوگا کہ ہر واقعہ ایک جداگانہ مرثیہ کا موضوع ہے لیکن تسلسلِ بیان کا یہ اثر ہے کہ تمام مختلف واقعات ایک مسلسل زنجیر بن جاتے ہین جسکی تمام کڑیان آپس مین ملی ہوئی نظر آتی ہین، }

مثلاً حُر کا ایک مرثیہ لکھا ہے - اسمین حسب ذیل مضامین بیان کیے ہین،

حُر کی مدح وصفت - امام علیہ السلام اور اہلبیت کا میدان جنگ مین آنا - دونون طرف کی طیاریان - حضرت امام حسین علیہ السلام کا وعظ اور اتمام حجت کی تقریر - عمر بن سعد کا حُر کی طرف مخاطب ہونا اور دونون کے

www.urduchannel.in



سوال وجواب۔ حُر کا امام حسینؑ کی طرف رُخ کرنا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کا بزرگانہ استقبال۔ حُر کی عفوخواہی اور امام حسین علیہ السلام کا عفو وکرم۔ حُر کا جنگ کے لئے اجازت طلب ہونا۔ میدان جنگ میں جانا اور شہید ہونا۔ مرنے کے وقت حضرت امام حسین کا حُر کے پاس پہنچنا اور نزع کی گفتگو۔

یہ مرثیہ بہت بڑا ہے اور ہر واقعہ کو نہایت طول دیکر لکھا ہے۔ اسلئے پورا مرثیہ اس موقع پر نقل نہیں کیا جا سکتا، ہم صرف اُن موقعوں کے اشعار نقل کرتے ہیں جہاں جہاں ایک واقعہ سے دوسرے واقعہ کی طرف انتقال کیا ہے۔

مرثیہ حُر کی تعریف سے شروع ہوتا ہے۔ تعریف کرتے کرتے لڑائی کا ذکر کرتے ہیں، ~~~~

وصفِ حُر میں ہے زبانِ معرفت عجز و قصور
آمد آمد کی بہادر کا کروں اب مذکور
جب ہوئی مستعدِ جنگ سپاہ مقہور
مہرِ افلاکِ امامت نے کیا رن میں ظہور

غل ہوا جنگ کو اللہ کے پیارے نکلے
اے فلک دیکھ زمیں پر بھی ستارے نکلے

ہو گئے سُرخ شجاعت سے رُخ آلِ نبی ﷺ
آئی ٹھنڈی جو ہوا بھول گئے تشنہ لبی
رن میں کڑکا ہوا بجنے لگے باجے غربی ﷺ
یکہ تازوں نے کیا شور مبارز طلبی

ایک گھٹا چھا گئی ڈھالوں سے سیہ کاروں کی
برق ہر صف میں چمکنے لگی تلواروں کی

برچھیاں تول کے ہر غول سے اسوار بڑھے
نیزے ہاتوں میں سنبھالے ہوئے خونخوار بڑھے
تیر جوڑے ہوئے چلّوں میں کماندار بڑھے
بولے شہ، یاں سے ابھی کوئی نہ زنہار بڑھے
(یہاں سے امام حسینؑ کا وعظ و تلقین کی طرف اگریز ہے)

اسدِ حق کے گھرانے کا یہ دستور نہیں ✤
میں نبی زادہ ہوں سبقت مجھے منظور نہیں

یہ سخن کہکے مخاطب ہوئے اعدا سے امام
اے سپاہ عرب و مصر و رے کوفہ و شام۔

www.urduchannel.in



تم پہ کرتا ہے حسینؑ آخری حجت کو تمام
پسر مصطفٰے ناطق ہون سنو میرے کلام

سخن حق کی طرف کانون کو مصروف کرو
شور یاجون کا مناسب ہو تو موقوف کرو

امام حسینؑ کا وعظ نہایت تفصیل سے لکھا ہے اسکے بعد عمر بن سعد اور حُر کی مخاصمانہ گفتگو اور سوال و جواب کا بیان کرنا تھا، اسکے لیے ربط کلام کا یہ طریقہ نکالا کہ حضرت امام حسینؑ کے وعظ سے تمام فوج متاثر ہوئی یہان تک کہ عمر بن سعد نے حُر کی طرف (ایک افسر فوج کی حیثیت سے) دیکھا کہ یہ کیا رنگ ہے، اسنے کہا امامؑ بالکل سچ کہتے ہین اس طرح دونون مین تکرار اور رد وکد کا سلسلہ شروع ہوا اس موقع کے اشعار یہ ہین ؎

شہ کی مظلومی پہ گریان ہوئی ظالم کی سپاہ
بولا وہ اشہد باللہ بجا کہتے ہین شاہ
عمر سعد نے کی طرف کے رُخ حُر پہ نگاہ
محسن و منعم و آقا ہے مرا وہ ذیجاہ

اسکے احسان کا کیونکر کوئی منکر ہو جاے
سخن حق مین جو شک لاے وہ کافر ہو جاے

دونون مین دیر تک رد و قدح ہوتی رہی، اب اس واقعہ کے بیان کرنے کا موقع آیا کہ حُر نے امام حسین کی طرف رخ کیا اور اُن سے جا کر ملگیا، اسکو یون ادا کیا کہ عمر بن سعد حُر سے کہتا ہے کہ خبردار! اگر تونے اُدہر جانے کا قصد کیا تو پرچہ نویس یزید کو خبر کر دین گے اور تیری جان پر آفت آجاے گی، حُر جواب دیتا ہے ؎

عملِ خیر سے بہکا نہ مجھے اے ابلیس
کیا مجھے دے گا تیرا حاکم ملعون و خسیس
وہی کونین کا مالک ہے وہی راس رئیس
کچھ تردد نہین، کہدے کہ لکھین پرچہ نویس

ہان سوے ابن شہنشاہ عرب جاتا ہون

www.urduchannel.in



سے ستمگر جو بنجاتا تھا تو اب جاتا ہون

کہکے یہ جواب سے غازی نے نکال تلوار
تن کے دیکھا طرف فوج امام ابرار
سرخ آنکھین ہوئین ابرو پہ بل آیا یکبار
پانون رکنے لگا تن تن کے زمین پر ہوا

غل ہوا سیدوالا کا ولی جاتا ہے
لو طرفدار حسین ابن علی جاتا ہے

کیا وہ تین رسالون نے تعاقب ہرچند
سکتے تھے، ہات مین وہ لیکے جو دوڑی تھے کمند
حر کا ہات آنا تو کیسا؟ نہ ملی گرد سمند
یہ فرس تھا کہ چھلاوہ، یہ پری تھا کہ پرند

کیا شبک سوئے چمن باد بہاری پہنچی
ہم یہین رہ گئے، وان حر کی سواری پہنچی

حضرت امام حسین نے عباس علمدار کو حر کے استقبال کو بھیجا، اسکی تقریب یون پیدا کی ہے۔

یان ہوئے علم امامت سے شہ دین آگاہ
میرے لشکر کی طرف ہے رخ حر ذیجاہ
ہنسکے عباس سے فرمایا کہ اے غیرت ماہ
سب سے کہدو کہ نہ روکے کوئی اس شخص کی راہ

جاؤ لینے کو عجب رتبہ شناس آتا ہے
میرا مہمان، میرا عاشق میرے پاس آتا ہے

اسکے بعد حر کی معذرت خواہی حضرت امام حسین ع کا عفو، پھر حر کی طلبی اذن جنگ کو نہایت خوبی اور پُراثر طریقہ سے ادا کیا ہے پورا مرثیہ پڑہو، اور جہان جہان ایک واقعہ کے بعد دوسرا واقعہ شروع ہوتا ہے، ان پر غور سے نظر ڈالتے جاؤ تو معلوم ہوگا کہ سلسلہ تقریر کے زور سے مختلف واقعات کو کس خوبصورتی سے ایک لڑی مین پرو دیا ہے۔

**بلاغت کی جزئیات** بلاغت کے جزئی اسالیب، نہایت مختلف الصورۃ ہین اور چونکہ ہر جگہ ایک نئی صورت پیدا ہوتی ہے اس لئے ان کی کلیات مشکل سے قائم ہوسکتے ہین، چند مثالون سے

www.urduchannel.in



اس کا اندازہ ہو سکے گا۔

مثال ۱، جب امام حسین علیہ السلام کے تمام عزیز و اقارب و رفقا شہید ہو چکے ہین تو اتفاق سے ایک راہرو کا ادہر گذر ہوا، وہ یہ عبرت انگیز موقع دیکھ کر ٹھہر گیا اور امام علیہ السلام سے واقعہ کی کیفیت پوچھنی شروع کی، آپ نے اپنی مظلومی اور دشمنون کی بے رحمی کی داستان سُنائی، لیکن اپنا نام نہ بتایا، وہ آپ کا صورت شناس نہ تھا، لیکن قراین سے اس کو اشتباہ ہوتا تھا کہ آپ خاندان نبوت سے تعلق رکھتے ہین، بالآخر اسنے کہا کہ ع اظہار اسم اقدس و اعلیٰ ہین کیا ہے باک ،، آپ نے جو کچھ اور جس طرح جواب دیا اس کو اس طرح ادا کیا ہے ؎

| | |
|---|---|
| یہ تو نہین کہا کہ سشرقین ہون | مولا نے سر جھکا کے کہا مین حسینؑ ہون |

اس شعر مین بلاغت کے جو نکتے ہین صرف مذاق صحیح اُن کا احاطہ کر سکتا ہے، تاہم جس حد تک بیان مین آسکتا ہے ہم بیان کرتے ہین،

موقع کی حالت یہ ہے کہ حضرت امام حسینؑ اپنا نام اس حیثیت کے ساتھ بتائین جس سے کسی قدر شرف اور فضیلت کا اظہار ہو، تاکہ پوچھنے والا سمجھ سکے کہ یہ وہی امام حسین ہین جن کا وہ غائبانہ دلدادہ اور مشتاق ہے، لیکن امام ممدوح کو خاکساری مانع آتی ہے، وہ اسپر اکتفا کرتے ہین کہ ہم حسینؑ ہون، لیکن چونکہ مستفسر قراین سے اس حد تک پہونچ چکا ہے کہ محض نام لینے سے بھی غالباً پہچان لے گا، اور اس لیے حسینؑ کہنا بھی گویا اپنے آپ کو، امام کہنا ہے، اس بنا پر نام لینا بھی ایک طرح پر شرف اور فضیلت کا اظہار ہے، اس لئے خالی نام لیتے ہوئے بھی آپ شرما جاتے ہین اور شرم سے آپ کی گردن جھک جاتی ہے اس بنا پر شاعر کہتا ہے کہ ع مولا نے سر جھکا کے کہا مین حسینؑ ہون، لیکن شاعر کو جو امام حسین علیہ السلام کی عظمت کے اثر سے لبریز ہے، گوارا نہین ہوتا کہ آپ کا نام اس سادگی سے لیا جائے، اُس کے نزدیک امام علیہ السلام اگر اپنے آپ کو بادشاہ مشرقین کہتے تو یہ کچھ خود ستائی نہ تھی، بلکہ محض ایک واقعہ تھا جس طرح

www.urduchannel.in



رسول اللہ اپنے آپ کو رسول اللہ کہتے تھے اور یہ خود شاعر کے دل مین حسرت تھی کہ کاش امام نے بیان واقعہ ہی کیا ہوتا، اس کو وہ اس طرح ادا کرتا ہے ع یہ تو نہین کہا کہ شہ مشرقین ہون، تاہم اس سے یہ خیال بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام کی عالی ظرفی اور شرافت نفس کا یہی اقتضا تھا کہ وہ خاکساری کو بیان واقعہ پر مقدم رکھتے،

اس موقع پر یہ کہے بغیر رہا نہین جاتا کہ اسی واقعہ کو مرزا دبیر صاحب نے اسطرح باندھا ہے ع فرمایا مین حسین علیہ السلام ہون، میر انیس اور مرزا دبیر کے موازنہ کی جو بحث ہے، اُس کے فیصلہ کے لئے دونون کے صرف یہ دونون مصرعے کافی ہین،

**مثال ۲،** میدان کربلا مین امام علیہ السلام، یزیدیون سے پہلے پہونچے تھے، اور نہر فرات کے قریب اُترے تھے، یزید کی فوج پہونچی تو رئیس فوج نے امام علیہ السلام کی فوج کو وہان سے ہٹا دینا چاہا! اور کہا، کہ ؎

ہم گھاٹ روکنے کے لئے آئے ہین ادہر
ہے آج شب کو داخلہ تمسر کی خبر

اُن کی آمادگی اور شرارت دیکھ کر امام علیہ السلام کے رفقا برہم ہوئے، اس موقع کی تصویر اس طرح کھینچتے ہین، ؎

بگڑے ابو ثمامہ و سعد فلک سریر
تولی زہیر قین نے شمشیر بے نظیر
جوڑا کمان مین، ابن مظاہر نے ایک تیر
بولے اسد کہ زجر کے قابل ہین یہ شریر

عابس کو غیظ لشکر بدخو پہ آگیا
غصے سے بل ہلال کے ابرو پہ آگیا

اُلٹی جناب قاسم ذیشان نے آستین
قبضہ پہ ہات رکھکے بڑھے اکبر حسین
بولے پکڑکے نیچے زینب کے مہ جبین
شیرون سے کیا ترائی کو لینگے اہل کین

www.urduchannel.in



ابوثمامہ۔سعد۔زہیر قین۔اسد۔عابس۔حضرت امام حسینؑ کے رفقامین سے تھے، حضرت قاسم بھتیجے، حضرت علی اکبر صاحبزادے، اور حضرت زینب کے صاحبزادے آپکے بھانجے تھے، اس موقع پر بلاغت یہ ہے کہ جن لوگون کو جس قدر امام علیہ السلام سے قرب تھا، اُسی نسبت سے اُنکی طیش وآمادگی جنگ کی حالت دکھائی ہے، ابوثمامہ اور سعد بگڑ کر رہ گئے، اسد نے کہا کہ یہ زجر کے قابل ہین، عابس کو غصہ آگیا، ہلال سے ابرو پر بل پڑ گئے، زہیر قین نے تلوار تول لی، حضرت قاسم نے آستین اُلٹی، حضرت علی اکبر تلوار کے قبضہ پر ہات رکھ کے آگے بڑھے، زینب کے صاحبزادون نے نیچے سنبھال لئے، اس فرق مراتب کو اس خوبی سے ادا کیا ہے کہ واقعہ کی تصویر کھینچدی ہے،

**مثال ۳۴**، جب تمام اعزہ اور احباب شہید ہوچکے، اور صرف علی اکبر کا دم باقی رہ گیا، تو دشمنون نے چاہا کہ امام حسین علیہ السلام انکو بھی میدان جنگ مین بھیجین تا کہ بیٹا باپ کی آنکھون کے سامنے خاک خون مین ملادیا جائے، اس غرض سے انہون نے اس طرح امام حسین علیہ السلام کو مخاطب کیا، ۵

اعدا پکارتے تھے کہ یا شاہ دین پناہ — باقی ہے اور کوئی کہ بس ہوچکی سپاہ
عباس سا تو اب کوئی ہوگا نہ خیرخواہ — بھیجو کسی کو جلد کہ ہم دیکھتے ہین راہ
چُھٹتے دو گل پسر کو شہادت کے باغ سے
کب تک بچائیے گا کلیجہ کو، داغ سے

دنیا سے کوچ کر گئے عباسِ نامدار — اب بے چراغ ہے لحد شیر کردگار
حضرت کا صبر و شکر ہے عالم پہ آشکار — مثل خلیل کیجئے فرزند کو نثار
آہین نہ بھرئے پیٹ کے سر کو نہ روئیے
جب جانین ہم کہ کھو کے پسر کو نہ روئیے

بھائی کا داغ اور ہے داغ پسر ہے اور — بازو کا درد اور ہے درد جگر ہے اور

www.urduchannel.in



قوت بدن کی اور ہے نورِ نظر ہے اور | سینہ کا زخم اور ہے درد کمر ہے اور

گر صبر ہے تو گود کے پالے کو بھیجئے
نیزون مین اپنے گیسوون والے کو بھیجئے

دشوار ہے اگر غم فرزند نوجوان | مرنے کو آپ آئیے اے قبلۂ زمان
مشتاقِ تیر ہین تبر و خنجر و سنان | جان اپنی دیجیے جو ہے پیاری پسر کی جان

اصغر سے کچھ غرض ہے نہ اکبر سے کام ہے
ہم کو تو آپ کے سر انور سے کام ہے

ان تمام اشعار مین دشمنون کی طنز، تعریض، اور لاگ دلا کر علی اکبر کے بھجوانے کو کس بلاغت کے ساتھ ادا کیا ہے، طنز کا سب سے بڑا نکتہ یہ ہے کہ اسمین واقعیت کا پہلو موجود ہو، کیونکہ سچا طعنہ نہایت سخت اثر کرتا ہے، یہ امر کہ بیٹا بھائی سے زیادہ عزیز ہوتا ہے، ایک بدیہی بات ہے، پھر اس دعوے کو متعدد تمثیلون سے اور زیادہ قطعی کر دیا ہے یعنی بازو کے درد کو جگر کے درد سے کچھ نسبت نہین، جسم کی طاقت پر آنکھون کی بصارت کو ترجیح ہے، سینہ کے زخم سے کمر کے درد کو کیا نسبت ہے،

امام حسین علیہ السلام نے حضرت عباسؑ کو حضرت علی اکبر سے پہلے میدان جنگ مین بھیج دیا تھا تو اس وجہ سے بھیجا تھا کہ عباسؑ کسی طرح گوارا نہین کرتے تھے کہ انکے ہوتے علی اکبر پر آنچ آجائے، لیکن دشمن اسکی وجہ یہ بتاتے ہین کہ بیٹا بھائی سے زیادہ عزیز ہے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام حسینؑ کی یہ لڑائی دینداری پر مبنی نہین ہے، ورنہ خدا کی راہ مین بیٹے اور بھائی کی کیا تمیز تھی، بلکہ بیٹے کو خدا کی راہ مین پہلے نثار کرنا تھا جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کیا تھا، پھر یہ بڑھا دیتے ہین کہ آپکا صبر اور شکر تو مسلم الثبوت ہے بیٹے کیلئے یہ بیقراری کیون؟ ان طنزیہ فقرون مین جن الفاظ سے امام علیہ السلام کو خطاب کیا ہے، بالکل تعریض سے بھرے ہوئے ہین، شاہ دین پناہ۔ قبلۂ زمان۔ سرانور۔ ان سب الفاظ کے یہ معنی کہ آپ اپنے آپ کو ایسا سمجھتے ہین۔

www.urduchannel.in



مثال ۴۷، واقعہ کربلا کے بعد جب اہل بیت یزید کے دربار میں گئے ہیں تو یزید نے اُنسے اسطرح خطاب کیا ہے، ؎

تخت کے سامنے روتے ہوئے آئے جو اسیر
سرکشی کر کے نہ سر پہ ہوئے مجھ سے شبّیر

دیکھ کر سیّد سجاد کو بولا وہ شریر
شکر کرتا ہون کہ خالق نے کیا تمکو حقیر

بیٹھنے کا کہین دنیا مین سہارا نرہا
پنجتن اُٹھ گئے اب زور تمھارا نرہا

ہان کہو آج حمایت کو پیمبر ہین کہان
قید مین اُنکی ہوا آئے ہے شبّر ہین کہان

کیا ہوئے ابن علی، حیدر صفدر ہین کہان
ننگے سر زینب دلگیر ہے سرور ہین کہان

ذبح خنجر سے ہوا جو وہ پدر کس کا ہے
اک ذرا غور سے دیکھو کہ یہ سر کسکا ہے

ان اشعار مین یزید کے کُفر اور ارتداد کو ایسے بلیغ اور لطیف پیرایہ مین ادا کیا ہے جس سے زیادہ خیال مین نہین آسکتا، یزید کو تسلیم ہے کہ سیّد سجاد یعنی امام زین العابدین اور اہل حرم نہال نبوت کے شاخ و برگ ہین، وہ یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ ان کا جو کچھ زور ہے وہ جناب رسالت پناہ اور آلِ عباکے بل پر ہے، باوجود اسکے اس بات پر مسرت ظاہر کرتا ہے کہ ان کا زور نہین رہا، جس کے یہ معنی کہ اُس کو خود رسول اللہ کے دنیا مین نہ رہنے کی خوشی ہے، اس پر بھی اکتفا نہین کرتا، بلکہ صاف صاف کہتا ہے کہ رسول اللہ کہان ہین؟ حسینؑ کہان ہین؟ علیؑ کہان ہین؟ حسن کہان ہین؟ ان سب پر طرہ یہ کہ ان باتون پر خدا کے احسان کا ممنون ہے کہ اُس نے اہل بیت کو خوار اور حقیر کیا، گویا یہ امر خود خدا کو پسند اور مرغوب تھا۔ اخیر کا مصرع اک ذرا غور سے دیکھو کہ یہ سر کس کا ہے، بلاغت کی جان ہے۔ غور سے دیکھنے کی فرمائش اسلیے ہے کہ امام زین العابدین کے نزدیک حسین اس پایہ کے

www.urduchannel.in



شخص تھے کہ اُنکے سر کا کاٹا جانا اور یزید کے دربار مین حاضر کیا جانا، عقل مین نہین آسکتا، اس لیے کہتا ہے کہ شک ہو تو ذرا غور سے دیکھو، ذرا کا لفظ اور زیادہ بلیغ ہے،

## مثال ۵،۵

ٹھہرا رہے تھے سُن کے یہ تاکید خاص و عام
دیکھا کیا شقی پہ نہ حُر نے کیا سلام
چلین برچھین قریب گیا حُرِ نیک نام
کافر سے کیا جھکے وہ خدا ہی سے جسکو کام
چلین برچھین قریب جو وہ شیر نر گیا
اللہ رے رعب حق پسر سعد ڈر گیا

ڈر کر کہا عمر نے کہ اے حُرِ نامور
کتنے جوان صفون مین ہین کتنے ہین نڈر
رن مین سوار تیرے رسالے کے ہین کدھر
حُر نے کہا کہ مجھکو کچھ اس کی نہین خبر
دنیا مین زور اپنا ہے اور اپنا ہاتھ ہے
مین ہون کسی طرف نہ کوئی میرے ساتھ ہے

کہنے لگا یہ حُر سے بہ نرمی وہ حیلہ ساز
سر بر نہ ہون گے ہم سے کبھی سرورِ حجاز
مدت سے ہے یزید کو تیری وفا پہ ناز
اب بعد فتح اور بھی ہوگا تو سرفراز
دیر اس مین کیا جو امر قریب الوقوع ہو
تو مصلحت جو دے تو لڑائی شروع ہو

جو اس مین تیری راے وہی ہے مجھے پسند
تھوڑے بہت ہین یاورِ سلطانِ ارجمند
پانی تو تین دن سے ہے پردیسیون پہ بند
پس جائین گے اُٹھائے سوارون نے جب سمند
لشکر مین یان چھ لاکھ دلاور جوان ہین
وان ایک صف ہے جس مین بہتر جوان ہین

www.urduchannel.in



| | |
|---|---|
| آمادہ قتل شاہ پہ ہین سب جوان وپیر<br>کیون برچھیان حسینؑ پہ پہلے چلین کہ تیر | کہتا ہے اب سپر سپہر شاہ قلعہ گیر<br>حر نے کہا کہ مجھ سے نہ یہ پوچھئے امیر |

انسان کو اختیار ہے خود اپنے کام مین
مجھکو شریک کرتا ہے قتلِ امام مین

یہ وہ موقع ہے کہ حر جو یزید کے رسالہ کا افسر تھا، اس بات پر آمادہ ہو چکا ہے کہ یزید سے ٹوٹ کر امام علیہ السلام کی فوج مین آجائے، یہ خبر سپہ سالار یعنی ابن سعد کو پہونچی تو وہ حر کو طلب کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اسکو رام کرکے، اس ارادہ سے روک لے، باوجود اسکے کہ حر کے ارادہ کی خبر سن چکا ہے اور جب حر اُسکے سامنے گیا تو سلام تک نہ کیا، تاہم ابن سعد اس تجاہل کے ساتھ پیش آتا ہے کہ گویا اسکو اس واقعہ کی مطلق خبر نہین، بالکل خالی الذہن ہو کر پوچھتا ہے ع رن مین سوار تیرے رسالے کے ہین کدہر، حر نہایت بے پروائی اور گستاخی سے جواب دیتا ہے، ابن سعد اسکو بھی نظر انداز کرتا ہے اور اس پھریرے پر چڑھاتا ہے کہ یزید کو مدت سے تیری وفاداری پر ناز ہے، اسکے ساتھ یہ ثابت کرتا ہے کہ امام علیہ السلام کسی طرح اس معرکہ مین کامیاب نہین ہو سکتے پھر کس استمالت سے کہتا ہے کہ،

ع تو مصلحت جو دے تو لڑائی شروع ہو،

ع جو اس مین تیری راے وہی ہے مجھے پسند،

ع کیون برچھیان حسینؑ پہ پہلے چلین کہ تیر،

گویا کوئی کام حر کے مشورہ کے بغیر کرنا نہین چاہتا۔ اسکے ساتھ یہ ثابت کرتا جاتا ہے کہ امام علیہ السلام کی فوج نہایت کم ہے، کُل ایک صف ہے، اور آدمی بھی صرف بہتّر جوان ہین، امام سے لڑنے کے لئے کہتا ہے لیکن اُنکا نام جب لیتا ہے تو کبھی سرور حجاز، کبھی سلطانِ ارجمند، کبھی شاہ کے لفظ سے خطاب کرتا ہے یہ بھی استمالت کا ایک پہلو ہے، کیونکہ اگر صاف صاف امام علیہ السلام کی برائی کیجائے تو ڈر ہے

www.urduchannel.in



کہ جگر بالکل ہٹنے سے اُکھڑ جاے،

## مثال ۶، س ۵

رخصت طلب ہے شاہ سے اکبر سا لالہ فام
شہزادہ مرنے جاے سلامت رہے غلام

لِلّٰہ رو گئے نہ اب اسے خواہر امام،
وہ امر سمجھئے کہ بڑھے جس سے میرا نام

بیکس ہون ساتھ مان نہین، سر پہ پدر نہین،
مین آپ کا غلام تو ہون گو پسر نہین

یہ وہ موقع ہے کہ حضرت زینبؑ کے دونون صاحبزادے شہید ہو چکے ہین، اور حضرت عباسؑ میدان جنگ مین جانا چاہتے ہین، لیکن حضرت زینبؑ روکتی ہین، حضرت عباسؑ منت اور لجاجت کرتے ہین کہ للّٰہ نہ روکیے۔

اسکے لئے کس قدر بلیغ پیرایہ اختیار کیا ہے، اول تو اُن کو خواہر امام سے مخاطب کیا ہے، حالانکہ وہ حضرت عباس کی بھی بہن تھین، اس سے علاوہ اس کے کہ اُن کا احترام مقصود ہے، خفیف سا اشارہ اس بات کی طرف بھی ہے کہ آپ کو مجھ سے وہ محبت نہین، جو حقیقی بھائی بہن مین ہوتی ہے، اور چونکہ درحقیقت حضرت زینبؑ اُن کی حقیقی بہن نہ تھین، یہ تعریض زیادہ کارگر ہوتی ہے، پھر فرماتے ہین کہ مین بیکس ہون، نہ باپ سر پر ہے نہ مان ساتھ ہے، سب سے کارگر یہ فقرہ ہے کہ ع مین آپ کا غلام تو ہون گو پسر نہین، یعنی اگر آپ کا فرزند نہ ہوتا تو مجھکو بھی اسی طرح اجازت دیتین جس طرح اپنے صاحبزادون کو دی اور اُنھون نے شہادت کی دولت حاصل کی،

## مثال ۷، س ۵

بیکس ہون مرا کوئی مددگار نہین ہے
تم ہو سو تمھین طاقت گفتار نہین ہے

یہ وہ موقع ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام، مدینہ منورہ سے روانہ ہو رہے ہین، تمام خاندان کو ساتھ

www.urduchannel.in



لیا ہے، لیکن صغریٰ کو باوجود اس کے کہ آپکی چہیتی بیٹی تھین بیماری کی وجہ سے ساتھ نہیں لیجاتے صغریٰ نہایت گریہ وزاری کرتی ہین اور ایک ایک سے سفارش کراتی ہین کہ مجھکو بھی ساتھ لیتے چلیے لیکن کوئی ہامی نہین بھرتا، اُسوقت علی اصغر سے جو شش ماہہ بچے تھے، خطاب کرکے کہتی ہین کہ اس وقت میرا اور کوئی مددگار نہین ہے، ایک تم ہو لیکن افسوس تم کو بولنے کی طاقت نہین، تمام لوگون سے مایوس ہوکر ایک بچہ کا سہارا ڈھونڈنا اور پھر یہ خیال کہ وہ بولنے کے قابل نہین، انتہا درجہ کی حسرت اور ناکامی کی تصویر ہے

## مثال ۸، ۵

| | |
|---|---|
| استغاثہ یہ کیا حُر نے جو با دیدۂ نم | جوشش مین آگیا اللہ کا دریائے کرم |
| خود بڑھے ہاتون کو پھیلا کے شہنشاہ امم | حُر کو یہ ہاتفِ غیبی نے صدا دی اسدم |

شکر کر سبطِ رسول الثقلین آتے ہین
اے برادر تیرے لینے کو حسین ؑ آتے ہین

اخیر شعر مین امام حسین علیہ السلام کا نام، جس سادگی سے لیا ہے کمال بلاغت ہے، اس موقع پر اگر بہت سے اوصاف کے ساتھ انکا نام لیا جاتا تو یہ بات حاصل نہوتی، جب کوئی شخص کمالات وفضائل مین انتہا کے رتبہ تک پہونچ جاتا ہے تو اُس کے نام لینے کے ساتھ اس کے تمام اوصاف اور کمالات خیال مین آجاتے ہین، ان کے سادہ نام لینے سے اسی نکتہ کی طرف اشارہ ہے، نظامی نے بھی ایک موقع پر اس اسلوب کو برتا ہے، دارا نے جب سکندر کو خط لکھا ہے تو سکندر کے دعوای ہمسری پر نہایت تعجب اور افسوس ظاہر کیا ہے، اس موقع پر کہتا ہے، ؎

| | |
|---|---|
| فلک بین چہ ظلم آشکارا کند | کہ اسکندر آہنگ دارا کند |

دارا نے یہ فرض کیا ہے کہ سکندر کی حقارت اور میری جاہ وعزت اسقدر مسلّمہ عام ہے کہ صرف دونون کا نام لے لینا کافی ہے، چنانچہ کہتا ہے کہ آسمان کا یہ ظلم دیکھو! کہ سکندر، دارا کے مقابلہ کا قصد کرتا ہے لیکن

www.urduchannel.in



یہان اس طرز بیان کا موقع نہ تھا، اس لئے سننے والون پر کچھ اثر نہین پڑتا۔ دارا کے زمانہ مین ممکن ہے کہ یہ حالت رہی ہو، لیکن آج سکندر کی عظمت وشان اسقدر مسلم ہے کہ سکندر کے محض نام لینے سے اسکی حقارت کا تصور نہین ہوتا اس لئے شاعر (نظامی) کو چاہئے تھا کہ وہ اور واقعات سے پہلے سکندر کی ذلت اور حقارت ثابت کرتا، تب یہ طریقہ بیان موثر ہوتا، یہی موقع فردوسی کو بھی عرب وعجم کے مقابلہ مین پیش آیا۔ چونکہ فردوسی بلاغت کے تمام اصول سے واقف تھا اُسنے سمجھا کہ گو اُس زمانہ مین عرب کی وہی حالت تھی، لیکن جس زمانہ مین خود فردوسی موجود ہے وہ حالت بدل گئی ہے، یعنی عرب کی عظمت تمام قلوب پر چھائی ہوئی ہے، اس لئے محض عرب کے نام لینے سے سامعین کے دل مین عرب کی حقارت اور ذلت کا خیال نہین آسکتا اس لئے اُسنے پہلے یہ بیان کیا کہ عرب اونٹ کا دودھ اور گوہ کا گوشت کھایا کرتے تھے، اس طرح اُسنے عرب کی قدیم حالت کی تصویر کھینچدی اور چونکہ بیان واقعی تھا، اس لئے اس کا پورا اثر ہوا۔ ؎

| | |
|---|---|
| ز شیرِ شتر خوردن و سوسمار | عرب را بجائے رسید است کار |
| کہ تختِ کیان را کنند آرزو | تفو بر تو اے چرخ گردان تفو |

اس کے ساتھ عجم کا ذکر، تخت کے ساتھ کیا، اور عجم کا نام لیا تو کیان کے لفظ سے لیا جو خود شوکت وشان پر دلالت کرتا ہے، اب جب دونون قومون کی ذلت اور عظمت کا نقشہ کھینچ چکا تو یہ الفاظ کہ تفو بر تو اے چرخ گردان تفو آج بھی سامعین کے دل مین انقلاب زمانہ پر حسرت کا وہی اثر پیدا کرتے ہین جو اس وقت عجم کے دل مین پیدا ہوا تھا۔

**مثال ۹**، حُر نے جب یزید کی فوج سے الگ ہو کر امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہونا چاہا ہے تو دور ہی سے عفو تقصیر کے لئے اس طرح فریاد کی ہے۔ ؎

| | |
|---|---|
| ذکر یہ تھا کہ صدا دور سے آئی اک بار | الغیاث اے جگر وجان رسولِ مختار |

www.urduchannel.in



مجرم ایسا ہون کہ عصیان کا نہین جسکے شمار
عفو کر عفو کر اے چشمۂ فیضِ غفار

پار دریا سے خطا سے مری کشتی ہوجاے
دوزخی بھی ترے صدقے سے بہشتی ہوجاے

اے مددگار و معین الضعفا ادرکنی
پاؤن لغزش مین ہین اے دستِ خدا ادرکنی
اے خبرگیر گروہِ غربا ادرکنی
ہات باندھے ہون مین اے عقدہ کشا ادرکنی

دیجیے حر کو سزا سے آزادی کی
آئیے جلد خبر لیجیے فریادی کی

میرے اعمال مین ہر چند سراسر ہے بدی
آپ ہین مالکِ سرکار جنابِ احدی
ہون گنہگار خدا لے ازلی و ابدی
اے خداوند جہان خذ بیدی خذ بیدی

جو تہیدست ہین تکتے ہین شہنشاہ کا ہات
آپ کا ہات زمانے مین ہے اللہ کا ہات

پھر جب جناب امام علیہ السلام نے اس کی تقصیر معاف کر دی ہے اور کمال مہربانی سے پیش آئے ہین تو

حر پکارا بابی انت و امی یا شاہ
مجھ سے گمراہ کو اک آن مین ملجاے یہ راہ
قابلِ عفو نہ تھے بندۂ آثم کے گناہ
سب ہے صدقہ انہین قدمونکا خدا ہے آگاہ

ہر ذرہ یہ جو ہو نیر تابان ہوجاے
آپ جس مور کو چاہین وہ سلیمان ہوجاے

اس موقع پر میر انیس نے اپنی عادت کے خلاف، متعدد عربی جملے استعمال کئے ہین جو اُردو مین بظاہر غریب اور نامانوس معلوم ہوتے ہین، لیکن ان جملون کی وجہ سے اُس وقت کی حالت کی جو تصویر کھنچ جاتی ہے، وہ اور کسی طرح ممکن نہین - دعا - استغاثہ، اور فریاد کے لئے عربی جملے ایک خاص

www.urduchannel.in



اثر رکھتے ہین، اور اس لیے جاہل سے جاہل آدمی بھی جب دعا مانگتا ہے تو عربی ہی الفاظ استعمال کرتا ہے استغاثہ اور فریاد کے وقت بھی اسی قسم کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہین - مثلاً الامان - الغیاث، چونکہ حُر عربی النسل ہے اس لیے اس کی زبان سے بعینہ وہ الفاظ جو ان موقعون پر عرب استعمال کرتے ہین، واقعہ کی تصویر کھینچنے کے لیے زیادہ کارگر ہوسکتے ہین، بابی انت وامی فدا اور قربان ہونے کے موقع پر بولتے ہین، اور یہ فقرہ ایسا موثر اور دلنشین ہے کہ اُردو کا کوئی جملہ وہ اثر پیدا نہین کرسکتا تھا -

**مثال ١٠** - حضرت عباس کو جب امام حسین علیہ السلام نے فوج کا علم عنایت فرمایا ہے تو حضرت زینبؑ اُن سے فرماتی ہین ؎

گھر مین سلامت آئین گے جب سرورِ امم
تب دونگی تم کو تہنیت عُمدہ علم
ہاتھون کو جوڑتی ہے یہ بھینا اسیرِ غم
کچھ صلاح صلح کی لشکر ادہر ہے کم
تم سے بڑی امید ہے زہرا کی جائی کو
بھیا تمھین سے لےگی بہن اپنے بھائی کو

اخیر شعر مین معمولی طریقہ کلام یہ تھا کہ مجھکو تم سے بڑی امید ہے اور مین امام حسینؑ کو تمھین سے لونگی - لیکن حضرت زینبؑ نے اپنے آپ کو زہرا کی جائی کہا، اور پھر کہا کہ بہن اپنے بھائی کو تمھین سے لیگی - اس اسلوب کلام کے بدل دینے نے جو بلاغت پیدا کی وہ خود ظاہر ہے -

**مثال ١١** ؎

پرسا تمھین شہید کا دینے کو آئے ہین
کس کس کے داغ آج جگر پر اُٹھائے ہین
پیٹے ہین، خاک اُڑائی ہے آنسو بہائے ہین
یہ ہم تمھارے لال کے خون مین نہائے ہین

یہ وہ موقع ہے کہ حضرت علی اکبر شہید ہوچکے ہین اور امام حسین علیہ السلام زنانہ مین تشریف لے گئے ہین اور حضرت زینبؑ سے علی اکبر کی شہادت کا واقعہ بیان فرماتے ہین - اس موقع پر یہ لفظ "تمھارے لال"

www.urduchannel.in



ایک خاص اثر پیدا کرتا ہے، علی اکبر امام حسین علیہ السلام کے صاحبزادے تھے لیکن امام علیہ السلام ان کو حضرت زینبؑ کا لال کہکر خطاب کرتے ہین، اور کہتے ہین کہ ہم جو خون مین نہائے ہین، یہ تمہارے لال کا خون ہے،، انسان کو رنج وغم کی حالت مین جب کوئی نہایت قریب کا عزیز ہمدرد اور غمگسار مل جاتا ہے تو جوش محبت مین اُس غم کو اپنی ذات کے ساتھ نہین بلکہ اُسی شخص کی طرف منسوب کرتا ہے گویا اُس سے ایسی ہمدردی کی امید کرتا ہے کہ وہ واقعہ خود اسی شخص پر پیش آیا ہے یہان اس طرز بیان نے زیادہ اثر اس وجہ سے پیدا کیا ہے کہ فی الواقع حضرت زینبؑ کو علی اکبر سے نہایت سخت محبت تھی، علی اکبر کو بچپن سے اُنھی نے پالا تھا اور انکو اپنے بیٹون سے زیادہ عزیز رکھتی تھین۔

**مثال ۱۲** - جب حضرت عباسؑ نے پانی لانے کے لیے نہر پر جانا چاہا ہے۔ تو حضرت زینبؑ نے خطرہ کے لحاظ سے ان کو روکنا چاہا۔ امام حسینؑ بھی ان کا جانا گوارا نہین کرتے۔ اُسوقت حضرت عباسؑ کی زوجہ حضرت زینب سے کہتی ہین ؎

| | |
|---|---|
| کہنے لگی یہ زوجہٴ عباسؑ خوش صفات<br>مشکیزہ لیکے گر یہ بجائین سوے فرات | بی بی بھلا یہ کون سے وسواس کی ہے بات<br>پھر ننھے ننھے بچون کی ہو کسطرح حیات |

| |
|---|
| ہر وقت کبریا سے طلبگار خیر ہون<br>آگے جو کچھ سبھون کی رضا مین تو غیر ہون |

یہ فقرہ "مین تو غیر ہون،، اس موقع پر نہایت موثر اور بلیغ فقرہ ہے - وہ حالانکہ حضرت عباسؑ کی بیوی ہین لیکن اپنے آپ کو غیر کہتی ہین - یہ اس بات کی تعریض ہے کہ میری بات نہ ماننا گویا مجھکو غیر سمجھنا ہے۔

**مثال ۱۳** ؎

| | |
|---|---|
| قیدی ہون ظلم رسیدہ بھی ہون نادار بھی ہون | اس کٹے قافلے کا قافلہ سالار بھی ہون |

یہ وہ موقع ہے کہ ہندہ (یزید کی بیوی) قیدخانہ کے دیکھنے کے لئے گئی ہے، وہان امام زین العابدینؑ

www.urduchannel.in



کو قید میں دیکھ کر نام و نسب پوچھا ہے اور امام موصوف نے جواب دیا ہے - اس شعر میں قافلے کے ساتھ لُٹے کی قید نے نہایت بلاغت پیدا کی ہے - حسرت اور رنج کے اظہار کا یہ انتہائی درجہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو، ایک ظاہری معزز لقب سے یاد کرتا ہے اور ساتھ ہی ایک دوسرا لفظ بھی ایسا استعمال کرتا ہے جس سے وہ معزز لقب، اور زیادہ ناکامی اور حرمان ثابت کرتا ہے - امام زین العابدینؑ نے اپنے آپ کو قافلہ سالار کہا، لیکن یہ بھی کہدیا کہ لُٹے قافلے کا قافلہ سالار ہوں -

## مثال ۱۴ / حصہ ۵

یہ سخن کہہ کے مخاطب ہوئے اعدا سے امام
تم پہ کرتا ہے حسینؑ آخری حجت کو تمام
اے سپاہِ عرب و مصر و رے و کوفہ و شام
پسرِ مصحفِ ناطق ہوں، سنو مجھ سے کلام
سخنِ حق کی طرف کانوں کو مصروف کرو
شور باجوں کا مناسب ہو تو موقوف کرو

تیسرے شعر میں "مناسب ہو"، کے جملہ معترضہ نے نہایت بلاغت پیدا کی ہے چونکہ وعظ اور پند کا موقع ہے اور یزیدیوں سے توقع بھی نہ تھی کہ وہ امامؑ کی کسی بات کو جو تحکم کے لہجہ میں کہی جاتی قبول کرتے - اس لئے انھیں کی مرضی پر رکھا گیا کہ اگر تم مناسب سمجھو تو باجوں کا شور ذرا موقوف کر دو۔

**استعارات و تشبیہات** یہ چیزیں حُسنِ کلام کا زیور ہیں بلکہ سچ یہ ہے کہ نظم و نثر اور تقریر و تحریر میں جو کچھ جادوگری ہے بہت کچھ انھی کی بدولت ہے، لیکن جسطرح ہر چیز جب تک نیچرل حالت میں رہتی ہے، اس کا اصلی حُسن قائم رہتا ہے، جب تکلف اور تصنع شروع ہوتا ہے تو اثر میں کمی آجاتی ہے، اسی طرح تشبیہ اور استعارہ میں بھی جب بقصد و تکلف، غرابت اور غیر معتدل ندرت پیدا کی جاتی ہے تو اصلی اثر جاتا رہتا ہے -

اُردو کی شاعری میں جس طرح اور بہت سے بے معنی تکلفات پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے شاعری کا اصلی جوہر خاک میں ملا دیا ہے، اسی طرح تشبیہات و استعارات کی حالت بھی بالکل بدل گئی ہے، اور لطف یہ کہ

www.urduchannel.in



آجکل کے اہل سخن بدمذاقی سے اسی کو کمالِ سخن سمجھتے ہین۔

انسان مین فطرۃً یہ بات پیدا کی گئی ہے کہ وہ اشیا کی تصویر سے لطف اُٹھاتا ہے، ایک بدصورت حبشی ہمارے سامنے آئے تو ہم کو نفرت ہوگی، لیکن اگر کوئی ہوبہو اس کی تصویر کھینچ دے تو ہم کو لطف آئے گا اور جسقدر وہ زیادہ اصل کے مطابق ہوگی اُسی قدر طبیعت پر لطف اور استعجاب کا زیادہ اثر ہوگا چونکہ تشبیہ بھی ایک قسم کی تصویر ہے، اس لئے طبیعت کا اس سے محظوظ اور متلذذ ہونا ایک فطری امر ہے۔

تشبیہ کی دو قسمین ہین۔ مفرد۔ مرکب۔ مفرد جس طرح چہرہ کو پھول سے تشبیہ دیجائے، مرکب جسطرح کہا جائے کہ میدان جنگ مین گرد اُٹھی تو اُسمین تلوارین اسطرح چمکتی تھین جسطرح شب کو ستارے ٹوٹتے ہین۔

مفرد تشبیہ مین چندان جدت نہین ہوسکتی اوّلاً تو اسوجہ سے کہ مفرد چیزون کی طرف ہر شخص کا خیال منتقل ہوسکتا ہے، ثانیاً مدت سے شعراء اور اہل قلم اس قسم کی تشبیہ سے کام لے رہے ہین، اس لئے عالم قدرت مین جو چیزین تشبیہ کے قابل تھین، اکثر کام مین آچکین، مثلاً چہرہ کو پھول۔ آفتاب، مہتاب، آئینہ، اسے تشبیہ دے سکتے تھے، سَو سَو دفعہ دے چکے، اب عالم فطرت مین کوئی نئی چیز پیدا ہو تو چہرہ کی تشبیہ مین بھی جدت پیدا ہو۔

البتہ مرکب تشبیہ مین ہر وقت جدت پیدا ہوسکتی ہے کیونکہ اول تو ترکیب کی ہزارون صورتین ہین، دوسرے یہ کہ چند اشیا کی ترکیب سے جو مجموعی ہیئت پیدا ہوتی ہے اُس کی طرف ہر شخص کا خیال نہین منتقل ہوسکتا۔

ایک نکتہ اور سمجھ لینے کے قابل ہے تشبیہ کی اصلی خوبی یہ ہے کہ مشبّہ کی تصویر آنکھون مین پھرجائے او نیچرل شاعری مین جیسا کہ قدماے عرب کی شاعری تھی، تمام تشبیہین اسی قسم کی ہوتی تھین، لیکن ایک مدت سے ایشیائی شاعری، نیچرل حالت سے دور پڑگئی ہے اس لئے آج اس قسم کی تشبیہات کا ڈھونڈنا بیفائدہ ہے، تاہم تشبیہ کی خوبیان جسقدر میر انیس صاحب کے کلام مین پائی جاتی ہین، اُردو زبان مین ان کی نظیر نہین

www.urduchannel.in



مل سکتی، انکی تشبیہات مین جو خصوصیات ہین انکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) اکثر تشبیہات مرکب ہین۔

(۲) اکثر تشبیہات قریب الفہم اور سریع الانتقال الی الذہن ہین، اور یہی تشبیہ کا بڑا کمال ہے۔

(۳) علماے معانی نے لکھا ہے کہ تشبیہ کی غرض کبھی مُشبّہ کی رفعت اور حُسن، اور کبھی تحقیر اور ذلت، اور کبھی رعب و ہیبت ہوتی ہے، یہ باتین میرانیس کی تشبیہات مین کمال کے درجہ پر پائی جاتی ہین، مثلاً حضرت عباس پر جب ہر طرف سے برچھیان چلنے لگی ہین تو اس حالت کو اس طرح ظاہر کیا ہے ؎

| | |
|---|---|
| یون برچھیان تھین چار طرف اُس جناب کے | جیسے کرن نکلتی ہے گرد آفتاب کے |

برچھیون سے زخمی ہونا شکست اور مغلوبیت کی حالت ہے اس لئے اس کے بیان کرنے سے ذلت کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس تشبیہ نے حالت بدل دی۔

یا مثلاً جب حضرت عباس کے دونون ہات تلوار سے کٹ کر گر پڑے اور اُنہون نے مشک کو دانتون سے پکڑ لیا تو اس حالت کی تصویر اس طرح کھینچی ہے۔

ع مشکیزہ تھا کہ شیر کے مُنہ مین شکار تھا

مشکیزہ کا مُنہ مین لینا ایک بدنما صورت ہے، لیکن اس تشبیہ نے بدنمائی کے بجائے شان پیدا کردی

یا مثلاً جب تمام اہل بیت ایک ہی رسی مین قید کیے گئے ہین تو اس حالت کو اس طرح بیان کیا ہے ؎

| | |
|---|---|
| گردنین بارہ اسیرون کی ہین اور ایک رسن | جسطرح رشتۂ گلدستہ مین گلہاے چمن |

رسی مین باندھا جانا اور وہ بھی ایک ہی رسی مین، بظاہر نہایت ذلت نما حالت تھی لیکن تشبیہ نے بدنمائی کو حُسن سے بدل دیا۔

یا مثلاً یہ شعر ؎

| | |
|---|---|
| مقتل مین کیا ہجوم تھا اُس نور عین پر | پروانے گر رہے تھے چراغِ حسینؑ پر |

www.urduchannel.in



یا مثلاً ان اشعار مین تشبیہ سے دشمن کی ہیبت اور بدنمائی پیدا کی ہے ؎

| | |
|---|---|
| کھتی تھی یہ درہ بدنِ بدخصال مین | پکڑا ہے پیل مست کو لوہے کے جال مین |

ع گھوڑے پہ تھا شقی کہ پہاڑی پہ دیو تھا ؎

| | |
|---|---|
| سینے کے تھے کواڑ کہ خیبر کا بند باب | تنّور گرم تھا شکم خانمان خراب |
| جوش غضب سے سرخ ہوئی چشم نابکار | مثل تنور مُنہ سے نکلنے لگا بخار |

(۴) محسوسات سے جو تشبیہ دیجاتی ہے نہایت عمدہ خیال کیجاتی ہے، کیونکہ محسوسات رات دن محسوس ہوتے رہتے ہین، اس لئے اُن کے ذکر کے ساتھ فوراً اُن کی صورت ذہن مین آجاتی ہے اور اس لئے مُشبَّہ کی تصویر بھی آنکھون مین پھر جاتی ہے، اس قسم کی تشبیہات میر انیس کے ان کثرت سے ہین مثلاً بھاگڑ اور اضطراب کا بیان، ؎

| | |
|---|---|
| یون روح کے طائرتن و سر چھوڑ کے بھاگے | جیسے کوئی بھونچال مین گھر چھوڑ کے بھاگے |

تلوار کی تعریف ؎

| | |
|---|---|
| جوشن کو کاٹ جاتی تھی یون آکے اوج سے | پیراک جس طرح نکل آتا ہے موج سے |
| کالی وہ ڈانڈ اور وہ چمکتی ہوئی سنان | غل تھا کہ اژدہا ہے نکالے ہوے زبان |

یا مثلاً دو حریف برچھیون سے ایک دوسرے پر وار کر رہے ہین اور برچھیون کی انیان باہم ٹکراتی ہین ع

ع دو سانپ گُتھ گئے تھے زبانین نکال کے

اسی حالت کی ایک اور تشبیہ،

ع شمعون کی تھین لوین کہ ملین اور جدا ہوئین۔

تعزیہ خانے مین لوگون کا سیاہ ماتمی لباس، ؎

| | |
|---|---|
| مردم سیاہ پوش ہین سب اور گھر سفید | جیسے بیاضِ چشم اِدھر اور اُدھر سفید |

www.urduchannel.in



حضرت علی اکبر کا چھوٹا سا نیزہ، دشمن کے بھالے سے ٹکراتا ہے،

ع غل تھا کہ اژدہے سے وہ افعی لپٹ گیا۔

غیظ اور غضب کی حالت، ؎

| | |
|---|---|
| یون غیظ تھا عمر کی طلب سے لعیں کو | جس طرح ٹوک دے، کوئی غصہ مین شیر کو |

ڈھال پر تلوار کو آسانی سے روک لینا، ؎

| | |
|---|---|
| یون روکتے تھے ڈھال پہ تیغ جہول کو | جس طرح روک لے کوئی شہزور بھول کو |

خزان کے موسم مین پتون کی حالت،

ع پتے برنگ چہرۂ مدقوق زرد تھے۔

(۵) بعض جگہ تشبیہ سے مبالغہ مقصود ہوتا ہے، اس قسم کی تشبیہین میر صاحب کے ہان نہایت اعلی درجہ کی پائی جاتی ہین، اگرچہ فی الحقیقت اُن سے تشبیہ کی اصل غرض نہین حاصل ہوتی کیونکہ مبالغہ خود ایسی چیز ہے جو اصلیت سے دور کر دیتی ہے۔

گرمی کی شدت کا بیان، ؎

| | |
|---|---|
| گرداب پر تھا شعلۂ جوالہ کا گمان | انگارے تھے حباب، تو پانی شرر فشان |
| مُنہ سے نکل پڑی تھی ہر اک موج کی زبان | تہ مین تھے سب نہنگ مگر تھی لبوں پہ جان |

پانی تھا آگ گرمی روز حساب تھی
ماہی جو سیخ موج تک آئی کباب تھی

اب ہم چند اشعار ہر قسم کی تشبیہ کے ایک جا نقل کرتے ہین، جن سے اندازہ ہوگا کہ میر صاحب نے تشبیہین کیا کیا لطافتین اور نزاکتین پیدا کی ہین ؎

| | |
|---|---|
| کہنی سے دونون ہات جدا تن سے سر جدا | ہر نخل قد کی شاخ جدا اور ثمر جدا |

www.urduchannel.in



| | | | |
|---|---|---|---|
| | ہر سنگ ریزہ نور سے دُرِ خوش آب تھا | | لہرین جو تھین کرن ۔ تو ہمنور آفتاب تھا |

ع ہم لوگ زمانہ مین حُبابِ لبِ جو ہین ہ

| | | | |
|---|---|---|---|
| | ہلنے لگے درخت لرزنے لگے جبال | | سبزہ نہ تھا کھڑے تھے بدن پر زمین کے بال |

ع چلنے مین نیزے کانپتے تھے مثل پارے پر ہ

| | | | |
|---|---|---|---|
| | یہ غیظ تھا عمر کی طلب سے دلیر کو | | جس طرح ٹوک دے کوئی غصہ مین شیر کو |
| گھوڑے کی تعریف | سرعت مین تھا ہرن تو دغا مین ہژبر تھا | وله | پستی مین سیل تھا تو بلندی مین ابر تھا |
| | پھولون کے سبز سبز شجر سرخ پوش تھے | وله | تھالے بھی نخل کے سبدِ گل فروش تھے |
| | اک گھٹا چھا گئی ڈھالون سے سپاہون کی | وله | برق ہر صف مین چمکنے لگی تلوارون کی |

ع لہراتی ہے کیا نہر مثالِ شکمِ مار۔

ع افلاک ہنڈولے کی طرح تھے تہ و بالا ہ

| | | | |
|---|---|---|---|
| | یا رب ترا نامِ پاک جپنے کے لئے | | گویا اک ہڈیون کا مالا ہون مین |
| | اژدر گری زمین پہ سنان اس نکان سے | وله | گرتا ہے جیسے تیرِ شہاب آسمان سے |
| | گر میان تھی، تو تیغ دمِ امتحان نہ تھی | وله | یہ طرفہ بات تھی کہ دہن تھا زبان نہ تھی |
| | یون جلوہ گر زرہ مین تنِ سرخ فام تھا | وله | گویا بچھا ہوا چمنستان مین دام تھا |
| | چپ ہون مگر زبان ہے وہی اپنے کام مین | وله | گویا کہ ذوالفقارِ علی ہے نیام مین |
| | ناخن نے دکھایا جو رخ جلوہ گر اپنا | وله | شرما کے مہِ نو نے جھکایا ہے سر اپنا |

ع رہوار کیا، ہوا پہ سلیمان کا تخت تھا۔

پلکون اور آنکھون کی تشبیہ — ع بیٹھا ہے شیر پنجہ کو ٹیکے ترائی مین ہ

| | | | |
|---|---|---|---|
| | کالی وہ ڈانڈ اور وہ چمکتی ہوئی سنان | | غل تھا کہ اژدہا ہے نکالے ہوئے زبان |

ع ذرّے نہ تھے زمین پہ سونے کے پھول تھے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| | کھا کھا کے اوس اور بھی سبزہ ہرا ہوا | | تھا موتیون سے دامن صحرا بھرا ہوا |

ع کھلتی تھین اور حبابون کی آنکھین جھپکتی تھین۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| | جل کر کبھی بڑھا کبھی پیچھے سرک گیا | | شعلہ تھا آگ کا کہ بجھا اور بھڑک گیا |

ع اعدا کا لہو تیغ کی باچھون مین بھرا تھا۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| | تلوارین منہ چھپائے تھین سایہ مین ڈھال کے | | خنجر بھی رہ گئے تھے زبانین نکال کے |
| | غل ہوا جنگ کو اللہ کے پیارے نکلے | ولہ | اے فلک دیکھ زمین پر بھی ستارے نکلے |
| گھوڑا | سیماب تھا زمین پہ فلک پر سحاب تھا | ولہ | دریا پہ موج تھا تو ہوا پر عقاب تھا |
| | آیا گیا فرس جو سمٹ کر ادھر ادھر | | ڈھالون کا ابر رہ گیا پھٹ کر ادھر ادھر |
| | حملہ غضب ہے بازوے شاہ حجاز کا | | لنگر نہ ٹوٹ جاے زمین کے جہاز کا |
| | ڈر سے ہوا فرات کی موجون کو اضطراب | | اور آب مین سرون کو چھپانے لگے حباب |
| تلوار | کڑیون سے یون زرہ کی نکل جاتی تھی شتاب<br>سرکش تھے باد کبر سے جو خانمان خراب | | جس طرح دام سے نکل آتی ہے موج آب<br>خود اُن کے گر کے ٹوٹ گئے صورت حباب |
| گرمی کی شدت | خود نہر علقمہ کے بھی سوکھے ہوئے تھے لب | ولہ | خیمے جو تھے حبابون کے تپتے تھے سب کے سب |
| تلوار کی ہیبت | ہر چند مچھلیان تھین زرہ پوش سر بسر<br>بھاگی تھی موج چھوڑ کے گرداب کی سپر | ولہ | منہ کھولے چھپتی پھرتی تھین لیکن ادھر ادھر<br>تھے تہ نشین نہنگ مگر آب تھے جگر |

دریا نہ تھمتا خوف سے اس برق تاب کے
لیکن پڑے تھے پانون مین چھالے حباب کے

ع ہوگیا جوڑ کے ہاتون کو جلاجل خاموش ۵

www.urduchannel.in



| | |
|---|---|
| تینون کی کچھ خبر تھی نہ ڈھالون کا ہوش تھا<br>خاک اُڑتی تھی منہ پر حرم شیر خدا کے | نیزہ ہر اک سوار کو اک بار دوش تھا<br>تھا چین پہ جبین فرش ہی جھونکون سے ہوا کے |

صنائع و بدائع

اگرچہ اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ بعض صنائع ایسے بھی ہین کہ اگر بے تکلفی سے آجائین تو کلام مین حسن پیدا ہوجاتا ہے لیکن عام حالت یہ ہے کہ اکثر صنائع و بدائع شاعری اور انشا پردازی کا دیباچۂ زوال ہین۔

میرانیس جس زمانے مین تھے، شاعری کا مدار صنائع و بدائع پر رہ گیا تھا، مبالغہ، ایہام اور مناسبات لفظی، یہی چیزین شاعری کا کمال خیال کیجاتی تھین، میرانیس کو انھین لوگون مین رہنا سہنا تھا، انہی سے داد سخن لینی تھی، اور زیادہ سچ یہ ہے کہ انہی کی قدردانی پر معاش اور ضروریات زندگی کا انحصار تھا، ایسی حالت مین کیونکر ممکن تھا کہ وہ زمانہ کی حکومت سے آزاد رہتے، وہ جانتے تھے کہ جس شاعری کو وہ زندہ کرنا چاہتے ہین صنائع و بدائع اسکے چہرہ کے داغ ہین، لیکن انہون نے مجبوراً اسکو گوارا کیا، یہ صرف قیاس نہین بلکہ مستند اور صحیح روایت سے ثابت ہے، میرے ایک معزز دوست نے خود میرانیس سے پوچھا کہ کیا آپ لفظی رعایتون اور صنائع و بدائع کو پسند کرتے ہین، انہون نے جواب دیا کہ "نہین، لیکن آخر لکھنو مین رہتا ہے"، تاہم میرانیس نے یہ کیا کہ جو صنعتین محض لغو تھین مثلاً صنعت اہمال اور لزوم مالایلزم وغیرہ وہ نہایت کم برتین اور جسقدر برتین ان سے صرف یہ ثابت کرنا تھا کہ اس جولانگاہ مین بھی وہ بھی حریفون سے پیچھے نہین، باقی صنعتون کو انہون نے اس طرح برتا کہ کلام کی اصلی خوبی یعنی برجستگی۔ صفائی اور سادگی مین فرق نہ آنے پائے۔ ہم اُن تمام صنعتون کی کچھ کچھ مثالین نقل کرتے ہین جو میر صاحب کے کلام مین پائی جاتی ہین۔

**ایہام** ،، کے یہ معنی ہین کہ ایک لفظ کے دو معنی ہون، ایک معنی مراد ہون، اور دوسرے معنی مراد نہون، لیکن مقدم اور مؤخر الفاظ سے اسکو مناسبت ہو، مثلاً ع اک پھول کا مضمون ہو تو سو رنگ سے باندھون،

www.urduchannel.in



رنگ کے دو معنی ہین، ایک تو وہی معمولی رنگ، دوسرے، طرح - قسم - طرز - یہان بھی پہلے معنی مراد ہین، یعنی پھول کے مضمون کو مین سو طرح سے باندھ سکتا ہون، یہان پہلے معنی مراد نہین، لیکن رنگ سے اسکو مناسبت ہے، یہ صنعت اگر بیساختگی اور بے تکلفی سے برتی جائے تو کلام مین نہایت حسن پیدا ہو جاتا ہے، قدما مین یہ صنعت بالکل متروک تھی، **سلمان ساوجی** نے اسکی ابتدا کی اور اس مین نہایت غلو کیا تاہم اکثر جگہہ نہایت بے تکلفی سے بھی استعمال کیا ہے -

سلمان کے بعد خواجہ حافظ کے کلام مین کہین کہین اسکا پتہ لگتا ہے، لیکن پھر کسی نے اسکی طرف توجہ نہین کی، اُردو مین ابتدا ہی سے اسکی طرف میلان رہا، میرانیس کے زمانہ تک اسکو رواج عام ہو چکا تھا، اور یہ صنعت مضمون بندی کی ایک بڑی عمدہ صنعت خیال کی جاتی تھی، میرانیس صاحب نے بھی عوام پسندی کی بنا پر یہ صنعت نہایت کثرت سے برتی ہے، لیکن اکثر جگہہ نہایت بے تکلفی سے ادا ہوئی ہے، چند مثالین ذیل مین درج ہین ؎

| | | |
|---|---|---|
| | جب تک یہ چمک مہر کے پرتو سے بجائے | اقلیم سخن میرے ہی قلمرو سے بجائے |
| | ہرچند کہ ہون خسرو اقلیم سخن | پر غیر دوات کچھ قلمرو مین نہین |
| | تعریف مین چشمہ کو سمندر سے ملا دون | قطرہ کو جو دون آب تو گوہر سے ملا دون |
| | کیا خوف ان کو نہر پہ گر روک ٹوک ہے | نیزہ نہین جو پاس تو اس مین بھی نوک ہے |
| تلوار کی زبان سے | بت توڑ دیے ہین جو سوے دیر گئی ہون | خندق کو تو دو دیا تہہ مین مٹی پیر گئی ہون |

ع چلاتی تھین یہ بیان کہ شہ جان بچائیے، (جان جن کو بھی کہتے ہین)

ع دم اور بڑھ گیا تھا لہو چاٹ چاٹ کے، (دم خون کو بھی کہتے ہین)

ع سب فوج کی تیغین تھین اور اک شاہ کا دم تھا، (دم تلوار کی باڑھ کو بھی کہتے ہین) ؎

| | |
|---|---|
| ڈھالون کا دور برچھیون کا اوج ہو گیا | ہنگام ظہر خاتمۂ فوج ہو گیا |

www.urduchannel.in



| | | |
|---|---|---|
| کچھ گل فقط نہ کرتے تھے ربِ علا کی مدح | | ہر خار کو بھی نوکِ زبان تھی خدا کی مدح |
| کم نہ کچھ مرتبہ آلِ عبا ہووے گا | ولہ | عاصیون کا اسی پردہ مین بھلا ہویگا |

ع اک ایک کوس راہ جبل مین پہاڑ تھا،

ع غل پڑگیا کہ گھاٹ پہ تلوار چل گئی،

ع سر دھڑ سے گر پڑا تو جسد کو خبر ہوئی،

ع ایسا گنہ کیا ہے کہ کچھ جسکی حد نہین، (حد گناہ کی سزا کو بھی کہتے ہین)

ع دریا لہو کا پھر گئی چار ہاتھ مین، ۵

| | | |
|---|---|---|
| پیدل مین تھی نہ جان، نہ دم تھا سوار مین | | ٹوٹی ہوئی صفین تھین بھلا کس قطار مین |
| ایسا کوئی طفلی مین نمودار نہ ہوگا | ولہ | بات ایسا تو جعفر کا بھی طیار نہوگا |
| اللہ رے سخن کی تیرے تاثیر انیس | ولہ | رو دیتے ہین مثل شمع جلنے والے |
| آکر بزمِ عزائے شہ مین رونا | ولہ | ہر آنکھ پہ فرض عین ہو جاتا ہے |

ع حسرت ہے کہ خواب مین بھی رویا کیجے، (عربی مین رویا کے معنی خواب کے ہین)

ع چُپ ہون مگر زبان ہے وہی اپنے کام مین، (کام فارسی مین تالو کو کہتے ہین)

ع آب بقا بھی ہو تو میرے کام کا نہین،

مبالغہ، قدما کے نزدیک مبالغہ اُس حد تک ممدوح تھا کہ کسی وصف کو ایک لطیف پیرایہ مین معمولی حالت سے کچھ بڑھ کر بیان کیا جائے، لیکن جب حد سے بڑھا تو عیب اور نقص ہو گیا، فنِ بلاغت کے امام، ابن قدامہ نے نقد الشعر مین اسکی مثال مین ابونواس کا یہ مصرعہ نقل کیا ہے ــ

یا امین اللہ عش ابداً، ـــــ اے خدا کے امین! تو ہمیشہ زندہ رہ،

امام موصوف نے لکھا ہے کہ کسی شخص کا ہمیشہ زندہ رہنا ناممکن ہے، اس لئے یہ مبالغہ معیوب

۱۲۲۹۴

www.urduchannel.in



اور قبیح ہے شعراے عرب، اس قسم کا مبالغہ کرنا چاہتے تھے تو پہلے امکان کی شرط لگا دیتے تھے، یعنی اگر یہ ممکن ہوتا تو یون ہوتا، ابو تمام کہتا ہے ؎

ولو انّ مشتاقاً تکلف فوق ما — فی وسعہ لمشی الیک المنبر

یعنی اگر کوئی مشتاق اپنی طاقت سے بڑھ کر کام کر سکتا، تو ممبر خود تیرے پاس چلا آتا، لیکن عرب مین بھی جب تکلف، اور تصنع زیادہ بڑھا اور صحیح مذاق مفقود ہوگیا تو مبالغہ کی یہی خوبی رہ گئی کہ مستبعد اور ناممکن ہو، اور جس قدر زیادہ ناممکن ہو، اسی قدر زیادہ اسکا کمال ہے، اب یہ حالت پہونچ گئی کہ سودا گھوڑے کی تعریف مین کہتے ہین ؎

روبرو سے اگر آئینہ کے اس گلگون کو — پھینکدے لیکے کبھی شرق سے تو غرب تلک
اتنے عرصہ مین پھر آئے تو اسے باور کر — عکس بھی آئینہ سے ہوئے نپائے منفک
ق

میر انیس کے زمانہ مین، مبالغہ کمال کی حد کو پہونچ چکا تھا اور یہ حالت ہوگئی تھی کہ جب تک مبالغہ مین انتہا درجہ کا استبعاد نہین ہوتا تھا، سامعین کو مزا نہین آتا تھا، مجبوراً میر صاحب نے بھی وہی روش اختیار کی لیکن چونکہ ان کی اصل فطرت مین سلامت روی اور اعتدال تھا، اس لئے اس میدان مین وہ اپنے حریف مرزا دبیر سے بہت پیچھے رہ گئے، اور یہی بات ہے جسکی بنا پر ان کے حریف کہتے ہین کہ وہ خیال بندی اور مضمون آفرینی مین مرزا دبیر کا مقابلہ نہین کر سکتے۔

بہر حال ان کے مبالغہ کا نمونہ یہ ہے، گرمی کی شدت کے بیان مین لکھتے ہین ؎

وہ لون وہ آفتاب کی حدت وہ تاب و تپ — کالا تھا رنگ دہوپ سے دن کا مثال شب
خود نہر علقمہ کے بھی سوکھے ہوئے تھے لب — خیمے جو تھے حبابون کے تپتے تھے سب کے سب

سرخی اڑی تھی پھولون سے، سبزی گیاہ سے
سایہ کنوین مین اترا تھا پانی کی چاہ سے

آب رواں سے منہ نہ اٹھاتے تھے جانور — جنگل مین چھپتے پھرتے تھے طائر ادھر ادھر

www.urduchannel.in



مردم تھے سات پردون کے اندر عرق مین تر
خسخانۂ مژہ سے نکلتی نہ تھی نظر
گر آنکھ سے نکل کے ٹھہر جائے راہ مین
پڑجائین لاکھ آبلے پائے نگاہ مین

آئینۂ فلک کو نہ تھی تاب و تپ کی تاب
چھپنے کو برق چاہتی تھی دامن سحاب
سب سے سوا تھا گرم مزاجون کو اضطراب
کانور صبح ڈھونڈھتا پھرتا تھا آفتاب
بھڑکی تھی آگ گنبد چرخ اثیر مین
بادل چھپے تھے سب کرۂ زمہریر مین

شیر اُٹھتے تھے نہ خوف کے مارے کچھار سے
آہو نہ مُنہ نکالتے تھے سبزہ زار سے
آئینہ مہر کا تھا مکدر غبار سے
گردون کو تپ چڑھی تھی زمین کے بخار سے
گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر
بھُن جاتا تھا جو گرتا تھا دانہ زمین پر

گرداب پر تھا شعلۂ جوالہ کا گمان
انگارے تھے حباب، تو پانی شرر فشان
مُنہ سے نکل پڑی تھی ہر اک موج کی زبان
تہ مین تھے سب نہنگ مگر تھی لبون پہ جان
پانی تھا آگ گرمی روز حساب تھی
ماہی جو سیخ موج تک آئی کباب تھی

گھوڑے کی تعریف

اس کی ثنا اگر کوئی لائے زبان پر
ساکن جو حرف ہو وہ نہ آئے زبان پر
گل کی طرح اشارے مین سو بار پھیر لو
بجلی ہے جس طرف دم پیکار پھیر لو
کاوے مین شکل گنبد دوار پھیر لو
نقطے کے گرد صورت پرکار پھیر لو
دوڑے بروئے آب تو پُتلی بھی تر نہو

www.urduchannel.in



آنکھون مین یون پھرے کہ مژہ کو خبر نہو

**حُسن التعلیل**، یہ ایک لطیف صنعت ہے، اسکی حقیقت یہ ہے کہ شاعر ایک ایسی چیز کو کسی چیز کی علت فرض کرتا ہے، جو درحقیقت اسکی علت نہین، مثلاً ؎

بھلائی جو کرے دنیا مین ہووے وہ پامال ||| لبِ ساحل جادہ کسیکو تو راہ مت بتلا

جادہ یعنی راستہ پامال ہوتا ہے، شاعر اسکی یہ وجہ قرار دیتا ہے کہ راستہ لوگون سے بھلائی کرتا ہے اس لئے پامال ہے، یہ ایک قسم کی تخئیل ہے اور اس لحاظ سے یہ صنعت عین شاعری ہے کیونکہ شاعری درحقیقت تخئیل کا نام ہے، اس صنعت مین اسوقت زیادہ لطافت پیدا ہوجاتی ہے جب وہ وصف بھی جسکی علتِ بیان کرنی ہے تخئیل پر مبنی ہو مثلاً میر انیس کا یہ شعر، ؎

ڈر سے ہوا فرات کی موجون کو اضطراب ||| اور آب مین سرون کو چھپانے لگے حباب

موجون کے اضطراب، اور حباب کے سر چھپانے کی علت، ڈر اور خوف کو قرار دیا ہے، لیکن موج کا اضطراب، اور حباب کا پانی مین سر چھپانا، خود کوئی واقعی چیز نہین، بلکہ شاعر نے موج کی حرکت کو اضطراب قرار دیا ہے اور حباب جو ٹوٹ جاتا ہے، تو اسکو فرض کیا ہے، کہ اُس نے پانی مین مُنہ چھپا لیا، اس صنعت کو میر انیس نے اکثر جگہہ نہایت خوبی سے برتا ہے،

گرمی کی شدت

ع تیغین برہنہ ہوگئی تھین جوم کر نیام، ؎

پیاسی جو تھی سپاہ خدا تین رات کی ||| ولہ ||| ساحل سے سر ٹپکتی تھین موجین فرات کی

یہ سُن کے تہلکہ صفِ اعدا مین پڑ گیا ||| ولہ ||| ٹوٹا یہ مورچہ وہ رسالہ بگڑ گیا
ہر غول مین علم سے علم جھک کے لڑ گیا ||| ||| جو رہ گیا نشان وہ خجالت سے گڑ گیا

ڈر سے نہ بڑھاتے تھے جو سرکش قدم اپنے ||| ولہ ||| تیغین بھی نیامون مین چرا تھین دم اپنے

تھم گیا، طبل وغا کی بھی، وہ آواز کا جوش ||| ولہ ||| ہو گیا جوڑ کے ہاتھون کو جلاجل خاموش

www.urduchannel.in



ع اکبر سے بھی وغا مین کچھہ آگے بڑھی رہی، (حضرت علی اکبر کی تلوار کی تعریف) ۵

ہر چند مچھلیان تھین زرہ پوش سر بسر — مونہہ کھولے چھپتی پھرتی تھین لیکن ادہر ادہر
بھاگی تھی موج چھوڑ کے گرداب کی سپر — تھے تہ نشین نہنگ، مگر آب تھے جگر

دریا نہ تھمتا خوف سے اس برق تاب کے
لیکن پڑے تھے پانون مین چھالے حباب کے

خاک اُڑتی تھی مونہہ پہ حرم شیر خدا کے — تھا چین بچھین فرش بھی جھونکون سے ہوا کے

ع ڈھالون کا یہ عالم تھا کہ چھپتی تھین پس پشت،

**صنعت طباق**، یعنی دو متضاد یا مقابل چیزون کو یکجا جمع کرنا، میر انیس نے اس صنعت کو اکثر برتا ہے اور نہایت بے تکلفی کے ساتھہ برتا ہے۔

ع کھلتا نہین کچھہ آپ نے کیون باندھے ہین ہتیار، ۵

| | | |
|---|---|---|
| بات باندھے ہوں مین لے عقدہ کشا ادرکنی | | پانون لغزش مین ہین مین سالے دست خدا ادرکنی |
| میری قدر کر اے زمین سخن | ولہ | کہ مین نے تجھے آسمان کر دیا |
| یہ فصل اور یہ بزم عزا یادگار ہے | ولہ | پیری کے ولولے ہین خزان کی بہار ہے |

ع گرمی یہ تھی کہ زیست سے دل سب کے سرد تھے، ۵

استادہ آب مین یہ روانی خدا کی شان — پانی مین آگ آگ مین پانی خدا کی شان

ع بانو! یہ رہے یاد ہمین بھول نجانا،

ع فاقے سے تین دن کے مگر زندگی سے سیر، ۵

پانی نہ تھا وضو جو کرین وہ فلک مآب — پر تھی رخون پہ خاک تیمم سے طرفہ آب
نیزہ ہلا کے شاہ پہ آیا وہ خود پسند — مشکل کشا کے لعل نے کھولے تمام بند

www.urduchannel.in



ع تو عالم و دانا ہے کہ مین ہیچدان ہون،

ع ثابت ہوا کب صفت اول ہوئی آخر،

ع پانی ہے میرے زور کے آگے ہوا کا زور،

ع قرآن مین کیا خفی ہے کہ ہم پر جلی نہین ؎

پیچھے کبھی قافلہ سے رہنا نہ انیس | اے عمر درازنا تیری کوتاہی ہے

ع نیزون سے کہین عقدکشا بند ہوا ہے،

٥ مراعات النظیر، یعنی الفاظ کی رعایت، یہ وہی صنعت ہے جو آج عوام شعرا کا سرمایۂ کمال ہے، اور جسکو مہذب ضلع جگت کہ سکتے ہین، امانت لکھنوی، اس شریعت کا پیغمبر ہے، اسکے مصحف کمال کی ایک آیت یہ ہے،

ع بھیڑے ملتے ہین آنکھین تری گرگابی پر،

منشی امیر احمد صاحب مرحوم فرماتے ہین، ؎

کبوتر نہوتا تھا جانے پہ راضی | تو بھیجا اُسے روغنِ قاز مل کر

چونکہ عوام کی تسخیر کا سب سے چلتا جادو یہی صنعت ہے، اور چونکہ لکھنو کی شاعری کے رگ و پے مین یہ صنعت سرایت کر گئی تھی، اس لئے میر انیس صاحب کے ہان بھی اسکی بہتات ہے، لیکن اتنی احتیاط ہے کہ ابتذال نہین آنے پاتا اور بعض جگہ تو واقعی اس سے لطف پیدا ہو جاتا ہے، فارسی شعرا نے بھی اسکو برتا ہے لیکن نہایت فصاحت کے ساتھ۔ مثلاً ؎

خواجہ حافظ: تا دلِ ہرزہ گرد من رفت بچین زلفِ او | زان سفر دراز خود قصد وطن نمی کند

سلمان: چشم بیمار ترا عین بلا مے بینم | لیکن ابروے تو چیزیست کہ بالاے بلاست

بہر حال میر انیس کی صناعی کے یہ نمونے ہین ؎

www.urduchannel.in



| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | اقلیم سخن میری قلمرو سے بجائے | | جب تک یہ چمک مہر کی پرتو سے بجائے | |
| | پھل ہم کو بھی ملجائے ریاضت کا ہماری | ولہ | ہر نخل برومند ہے یا حضرتِ باری | |

ع آتی ہوں میں سروں پہ ذرا فرق فرق سے، (تلوار کی زبان سے)

ع کیا مورچہ بندی تھی سپاہِ قتل سلیمان، ؎

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | تم ہات سے جاؤ گے تو بازو نہ ملے گا | | اصغر سے اگر اکبرِ مہرو نہ ملے گا | |
| | دریا کو خاک جانتا ہے ابن بوتراب | ولہ | فرماتے تھے حسینؑ کہ او خانمان خراب | |

ع آبِ بقا بھی ہو تو میرے کام کا نہیں،

ع یہ پھول کربلا کے بسانے کو آئے تھے،

ع کٹ کٹ گئے وہ سیف زبانی دکھا گئی، (تلوار) ؎

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | ہات اُٹھ گئے گر پاؤں بچا کر کوئی سر کا | | خالی نہ گیا وار کوئی تیغِ دو سر کا | |
| | پایا تھا ثباتِ قدم پاسے یداللہ | ولہ | اس ضعف میں لغزش سے نہ وہ پاؤں تھے آگاہ | |
| | سے چلئے اب چوبدارِ مرگ آیا ہے<br>کہیں کوثر کے تو چھینٹوں میں نہیں آیا ہے | | محتاجِ عصا ہوئے تو پیری نے کہا<br>کونسا باغ تجھے شاہ نے دکھلایا ہے | |

ع تہ میں تھے سب نہنگ، مگر تھی لبوں پہ جان،

ع کافر جو تھا تو ہات بھی مارا جنیو کا، ؎

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | دونوں میں نہیں ایک بھی جو رنگ سے واقف | | اب تک یہ لڑائی کے نہیں ڈھنگ سے واقف | |

ع سب فوج کی تیغیں تھیں اور اک شاہ کا دم تھا، ؎

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ؎ | لعل و غزال و گل، لب و رخسار و چشم شاہ<br>تیر و سنان و زرہ مژہ و سرمۂ نگاہ | | واللیل والضحیٰ، رخ روشن خطِ سیاہ<br>ابرو زلف در رخ شبِ قدر و ہلال و ماہ | لف و نشر |

چھپتی تھیں بھاگی جاتی تھیں گرتی تھیں خاک پر — قبضوں سے تیغیں جسم سے روحیں تنوں سے سر

**تفصیل** کٹ کٹ کے ذوالفقار سے گرتے تھے خاک پر — پہچوں سے ہاتھ شانوں سے بازو تنوں سے سر

قبضہ سے تیغ، بر سے زرہ ہات سے سپر — برچھی سے پھل، کمان سے زہ، زین سے تبر

**مہملہ** وہ طاہر و اطہر ہو اگر معرکہ آرا — معلوم ہو حملہ اسد اللہ کا سارا

آگاہ ہو کس طرح کہو عمر کو مارا — صمصام کا اک وار ہوا کس کو گوارا

واللہ گر اک دم کو وہ صمصام علم ہو

ہر روح کو اُس دم ہوس ملک عدم ہو

کس کا اسد اللہ سا ہوا والدم حوم — حلال ہم مالک کل طاہر و معصوم

صدر دوسرا رحم دل و سرور ممدوم — آسودہ ہر اک سالک و گمراہ و محروم

معصوم کا دلدار ہو سالار امم ہو ❖

اولاد کا اس عالم و عادل کا الم ہو

اس طرح کا والا ہمم اس طرح کا سردار — اس طرح کا عالم کا ممد اور مددگار

وہ مصدر الہام احد محرم اسرار — وہ اصل اصول کرم داور داد ار

حاصل۔ اگر اک مرد دل آگاہ کو مارا

مارا اگر اس کو اسد اللہ کو مارا

**تلمیع**، میر صاحب نے اس صنعت کو نہایت خوبی سے برتا ہے، وہ عربی فقروں کو اس خوبی سے اشعار میں لاتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے انگوٹھی پر نگینہ جڑ دیا ہے ۵

حُر پکارا بابی انت و امی یا شاہ — قابل عفو نہ تھے بندہ آثم کے گناہ

www.urduchannel.in



ع اے خداوند جہان خذ بیدی خذ بیدی - ۹

| | | |
|---|---|---|
| انصاف کا اس وقت طلبگار ہون تم سے | | ہے کون مراد آیہ کا اسئلکم سے |
| انھی رانڈون مین ہے اک دختر فرزند نبی | ولہ | خوگر سینہ دلبند رسول عربی |
| آفت فاقہ کشی سے بے پدری تشنہ لبی | | دمبدم لب پہ یہ ہے ابن ابی ابن ابی |
| حامی ہی سب کا کون حیات و ممات مین | ولہ | کسکی ثنا ہے سورۂ والعادیات مین |
| کسکے لیے اکملت لکم دینکم آیا | | اتممت علیکم کا مزا ہے کسے پایا |
| ہے انفسنا انفسکم کس سے اشارا | | اللہ نے کس گھر مین ستارے کو اتارا |

# انسانی جذبات یا احساسات

یہان تک جن محاسن کلام کا ذکر ہوا، وہ شاعری سے نہین، بلکہ بلاغت سے تعلق رکھتے تھے، شاعری جس چیز کا نام ہے، اسکی بحث اب شروع ہوتی ہے،،

یہ شاعری کی اصل روح و روان ہے، اور اگر مل صاحب کی راے تسلیم کی جاے تو صرف اسی چیز کا نام شاعری ہے، شاعری درحقیقت مصوری ہے - اور یہ ظاہر ہے کہ مادیات اور محسوسات کی تصویر کھینچنا اسقدر دشوار نہین جسقدر غیر محسوسات، اور غیر مادی اشیا کا نقشہ اتارنا مشکل ہے - ایک درخت کی تصویر کھینچنی ہو تو کسی قسم کی تخیل اور دیدہ وری کی ضرورت نہین - ٹہنیان - پھل - پھول - پتے - سب سامنے ہین، اور ہر شخص ان کو محسوس کرسکتا ہے مصور کا صرف یہ کمال ہے کہ ہر چیز کا پورا نقشہ کھینچدے - لیکن رنج - غم - جوش - محبت - غیظ - بیقراری - بیتابی - مسرت - خوشی، محسوس اور مادی چیزین نہین ہین - آنکھ ان کو محسوس نہین کرسکتی - البتہ دل پر اُن کا اثر ہوتا ہے - لیکن یہ اثر سب پر یکسان نہین ہوتا - اس لئے انکی ہو بہو اور اصلی تصویر اتارنا مشکل ہے -

www.urduchannel.in



میر انیس کا اصلی جوہر یہین آکر کھلتا ہے اور یہین اُنکی شاعری کی حد اُن کے ہمعصرون سے بالکل الگ ہو جاتی ہے۔ انسانی جذبات کی سیکڑون قسمین ہین۔ اور پھر ہر ایک کے مختلف مراتب اور مدارج ہین۔ مثلاً جذبات انسانی کی ایک قسم **محبت** ہے۔ لیکن محبت کے بھی مختلف اقسام اور مدارج ہین۔ باپ بیٹے کی محبت۔ بھائی بھائی کی محبت۔ یار آشنا کی محبت۔ آقا اور غلام کی محبت وغیرہ وغیرہ۔ میر انیس کے مرثیون مین نہایت کثرت سے ان جذبات، اور ان کے مختلف مدارج کا ذکر ہے، لیکن جس جگہ جس چیز کو لیا ہے اس کمال کے ساتھ اسکی تصویر کھینچی ہے کہ اسکا پورا نقشہ آنکھون کے سامنے پھر جاتا ہے۔

**مثال ۱**۔ حضرت امام علیہ السلام نے مدینہ سے جب سفر کیا تو تمام کنبہ ساتھ تھا۔ لیکن حضرت **صغرٰا** چونکہ بیمار تھین، اس لئے انکو ساتھ نہین لیا ہے۔ رخصت کے وقت جب گھر مین تشریف لا کے تو جانتے ہین کہ صغرا پر یہ راز ظاہر نہ ہونے پائے۔ لیکن یہ راز کب چھپ سکتا تھا۔ بہرحال حضرت امام حسین علیہ السلام خود صغرا سے رخصت ہونے کیلئے انکے پاس تشریف لے گئے صغرا کو اصرار ہے کہ مین تنہا نہین رہ سکتی، حضرت سمجھاتے ہین کہ تم اس بیماری کی حالت مین کیونکر چل سکتی ہو۔ وہ نہین مانتین۔ اسوقت باپ۔ بیٹی ماں۔ بھائی۔ بہنون پر محبت کا جو اثر ہے، اور جس طرح اسکا اظہار ہوا ہے اسکی تصویر اسطرح کھینچی ہے ۵

یہ کہتی تھی زینب کہ پکارے شہ عادل
طے شام تلک ہوگی کہین آج کی منزل
تیار ہین دروازے پہ سب ہودج و محمل
رخصت کرو لوگو کو بس اب رونے سے حاصل

چلتی ہے ہوا سرد ابھی وقتِ سحر ہے
بچے کئی ہمراہ ہین گرمی کا سفر ہے

رخصت کرو اُن کو کہ جو ہین ملنے کو آئے
تا دان **سکینہ** کہین آنسو نہ بہائے
کہہ دو کوئی گہوارہ **اصغر** کو بھی لائے
جانے کی خبر میری نہ صغرا کہین پائے

ڈر ہے کہین گھبرا کے دم اُسکا نہ نکل جائے

www.urduchannel.in



باتین کرو ایسی کہ وہ بیمار بہل جائے

سنکر یہ سخن بانو نے ناشاد پکاری ۔۔۔ مین لٹتی ہون کیسا سفر اور کیسی سواری
غش ہوگئی ہے فاطمہ صغرا مری پیاری ۔۔۔ یہ کس کے لئے کرتے ہین سب گریہ و زاری
اب کس پہ مین اس صاحب آزار کو چھوڑون
اس حال مین کس طرح سے بیمار کو چھوڑون

ماں ہون مین کلیجہ نہین سینہ مین سنبھلتا ۔۔۔ صاحب مرے دلکو ہے کوئی ہاتھون سے ملتا
مین تو اُسے لے چلتی پہ کچھ بس نہین چلتا ۔۔۔ رہ جاتین جو بہنین بھی تو دم اُسکا بہلتا
دروازے پہ تیار سواری تو کھڑی ہے
پر اب تو مجھے جان کی صغرا کی پڑی ہے

چلاتی تھی کبریٰ کہ بہن آنکھین تو کھولو ۔۔۔ کہتی تھی سکینہؑ کہ ذرا مُنہ سے تو بولو
ہم جاتے ہین تم اُٹھ کے بغلگیر تو ہو لو ۔۔۔ چھاتی سے لگو باپ کی دل کھول کے رو لو
تم جنکی ہو شیدا وہ برادر نہ ملے گا
پھر گھر مین جو ڈھونڈھوگی تو اکبر نہ ملے گا

ہشیار ہو کیا صبح سے بیہوش ہو خواہر ۔۔۔ اصغر کو کرو پیار کلیجے سے لگا کر
چھاتی سے لگو اُٹھ کے کھڑی روتی ہین مادر ۔۔۔ ہم روتے ہین دیکھو تو ذرا آنکھ اُٹھا کر
افسوس اسی طور سے غفلت مین رہوگی
کیا آخری بابا کی زیارت نہ کروگی

سنکر یہ سخن شاہ کے آنسو نکل آئے ۔۔۔ بیمار کے نزدیک گئے سر کو جھکائے
مُنہ دیکھ کے بانو کا سخن لب پہ یہ لائے ۔۔۔ کیا ضعف و نقاہت ہے خدا اسکو بچائے

www.urduchannel.in



جس صاحبِ آزار کا یہ حال ہو گھر مین
دانستہ مین کیونکر اُسے لیجاؤن سفر مین

کہکر یہ سخن بیٹھ گئے سیدِ خوشخو
اور سورۂ الحمد پڑھا تھام کے بازو

بیمار نے پائی گلِ زہرا کی جو خوشبو
آنکھونکو تو کھولا پہ ٹپکنے لگے آنسو

مان سے کہا مجھ مین جو حواس آئے ہین امان
کیا میرے مسیحا مرے پاس آئے ہین امان

مان نے کہا ہان ہان وہی آئے ہین میجان
جو کہنا ہے کہہ لو کہ یہان اور ہے سامان

دیکھو تو ادہر روتے ہین بی بی شہِ ذیشان
صغرا نے کہا اُنکی محبت کے مین قربان

وہ کون سا سامان ہے جو یون روتے ہین بابا
کُھل کر کہو کیا مجھسے جدا ہوتے ہین بابا

یہ گھر کا سب اسباب گیا کس لئے باہر
نہ فرش شہ ہے مسندِ فرزندِ پیمبرؐ

دالان سے کیا ہو گیا گہوارۂ اصغر
اُجڑا ہوا لوگو نظر آتا ہے مجھے گھر

کچھ مُنہ سے تو بولو مرا دم گھٹتا ہے امان
کیا سبطِ پیغمبر سے وطن چھٹتا ہے امان

شبیر کا مُنہ تکنے لگی بانوے مغموم
صغرا کے لئے رونے لگین زینب و کلثوم

بیٹی سے یہ فرمانے لگے سیدِ مظلوم
پردہ رہا اب کیا تمھین خود ہو گیا معلوم

تم چھٹتی ہو اسواسطے سب روتے ہین صغراؑ
ہم آج سے آوارہ وطن ہوتے ہین صغراؑ

اب شہر مین اک دم ہے ٹھہرنا مجھے دشوار
مین پا بہ رکاب اور ہو تم صاحبِ آزار

www.urduchannel.in



بچھڑ آتا ہے وہ گھر مین سفر مین جو ہو بیمار
تکلیف تمھین دون یہ مناسب نہین زنہار

غربت مین بشر کے لیے سو طرح کا ڈر ہے
میرا تو سفر رنج و مصیبت کا سفر ہے

دن جلتی ہے خاک اڑتی ہے گرمی کے ہین ایام
جنگل مین نہ راحت نہ کہین راہ مین آرام
بستی مین کہین صبح تو جنگل مین کہین شام
دریا کہین حائل کہین پانی کا نہین نام

صحت مین گوارا ہے جو تکلیف گزر جائے
اس طرح کا بیمار نہ مرتا ہو تو مر جائے

صغرا نے کہا کھانے سے خود ہی مجھے انکار
پانی جو کہین راہ مین مانگون تو گنہگار
کچھ بھوک کا شکوہ نہین کرنے کی یہ بیمار
تبرید فقط آپ کا ہے شربت دیدار

گرمی مین بھی راحت سے گزر جائے گی بابا
آئے گا پسینہ تپ اتر جائے گی بابا

کیا تاب اگر منہ سے کہون درد ہے سر مین
اُف تک نہ کرون بھڑکے اگر آگ جگر مین
جھولے سے بھی شب کو نہ کراہونگی سفر مین
قربان گئی چھوڑ نہ جاؤ مجھے گھر مین

ہو جاتا خفا راہ مین گر روئے گی صغرا
یان نیند کب آتی ہے جو وان سوئیگی صغرا

وہ بات نہوگی کہ جو بے چین ہون مادر
ہر صبح مین پی لون گی دوا آپ بنا کر
دن بھر مری گودی مین رہین گے علی اصغر
لونڈی ہون سکینہ کی نہ سمجھو مجھے دختر

مین یہ نہین کہتی کہ عماری مین بٹھا دو
بابا مجھے فضہ کی سواری مین بٹھا دو

www.urduchannel.in



شہ بولے کہ واقف ہے مرے حال سے اللہ — مین کہہ نہین سکتا مجھے درپیش ہے جو راہ
کھل جائیگا یہ راز بھی گو تم نہین آگاہ — ایسا بھی کوئی ہے جسے بیٹی کی نہو چاہ

ناچار یہ فرقت کا الم سہتا ہون صغرا
ہے مصلحتِ حق یہی جو کہتا ہون صغرا

اے نور بصر آنکھون پہ لیکر تجھے چلتا — تو مجھسے بہلتی مرا دل تجھ سے بہلتا
تب سے تجھے اور غم سے جگر ہے مرا جلتا — یہ ضعف کہ دم تک نہین سینے مین سنبھلتا

جز ہجر علاج اور کوئی ہو نہین سکتا
دانستہ تمھین ہاتھ سے مین کھو نہین سکتا

مُنہ تکنے لگی ماں کا وہ بیمار بصد غم — چتون سے عیاں تھا کہ چلین آپ تو ہے ہم
ماں کہتی تھی مختار ہین بی بی شہ عالم — میرے تو کلیجے پہ چھری چلتی ہے اسدم

وہ درد ہے جس درد کی چارا نہین صغرا
تقدیر سے کچھ زور ہمارا نہین صغرا

صغرا نے کہا کوئی کسی کا نہین زنہار — سب کی یہی مرضی ہے کہ مرجائے یہ بیمار
اللہ نہ وہ آنکھ کسی کی ہے نہ وہ پیار — اک ہم ہین کہ ہین سب پہ فدا سب کے ہین غمخوار

بیزار ہین سب ایک بھی شفقت نہین کرتا
سچ ہے کوئی مردے سے محبت نہین کرتا

ہمشیر کے عاشق ہین سلامت رہین اکبر — اتنا نہ کہا مر گئی یا جیتی ہے خواہر
مین گھر مین تڑپتی ہون وہ ہین صبح سے باہر — وہ کیا کرین برگشتہ ہے اپنا ہی مقدر

پوچھا نہ کسی نے کہ وہ بیمار کدھر ہے

www.urduchannel.in



نہ بھائیون کو دھیان نہ بہنون کو خبر ہے

کیا ان کو پڑی تھی جو وہ غم کھانے کو آتے
ہوتی جو غرض چھاتی سے لپٹانے کو آتے
مین کون؟ جو صورت مجھے دکھلانے کو آتے
زلفین جو الجھتین تو سلجھوانے کو آتے
کل تک تو مرے حال پریشان پہ نظر تھی
تقدیر کے اس پیچ کی مجھکو نہ خبر تھی

مانوس سکینہؑ سے ہین عباسؑ دلاور
سر زد ہے خلق مین نوباوۂ شبیرؑ
مین کون ہون؟ جو میری خبر پوچھتے آکر
شادی مین بلائین مجھے یہ بھی نہین باور
سب دولہا بنے منہ کو چھپاتے ہین ابھی سے
مین جیتی ہون اور آنکھ چراتے ہین ابھی سے

کس سے کہون اس درد کو مین بیکس و رنجور
اماں کا سخن یہ ہے کہ بیٹی مین ہون مجبور
بہنین بھی الگ مجھسے ہین اور بھائی بھی ہین دور
ہمراہی بیمار کسیکو نہین منظور
دنیا سے سفر رنج و مصیبت مین لکھا تھا
تنہائی کا مرنا مری قسمت مین لکھا تھا

سب بیبیان رونے لگین سن سن کے یہ تقریر
لو صبر کرو کوچ مین اب ہوتی ہے تاخیر
چھاتی سے لگا کر اسے کہنے لگے شبیرؑ
منہ دیکھ کے چپ رہگئی وہ بیکس و دلگیر
نزدیک تھا دل چیر کے پہلو نکل آئے
اچھا تو کہا منہ سے پہ آنسو نکل آئے

بانو کو اشارہ کیا حضرت نے کہ جاؤ
آئے علی اکبرؑ تو کہا شاہ نے آؤ
اکبرؑ کو بلاؤ علی اصغرؑ کو بھی لاؤ
روٹھی ہے بہن تم سے گلے اس کو لگاؤ

www.urduchannel.in



چلتے ہوئے جی بھر کے ذرا پیار تو کر لو
لینے انہیں کب آؤ گے اقرار تو کر لو

پاس آن کے اکبرؑ نے یہ کی پیار کی تقریر
چلانے لگی چھاتی پہ منھ رکھکے وہ دلگیر

کیا مجھ سے خفا ہوگئیں جعفرؑ امری تقدیر
محبوب برادر ترے قربان یہ ہمشیر

صدقے ترے سر پر سے اُتارے مجھے کوئی
بل کھائی ہوئی زلفوں پہ وارے مجھے کوئی

رخساروں پہ سبزے کے نکلنے کے میں صدقے
افسوس سے ان ہاتھوں کے ملنے کے میں صدقے

تلوار لیے شان سے چلنے کے میں صدقے
کیوں روتے ہو اشک آنکھوں کے ڈھلنے کے میں صدقے

جلد آن کے بہنا کی خبر لیجیو بھائی
بے میرے کہیں بیاہ نہ کر لیجیو بھائی

پیارے مرے بیمار مرے مہرو علی اکبرؑ
یاد آئیگی یہ جسم کی خوشبو علی اکبرؑ

چھپ جائیں گے آنکھوں سے یہ گیسو علی اکبرؑ
ڈھونڈھیں گی یہ آنکھیں تمھیں ہر سو علی اکبرؑ

دل سینے میں کیونکر تہ و بالا نہ رہے گا
جب چاند چھپے گا تو اجالا نہ رہے گا

کیا کرے گی جب گھر سے چلے جاؤ گے بھائی
تشریف خدا جانے کب لاؤ گے بھائی

کیسے مجھے ہر بات میں یاد آؤ گے بھائی
کی دیر تو جیتا نہ ہمیں پاؤ گے بھائی

کیا دم کا بھروسا کہ چراغ سحری ہیں
تم آج مسافر ہو تو ہم کل سفری ہیں

ہاں سچ ہے کہ بیمار کا بستر نہیں جاتا
صحت سے جو ہیں اُن میں کہاں سر اٹھکانا

www.urduchannel.in



بھیّا جو اب آنا تو مری قبر پہ آنا
ہم گور کی منزل کی طرف ہونگے روانا

کیا لطف کسی کو نہین گر چاہ ہماری
وہ راہ تمھاری ہے تو یہ راہ ہماری

ہان بول یہ کیا کہتی ہے صغرا نے زبان
گھبرا کے نہ اب تن سے نکلجاے مری جان
بیکس مری بچّی ترا اللہ نگہبان
صحت ہو تجھے میری دعا ہے یہی ہر آن

کیا بھائی جدا بہنون سے ہوتے نہین بیٹا
کنبہ کے لیے جان کو کھوتے نہین بیٹا

مین صدقے گئی بس کہ کرو گریہ و زاری
اصغر مرا روتا ہے صدا سُن کے تمہاری
وہ کانپتے ہاتھون کو اُٹھا کر یہ پکاری
آ آ مرے ننھے سے مسافر ترے واری

چھٹتی ہے یہ بیمار بہن جان گئے تم
اصغر مری آواز کو پہچان گئے تم

تم جاتے ہو اور ساتھ بہن جا نہین سکتی
تپ ہے تمھین چھاتی سے بہن لپٹا نہین سکتی
جو دل مین ہے لب پر وہ سخن لا نہین سکتی
رکھ لون تمھین اماں کو بھی سمجھا نہین سکتی

بیکس ہون مرا کوئی مددگار نہین ہے
تم ہو سو تمھین طاقت گفتار نہین ہے

معصوم نے جسدم یہ سُنی درد کی گفتار
صغرا کی طرف ہاتھون کو لٹکا دیا اک بار
لے لے کے بلائین یہ لگی کہنے وہ بیمار
جُھک جُھک کے دکھاتے ہو مجھے آخری دیدار

دنیا سے کوئی دن مین گذر جائیگی صغرا
تم بھی یہ سمجھتے ہو کہ مرجائے گی صغرا

www.urduchannel.in



مثال ٢- انھی واقعات کو ایک اور موقع پر لکھا ہے ؎

باتین یہ ابھی تھین کہ شہ بحر و بر آئے ۔ دیکھا رخِ ہمشیر کو اور اشک بہائے
مان بیٹھی تھی صغرا کو جو چھاتی سے لگائے ۔ روتے ہوئے تشریف شہ دین وہین لائے
بیٹی شہ ذیجاہ کی تعظیم کو اُٹھی
بستر سے عصا تھام کے تسلیم کو اُٹھی

جلد اُسکے قریب آکے یہ کہنے لگے حضرت ۔ بیٹھو کہ ابھی اُٹھنے کی تم مین نہین طاقت
اک ضعف کی تصویر ہو ایسی ہے نقاہت ۔ کیون رات کو کیسی رہی بی بی کی طبیعت
تپ مین جو کراہی تھین تو گھبرائے تھے صغرا
بیہوش تھین تم شب کو بھی ہم آئے تھے صغرا

صحت دے تمھین حق یہی بابا کی دعا ہے ۔ اولاد کو راحت ہو تو جینے کا مزا ہے
اب بادیہ پیمائی سے ایذا ہے بلا ہے ۔ کیا جانئے شبیرؑ کی تقدیر مین کیا ہے
دل جلتا ہے جب تپ مین تمھین پاتا ہون صغرا
اس رنج سے مین اور گھلا جاتا ہون صغرا

ایسا سفرِ صعب اور اس طرح کا بیمار ۔ ڈر ہے کہ نہ بڑھ جائے کہین راہ مین آزار
کیا نرگسی آنکھون سے نقاہت ہے نمودار ۔ سب زرد ہے از مانِ حرارت سے تن زار
چہرے پہ کسی روز بحالی نہین پاتا
سرعت سے کبھی نبض کو خالی نہین پاتا

دم چڑھتا ہے بستر سے اُٹھاتی ہو اگر سر ۔ بی بی کہو محمل مین چڑھا جائے گا کیونکر
گھر مین تمھین پانی کی بھڑک رہتی ہے دن بھر ۔ پھر کیا ہو کسی دن جو نہ پانی ہو میسر ✣

www.urduchannel.in



تم جانے کے قابل نہین مین رہ نہین سکتا
شب سے ہے وہ تشویش کہ کچھ کہہ نہین سکتا

گھر مین تمھین چھوڑون یہ نہین جی کو گوارا
بچون مین کوئی تمسے زیادہ نہین پیارا

لیجاؤن تو بچنا نہین ممکن ہے تمھارا
مجبور ہون سب بے ہجر نہین اب کوئی چارا

فرقت مین سدا نالۂ و فریاد کرون گا
اُترون گا جو منزل پہ تمھین یاد کرون گا

صغرا نے کہا آپ کی الفت کے مین قربان
صدقے گئی صحت کا بھی ہو جائیگا سامان

پھر کس کو ہو گر آپ کو لونڈی کا نہ ہو دھیان
مولا کی توجہ سے ہے ہر اک درد کا درمان

جس پر نظر لطف مسیح دوسرا ہو
برسون کا ہو بیمار تو اک دم مین شفا ہو

قربان گئی اب تو بہت کم ہے نقاہت
بستر سے مین خود اُٹھ کے ٹہلتی بھی ہون حضرت

تپ کی بھی ہے شدت مین کمی روز بہ خفت
پانی کی بھی خواہش ہے غذا کی بھی ہے رغبت

حضرت کی دعا سے مجھے صحت کا یقین ہے
اب تو مرے مُنہ کا بھی مزا تلخ نہین ہے

کیون روتے ہو بابا یہ تردد کی نہین جا
پہلے سے کہے دیتی ہون آپ سے واللہ

سب سہل ہے کچھ مجکو نہین ہونے کی ایذا
مین خانۂ ویران مین نہین رہنے کی تنہا

اب روح مرے جسم مین گھبراتی ہے بابا
ان باتون سے کچھ بوئے فراق آتی ہے بابا

مرجاؤنگی بچھڑی جو مسیح دوسرا سے
صحت مجھے ہو جائیگی حضرت کی دعا سے

www.urduchannel.in



کٹ جائیگا اندوہ سفر فضل خدا سے
ہمسائے مین جان آگئی جنگل کی ہوا سے

سب ساتھ ہین روؤنگی نہ غم کھاؤن گی بابا
لیٹی ہوئی محمل مین چلی جاؤن گی بابا

شہ نے کہا تم حال سے میرے نہین آگاہ
مجبور نکلتا ہون مین اس شہر سے واللہ
آفت کا ہے بی بی یہ سفر خوف کی ہے راہ
بیمار ہو کس طرح سے لیجاؤن تمہین آہ

آزار رسیدہ ہون گرفتار بلا ہون
گھر چھوڑ کے جلادون کی سرحد مین چلا ہون

وہ صعب پہاڑون کا سفر اور وہ کڑے کوس
دن رات مسافر پہ کبھی دھوپ کبھی اوس
ایک ایک قدم رنج و الم حسرت و افسوس
ہوتا نہین جز خار کوئی آکے قدمبوس

آرام کہین راہ مین جانی نہین ملتا
جنگل ہین وہ پرہول کہ پانی نہین ملتا

تھوڑے ہی دنون ہوئیگی کنبے سے جدائی
پردیس سے اگر تمہین لیجائینگے بھائی
کی صبر نہ گر کوفے کی خلقت نے برائی
ممکن ہے کہ مین اور نکرون وعدہ وفائی

خوش ہونگا تم اب دل پہ اگر جبر کروگی
مرجاؤن گا جب مین تو نہ کیا صبر کروگی

ثابت ہوا صغرا پہ کہ اب ہم سے ہے گھر مین
بس پھر گئی تنہائی کی تصویر نظر مین
اک جوش ہوا آنسوؤن کا دیدۂ تر مین
صدمے سے کھٹک درد کی پیدا ہوئی سر مین

شکل اپنی شب ہجر جو دکھلا گئی اُس کو
کانپا یہ تن زار کہ تپ آگئی اُسکو

www.urduchannel.in



تھراتی ہوئی اُٹھہ کے گری شہ کے قدم پر
کی عرض کہ مرجاؤن گی یا سبط پیمبر
تنہائی مین بابا مرا دل بہلے گا کیونکر
سب بیٹیان ہین کیا مین نہین آپکی دختر
بے آپکے اس گھر مین نہ یا شاہ رہون گی
اچھا مین کنیزون ہی کے ہمراہ رہون گی

سب رونے لگے سُنکے یہ بیمار کی تقریر
چلائی سکینہؑ کہ مین صدقے مری ہمشیر
گھبرا کے یہ فرمانے لگے حضرتِ شبیرؑ
تم بیٹی کو سمجھاؤ کچھہ اے بانوئے دلگیر
کمسن ہین مسافر مجھے تشویش بڑی ہے
دن چڑھتا ہے اور آج کی منزل ہی کڑی ہے

یہ سنتے ہی بس مان کی تو چھاتی اُمڈ آئی
چلائی وہ ناشاد کہ سے ہے مری جائی
زینبؑ نے کہا گھر سے نکلتا ہے یہ بھائی
مرجانے سے کچھہ کم نہین صغرؔا کی جدائی
گھر لٹتا ہے کس طرح قیامت نہ بپا ہو
پہلا ہے یہ غم آگے خدا جانئے کیا ہو

آغاز سفر مین تو یہ ماتم ہے یہ کہرام
کیا دیکھین دکھاتا ہے اس آغاز کا انجام
جنگل ہو کہ بستی ہو کہان راحت و آرام
مان روئے گی بیٹی سے بچھڑ کر سحر و شام
بستی بھی ہے جنگل جو کلیجہ نہو بر مین
بھولے گی یہ دُہ چھوڑ دینگے اکیلا جسے گھر مین

صغراؔ نے کہا آپ کی باتون کے مین قربان
تم جان بچا لو کہ مین لونڈی ہون پھوپھی جان
بیٹی ہو علیؑ کی مری مشکل کرو آسان
جیتی رہی صغراؔ تو نہ بھولے گی یہ احسان
کچھہ بات بجز گریہ و زاری نہین کرتین

www.urduchannel.in



اماں تو سفارش بھی ہماری نہیں کرتیں

پیاری ہیں جو دو بیٹیاں وہ جائیں گی ہمراہ
بابا کو نہ اماں کو نہ بہنوں کو مری چاہ

کیا انس کہ میں گور کنارے بھی تو ہوں آہ
سب جیتے رہیں خیر ہمارا بھی ہے اللہ

چھوٹے سے نہ اب خاطر ناشاد کریں گے
میں قبر میں جب ہونگی تو سب یاد کرینگے

کیا خلق میں لوگوں کو کوئی ہوتا نہیں بیمار
زندہ ہوں پہ مردے کی طرح ہو گئی ناچار

ہے کونسی تقصیر کہ سب ہوگئے بیزار
کیوں بھاگتے ہیں سب مجھے ہے کونسا آزار

حیرت میں ہوں باعث مجھے کھلتا نہیں اسکا
وہ آنکھ چرا لیتا ہے منہ تکتی ہوں جس کا

تپ کیا مجھے آئی کہ پیام اجل آیا
چھوڑا اب مجھے سب نے جو سفر کا محل آیا

سچ ہے مری راحت کی بنا میں خلل آیا
کیا خوب مرے نخل تمنا میں پھل آیا

دل سخت کیا ان نے مجھے غم ہے اسی کا
سچ ہے کہ زمانے میں نہیں کوئی کسی کا

وہ چاہنے والا ہے مصیبت میں جو کام آئے
اس راہ میں ہمراہ کنیزیں تو ہوں اے وائے

میں سب کی ہوئی اور کوئی میرا نہوا ہائے
کنبے کی جو ہو چاہنے والی وہی رہ جائے

بیماری مزمن میں دوا خوب ہوئی ہے
تجویز مرے واسطے کیا خوب ہوئی ہے

تنہائی میں رونے سے اُٹھ جائیگی یہ تپ
تڑپونگی تو جائیگی یہ اعضا شکنی سب

ہاں درد بھی سر میں مرے ہوئیگا نہیں اب
بہتر یہی ترکیب ہے نسخہ یہی انسب

www.urduchannel.in



کم ہوگی حرارت الم و رنج و محن مین +
غم کہانے سے آجائیگی طاقت مرے تن مین

تنہائی مین شدت بہی ہوگی خفقان کی
تڑپونگی نہ فرقت مین امامِ دوجہان کی

بیمار کا دل بہلے گا وحشت سے مکان کی
شفقت مجہے یاد آئے گی بہنون کی مان کی

فرقت مین مری طرح جگر کس سے سنبہلتا
مین گہر مین نہوتی تو یہ گہر کس سے سنبہلتا

سب چاہنے والے ہین کرون کسکی شکایت
چہوڑا ہے مین بس دیکہلی امان کی محبت

بابا کی یہ تقریر ہے بہنونکی یہ صورت
بولین نہ پہوپہی جان بہی کچہہ واہ ری قسمت

فرقت کا الم مرے کلیجہ کو چہری ہے
سب اچہے ہین لوگو مری تقدیر بری ہے

عاشق مرے مشہور ہین بہیا کے مین واری
قاسم کو غرض کیا جو سنین گریہ و زاری

دو دن سے خبر بہی نہین لی آکے ہماری
مین کون ہو سکینہ ہے چچا جان کو پیاری

اللہ تو ہے گر کوئی غمخوار نہین ہے
مٹی مری کچہہ قبر کو دشوار نہین ہے

اُسوقت محبت مری ہوجائے گی خالی
لو مرگئی کہنے کی جو تہی چاہنے والی +

جب راہ مین خط پڑہ کے کہین گے شہ عالی
آباد جو حجرہ تہا وہ اب ہوگیا خالی

قسمت نے سنائی خبر مرگ سفر مین
وہ قبر مین سوئی جسے چہوڑ آئے تہے گہر مین

پہر ہم نہین ملنے کے کوئی لاکہہ ہو جو یا

سب رو کے کہین گے کہ اُسے ہاتہ سے کہویا

www.urduchannel.in



عالم سے وہ بیگانہ ہے جو قبر مین سویا
کیا نفع اُسے کوئی کڑھا یا کوئی رویا
پرسے کے لئے جمع ہوئے لوگ تو پھر کیا
پردیس مین کتنے نے رکھا سوگ تو پھر کیا

یان ذکر یہ تھا آئے جو روتے ہوئے اکبرؑ
سرخ آنکھین تھین اور زرد تھا غم سی رخ انور
چلائی بہن بھائی کی چھاتی سے لپٹ کر
اس سینے کے ان ہاتھونکے قربان یہ خواہر
فریاد ہے بے موت بہن مرتی ہے بھائی
تقدیر ہمین تمسے جدا کرتی ہے بھائی

بھیا مری تنہائی پہ آنسو نہ بہاؤ
وہ دن ہون کہ پھر خیر سے اس شہر مین آؤ
ہر چند یہ مشکل ہے کہ جیتا ہمین پاؤ
صدقے گئی پھر آنے کا وعدہ کئے جاؤ
عرصہ ہو تو خط لکھ کے طلب کیجیو بھائی
اب بیاہ مین مجھکو نہ بھُلا دیجیو بھائی

رونے کا اودھر غل تھا کہ فضہ یہ پکاری
تیار ہے ناموس محمد کی سواری
دروازے کے نزدیک ہے زینبؑ کی عماری
کیا دیر ہے اب آئے ید اللہ کی پیاری
ہر بار قناتون کے قریب آتے ہین عباسؑ
اب جلد سواری ہو یہ فرماتے ہین عباسؑ

شبیرؑ نے روکر کہا لو جاتے ہین صغراؑ
جلد آتے ہین یا خود تمھین بلواتے ہین صغراؑ
ہم سب تری تنہائی کا غم کھاتے ہین صغراؑ
جان اپنی نہ کھونا تمھین سمجھاتے ہین صغراؑ
قربان پدر آب و غذا ترک نہ کیجیو
بڑھ جائے گا آزار دوا ترک نہ کیجیو

www.urduchannel.in



بیٹی سے یہ فرما کے چلے قبلۂ عالم
ناموس محمد بھی چلے ساتھ بصد غم
صغرا ابھی چلی جاتی تھی روتی ہوئی باہم
ہمسائیاں باندھے ہوئے تھیں حلقۂ ماتم
راحت تھی جو سب گوشۂ ذیجاہ کے دم سے
اک پیٹتی تھی ایک لپٹتی تھی قدم سے

غل تھا شہ ابرار خدا حافظ و ناصر
رانڈوں کے مددگار خدا حافظ و ناصر
اے خلق کے سردار خدا حافظ و ناصر
محتاجوں کے غمخوار خدا حافظ و ناصر
دُکھ فاقوں کی غربت کے الم کس سے کہینگے
مشکل کوئی اب ہوگی تو ہم کس سے کہینگے

صغرا کو نقاہت سے نہ تھی طاقتِ رفتار
اُٹھی کئی بار اور گری در پہ کئی بار
جس ناقے پہ تھی بانوے ناشاد دل افگار
اُس ناقے کے پاس آ کے یہ چلائی وہ بیمار
قربان گئی آخری دیدار دکھا دو
اماں مجھے اصغر کو پھر اک بار دکھا دو

مضطر ہوئی سُنکر یہ سخن بانوے بے پر
پردے سے جگر بند کا مُنہ کر دیا باہر
بیٹی سے کہا دستِ پسر ماتھے پہ رکھکر
لو آخری تسلیم بجا لاتے ہیں اصغر
مُنہ زرد ہے رخساروں پہ آنسو بھی بہے ہیں
یہ نرگسی آنکھوں سے تمہیں دیکھ رہے ہیں

تھراتے ہوئے ہاتھ اُٹھا کر وہ پکاری
اس ہاتھ کے اس چاند سے اسکے میں واری
آخر کوئی دن میں ہے بس اب موت ہماری
بھیا نہیں جینے کی میں فرقت میں تمہاری
جب آ کے پھر اِس جھولے کو آباد کرو گے

www.urduchannel.in



تم بھی مری گودی کو بہت یاد کروگے

عباسؑ سے شہ نے کہا اے ثانی حیدرؑ — مرجائیگی اب فاطمہ صغرؑا مری دختر
حمالوں سے کہدو کہ بڑھیں اونٹوں کو لیکر — اسواریوں کے ساتھ رہیں قاسمؑ و اکبرؑ

احباب جو روتے ہیں تو غم کھاتے ہیں ہم بھی
سب شہر کے ناکے پہ پھتین آتے ہیں ہم بھی

## مثال ۳۔ حضرت علی اکبرؑ کی رخصت اور باپ ماں کی حالت سے

ہونو مرنے کو ہمشکل نبیؐ جاتا ہے — دولت بانوؑ بیکس پہ زوال آتا ہے
کیا الم ہے کہ جگر سینے مین تھراتا ہے — داغ بیٹے کا فلک باپ کو دکھلاتا ہے

ماں تڑپتی ہے شہ جن وبشر روتے ہین
کس جوان بیٹے سے ماں باپ جدا ہوتے ہین

بیٹا کیا جاتا ہے ہوتا ہے بھرا گھر برباد — ہوتی ہے دولت فرزند پیمبر برباد
کرتے ہین اپنی جوانی علی اکبرؑ برباد — جان کھوتا ہے پدر ہوتی ہے مادر برباد

داغ اولاد ہے یان صبر کا مقدور نہین
پہلے فرزند سے مرجائین تو کچھ دور نہین

ایسا بیٹا جسے اٹھارہ برس پالا ہے — گھر سے جاتا ہے وہی گھر کا جو اوجیالا ہے
تفرقہ چرخ ستمگر نے عجب ڈالا ہے — کیا کرین صبر کلیجہ ہی تہ و بالا ہے

دل کی بیتابی ہر اک آن سوا ہوتی ہے
روح ماں باپ کے قالب سے جدا ہوتی ہے

داغ اولاد نہین آہ اٹھایا جاتا — ایسا بیٹا نہین ہاتھوں سے گنوایا جاتا

www.urduchannel.in



درد وہ ہے کہ زباں پر نہیں لایا جاتا
زخم وہ ہے کہ جگر پر نہیں کھایا جاتا

داغ فرزند حسینؑ ابن علیؑ سے پوچھو
نوجوان بیٹے کا غم باپ کے جی سے پوچھو

سوچیں سب صاحب اولاد کہ کیا مشکل ہے
پہلے فرزند سے بابا کا جگر گھائل ہے
تا کجا صبر کہ ماں باپ کا آخر دل ہے
زخم اکبرؑ نے نہیں کھائے یہ ماں بسمل ہے

پار جب سینے سے برچھی کی انی ہووے گی
کیا غضب ہووے گا کیا سینہ زنی ہووے گی

باندھتا ہے وہ کمر اور کمر شاہ ہے خم
شانے سے شانے پہ رکھتا ہے کماں وہ ضیغم
تیغ سجتا ہے پسر باپ کے دم میں نہیں دم
تیر غم لگتے ہیں مادر کے جگر پر پیہم

تن پہ چار آئینہ سجنے کا وہاں ساماں ہے
چارپارا ہے جگر ماں کا پدر حیراں ہے

واقعی دولت اولاد عجب دولت ہے
نوجوان بیٹے کا مرنا ہی بڑی آفت ہے
اُسکو راحت ہے تو ماں باپ کو بھی راحت ہے
زندگی تلخ ہے پھر جینے کی کیا لذت ہے

اُسکا دل دیکھو چھٹے باپ سے جس کا بیٹا
اور بیٹا بھی تو ہمشکل نبیؐ سا بیٹا

ہیں مسیں بھیگتی اٹھارہ برس کا ہے سن
رنج میں کاٹی ہیں دکھ درد کی راتیں گن گن
منتیں مانی ہیں مادر نے مرادوں کے ہیں دن
پالنے والی کو چین آئے گا کیونکر اس بن

ماں کو حسرت ہے دلہن بیاہ کے گھر لانے کی
فکریاں عین جوانی میں ہے مرجانے کی

www.urduchannel.in



ماں کو منظور ہے جاوے نہ کہین نورِ نظر
اور فرزند کو درپیش ہے دنیا سے سفر
باپ کو غم ہے کہ چھٹتا ہے برابر کا پسر
سیدہی ہو سکتی نہین خم ہوی جاتی ہے کمر
بہائی کے واسطے قاسمؔ کی دُلہن روتی ہے
پکڑے دامانِ قبا چھوٹی بہن روتی ہے

رن کو جانے کیلئے بانوؔ کے جا ہین کہڑے
شوق ہے جنگ کا ہتیار لگائے ہین کہڑے
ہاتہہ جوڑے ہوئے گردن کو جھکائے ہین کہڑے
ماں سے مرنے کیلئے آنکھہ چرائے ہین کہڑے
شاہ خاموش ہین پر بول نہین سکتے ہین
کبھی بانوؔ کا کبھی بیٹے کا مُنہ تکتے ہین

دل سے فرماتے ہین یہ دیکھیے اب ہوتا ہے کیا
بانوؔ دیتی ہے کہ بیٹے کو نہین دیتی رضا
صبر کی جا نہین ہوتا ہے پسر ماں سے جدا
اب خدا خیر کرے ہے یہی مرجانے کی جا
جسم کانپے گا قلق ہوگا غش آجائے گا
حرفِ رخصت کا نہ بانوؔ سے سُنا جائے گا

بانوؔ کہتی ہے کہ کیا کہتے ہین اکبرؔ یا شاہ
اسکے جو دل مین ہے کچھہ آپ ہین اُس سے آگاہ
دیکھتی ہون مین کہ حضرت کی بھی حالت ہے تباہ
ماجرا کیا ہے یہ کچھہ مجھسے تو کہیئے للہ
مُنہ سے کچھہ کہتے نہین پاسِ ادب کرتے ہین
کون سی چیز ہے جو ماں سے طلب کرتے ہین

شاہ فرماتے ہین بانوؔ سے کہ اے نیک نہاد
رازداں ہوتی ہے ماں بیٹے کی با سوز نیاد
پوچھو اکبرؔ سے کہین گے جو کچھہ انکی ہے مراد
حق نہ ماں باپ کو دکھلائے فراقِ اولاد
تھا مقدر مین کہ سب ہووین جدا ہم دیکھین

www.urduchannel.in



اب بہی اُٹھ جائین جہان سے تو نہ یہ غم دیکھین

سنکے یہ بانو نے فرزند سے پوچہا رو رو — کیا کہا چاہتے ہو ماں سے تو اے لال کہو
ہاتھ کیون جوڑے ہو ان ہاتھون کے ماں صدقے ہو — کہا اکبرؑ نے رضا مرنے کی اماں ہمین دو

صبر فرماؤ کہ اب تم سے جدا ہون گے ہم
دودہ بخشو ہمین بابا پہ فدا ہون گے ہم

یہ سخن سنتے ہی فرزند سے ماں ہوگئی زرد — دہیان آیا کہ چلا ہاے پسر بہر نبرد
مردنی چہا گئی چہرے پہ اُٹھا دل مین درد — دیکھ منہ بیٹے کا کہنے لگی بھر کر دم سرد

تم سے بچہڑون گی تو واری مین کدہر جاؤنگی
پہر نہ رخصت کا سخن کہنا کہ مر جاؤنگی

کہا اکبرؑ نے کہ بہتر ہے نہ دیجے رخصت — خیر مرنے کو نہ جاوین گے نہ کیجے رخصت
میرے بابا سے ہوئے بہائی بہتیجے رخصت — مجھکو بہی دہیان یہ تہا آپ سے لیجے رخصت

ماں سے فرزند کو تکرار کا یارا کیا ہے
تابع حکم ہین ہم زور ہمارا کیا ہے

سب نے قربان کئے زہراؑ کے پسر پر فرزند — کٹ گئے تیغون سے کس کس کے جگر کے پیوند
مین نے چاہا تہا کہ ہو آپ کا بہی نام بلند — پر تعجب ہے کہ آئی نہ مری عرض پسند

آپ کہتی ہین بچاؤ تو بچا دین گے ہم
اپنے ہمچشمون کو پہر منہ نہ دکہا دین گے ہم

جائیے گا سوئے یثرب تو بچائے گا غلام — کام بابا کے نہ آئے تو وطن سے کیا کام
خیمے کے لوٹنے کو آئے گا جب لشکر شام — قید ہم ہون گے کہ لڑنے کا یہی ہے ہنگام

www.urduchannel.in



آبرو پاتے جو سر تیغ سے کٹواتے ہم
طوق و زنجیر کی ایذا سے بھی چھٹ جاتے ہم

آج جو مرتے تو داخل شہدا مین ہوتے
لاش پہ کہتے ملک ہائے علیؑ کے پوتے
پائینتی باپ کے آرام سے رن مین سوتے
حشر تک ہم کو عزادار جہان مین روتے

جو ہے منظور ہمین آپ کو منظور نہین
اب بھی فرماؤ تو میدان وغا دور نہین

بولی مان ہوگئے آزردہ مین واری بیٹا
باپ پیارا ہے تمہین مان نہین پیاری بیٹا
گلہ آمیز یہ باتین ہین تمھاری بیٹا
دہیان اپنا ہے نہین فکر ہماری بیٹا

پہلو بابا کا تو آباد کیا چاہتے ہو
پالنے والی کو برباد کیا چاہتے ہو

علی اکبر میری محنت کی طرف دہیان کرو
چھوڑکر مان کو نہ تم کوچ کا سامان کرو
امان واری مری بستی کو نہ ویران کرو
پہر فدا ہوجیو پہلے مجھے قربان کرو

مرے بیٹے نہ قدم گھر سے نکالو بیٹا
اپنی مادر کا جنازہ تو اُٹھا لو بیٹا

مان کی تقریر سے مایوس ہوئے جب اکبرؑ
رکھدی تلوار لگے کہولنے ہاتھون سے کمر
اشک آنکھون سے بہے چاند سے رخسارون پر
بانو گہبرا گئی ٹکڑے ہوا زینبؑ کا جگر

لے کے بیٹے کی بلائین کہا کیون روتے ہو
لو نہ روکونگی مین کاہے کو خفا ہوتے ہو

روکے کہنے لگے بیٹے سے امام خوشخو
مان تو دیتی ہے رضا مرنے کی آزردہ نہو

www.urduchannel.in



پہر کہا بانو سے اب مرنے کی رخصت انہیں دو
تہا مقدر مین یہی صبر کرو شکر کرو

یہ دعا مانگو کہ تڑپے نہ کلیجا میرا
آزماتا ہے مرے صبر کو مولا میرا

تمنے اٹھارہ برس کھینچے ہین گو رنج و تعب
بانو پر خواہشِ تقدیر سے ناچار ہین سب
اس کا مین کون ہون تم کون ہو جو مرضی رب
زور کیا ہے جسکی امانت تہی وہ کرتا ہے طلب

اب نہین جینے کے عمر اتنی ہی یہ لائے تہے
خلق مین داغ دکہانے کو یہان آئے تہے

شہ نے سمجہایا تو بانوؑ نے کہا یہ رو کر
کیون گرم ہوتے ہو غصے سے صدقے اور
مان سے چلتے ہوئے آزردہ نجاؤ اکبرؑ
خیر جو مرضی ہے اچہا کرو دنیا سے سفر

اب تو راضی ہوئے مادر سے مین واری بیٹا
آگے آؤ کہ بلائین لون تمہاری بیٹا

سنکے مان سے یہ سخن قدمون پہ فرزند گرا
عرض کی آپ سے روٹھون مرا مقدر ہے کیا
مان نے چہاتی سے لگا کر کہا صدقے بیٹا
جاؤ رخصت بہی کیا دودہ بہی تمکو بخشا

غم نہ کہنا کہ یہ مان رو رو کے مرجائے گی
ساتہ دو باپ کا مان کی بہی گذر جائیگی

کہکے یہ روئی جوان بیٹے کو چہاتی سے لگا
غل ہوا بانوؑ نے دی مرنے کی اکبر کو رضا
خاک پر سید سجادؑ نے سر سے پٹکا
رو کے چلانے لگین بہنین کہ ہے ہے بہیا

کچہہ زبان سے علی اصغر جو نہ کہہ سکتا تہا
جہولے سے رو رو کے بہائی کی طرف تکتا تہا

www.urduchannel.in



کہتی تھی پیٹ کے سر زینبِ مضطر ہے ہے — نوجوان مرنے چلا بھائی کا دلبر ہے ہے
بائو لوٹی گئی برباد ہوا گھر ہے ہے — ہم سے پردیس میں چھوٹے علی اکبرؑ ہے ہے
پاس کوئی نہیں تنہا شہ مظلوم ہوئے
ہائے نانا کی زیارت سے بھی محروم ہوئے

چھوڑ کر روتا انہیں خیمے سے اکبرؑ نکلے — پیچھے فرزند کے روتے ہوئے سرور نکلے
پرعجب حال سے ہمشکل پیمبر نکلے — مُڑ کے تکتے تھے کہ خیمے سے نہ مادر نکلے
ماں کے رونے کی جو کانوں میں صدا آتی تھی
ٹکڑے ہوتا تھا جگر چھاتی پھٹی جاتی تھی

در پہ موجود سواری کو جو تھا اسپ عقاب — جوڑ کر ہات کہا شاہ سے باچشم پُرآب
فدوی اسوار ہو لیجائیں جو تشریف جناب — بولے شہ تم چڑھو گھوڑے پہ میں تھاموں رکاب
باپ نے پاؤں کو گر ہاتھ لگایا تو کیا
کاندھے پر چڑھتے تھے گھوڑے پہ چڑھایا تو کیا

## مثال ۴۔ حضرت امام زین العابدینؑ اپنے بھائی علی اکبرؑ کو رخصت کر رہے ہیں ؎

فضہ سے کہا، کیا ہوا؟ کیسی ہے یہ زاری — سر پیٹ کے وہ خادمۂ خاص پکاری
شبیرؑ اکیلے ہیں، غضب ہوگیا، واری — اب جاتی ہے رن کو علی اکبرؑ کی سواری
ماں خاک اڑاتی ہے، پھوپی غش میں پڑی ہیں
سب بیبیاں حلقہ کیے گرد انکے کھڑی ہیں

فرمایا عصا لا کہ برادر سے مل آئیں — غازی سے مجاہد سے دلاور سے مل آئیں
دریائے شہادت کے شناور سے مل آئیں — شبیرؑ کے پیارے علی اکبرؑ سے مل آئیں

www.urduchannel.in



بھائی کا نہین کوچ یہ رخصت ہے نبیؐ کی
ہم آپ چلین گے کہ زیارت ہے نبیؐ کی

نقّہ نے عصا دے کے، جو بازو کو سنبھالا
خم ہو گیا تھا، درد کمر سے قد والا
بستر سے اُٹھا کانپ کے وہ گیسوؤن والا
تھرّا کے پڑا پاون کہین، اور کہین ڈالا

اشک آنکھون سے بہتے تھے، گریبان قبا پر
ہر بار ٹھہر جاتے تھے، سر رکھ کے عصا پر

آواز حزین تھی کہ میری جان برادر
ہم آتے ہین ٹھہرے رہو، اک آن برادر
بیمار برادر ترے قربان برادر
ذی قدر برادر، میرے ذیشان برادر

بھائی سے بغلگیر تو ہوتے ہوئے جاؤ
ہم روئین تمہین، تم ہمین روتے ہوئے جاؤ

عابدؑ کی طرف دیکھ کے دوڑے علی اکبرؑ
سجادؑ نے فرمایا کلیجے سے لگا کر
آنکھون کو، ہاتھون سے قدمون پہ رکھا سر
گردن مین، میرے ڈال دو باہون کو برادر

شانے کے قرین، زلف معنبر رہے، بھائی
چہرہ میرے چہرہ کے برابر رہے، بھائی

اے روشنی خانۂ زہراؑ ترے صدقے
اے تشنہ لب، اے بیکس و تنہا ترے صدقے
اے باپ کے عاشق، میرے شیدا، ترے صدقے
اے رہرو فردوس معلا، ترے صدقے

گھر آج اُجڑتا ہے، لُٹے جاتے ہین بھائی
ہم قافلہ والون سے چھٹے جاتے ہین بھائی

مثال ۵- حضرت امام حسینؑ بہن، بیٹی، اور بیوی سے رخصت ہوتے ہین-

www.urduchannel.in



روتے ہوئے حرم مین گئے قبلۂ انام
تر تھی لہو سے لخت جگر کی قبا تمام
رخ زرد دل مین درد بدن سرد تشنہ کام
طاقت نہ قلب مین نہ بدن مین لہو کا نام
یہ درد تھا بکا مین کہ دل ٹکڑے ہوتے تھے
یہ حال تھا کہ رونے پہ دشمن بھی روتے تھے

پیارے نہ تھے حسینؑ علیہ السلام کے
لائی حرم سرا مین ہین ہاتھ تمام کے
تھرارہے تھے پاؤن شہ تشنہ کام کے
سر دوش پر تھا زینبؑ عالی مقام کے
فرماتے تھے ہین علی اکبرؑ گذر گئے
ہم ایسے سخت جان تھے کہ اب تک نہ مر گئے

پرسا تمہین شہید کا دینے کو آئے ہین
کس کس کے داغ آج جگر پر اٹھائے ہین
پیٹے ہین خاک اڑائی ہے آنسو بہائے ہین
یہ ہم تمہارے لال کے خون مین نہائی ہین
سر تھا حسینؑ بیکس و تنہا کی گود مین
بیٹے کی جان نکلی ہے بابا کی گود مین ؀

سر بار دوش ہے ہمین رخصت کرو بہن
اب عنقریب خیمۂ عصمت ہین تیغزن ؀
مردے پڑے ہوئے ہین عزیزون کے بے کفن
پامال ہو نہ لاشۂ فرزند صف شکن
محجوب ہم ہین قاسمؑ بے پر کی روح سے
شرمندگی ہے تو علی اکبرؑ کی روح سے

یہ سنکے بی بیون کے جگر پر چھری چلی
زینبؑ زمین پہ گر کے پکاری کہ یا علیؑ
سرِ خفی جہان کے ہین سب آپ پر جلی
جاتا ہے سرکشون مین یہ کونین کا ولی
بیکس کو آسرا ہے پسر کا نہ بھائی کا

www.urduchannel.in



آقا یہی تو وقت ہے مشکل کشائی کا

صدقے گئی پسر کے بچانے میں کد کرو
فرزند فاطمہؑ کی بلائیں کو رد کرو
دریا کو چھین لو حق زہراؑ اسند کرو
یا شیر حق مقام مدد ہے مدد کرو
پانی پہ جنگ آگ لگی ہے یہ دہر میں
حصہ پسر کا کیا نہیں مادر کے مہر میں

یا مصطفی بلا میں پھنسا ہے تمہارا لال
یا شیر ذوالجلال دکھاؤ انہیں جلال
یا فاطمہؑ میں لٹتی ہوں بکھراؤ سر کے بال
یارب الٹ دے آج یہ سب عرصہ قتال
پھر کیا کسی سے کام ہے سب سے جدا رہوں
بھائی کو اپنے لے کے میں جنگل میں جا رہوں

فرمایا شہ نے صبر بہن چاہیے تمہیں
خالق کی یاد مثل علیؑ چاہیے تمہیں
لب پر رضا رضا کا سخن چاہیے تمہیں
جو ماں کا تھا چلن وہ چلن چاہیے تمہیں
ہر بار پوچھتے تھے سبب آہ سرد کا
شکوہ کیا علیؑ سے نہ پہلو کے درد کا

یہ سچ ہے کہ تم کو محبت ہے اے بہن
کیا کیجیے ناگزیر یہ فرقت ہے اے بہن
پیارے تمہارے بھائی کی رخصت ہے اے بہن
دنیا مقام رنج و مصیبت ہے اے بہن
ہووے نہ یاد حق کبھی گو حال غیر ہو
اس کی ظفر ہے خاتمہ جس کا بخیر ہو

دیکھا یہ کہہ کے بالی سکینہؑ کو پاس سے
لپٹی وہ دوڑ کر شہ گردوں اساس سے

۱؎ یعنی پوشیدہ و ظاہر ۱۲

www.urduchannel.in



طاقت نہ تھی کلام کی ہر چند پیاس سے
بولی وہ تشنہ کام شہ حق شناس سے
کیا اس بلا کے بن سے تہیہ سفر کا ہے
صدقے گئی بتاؤ ارادہ کدھر کا ہے

فرمایا شہ نے ہاں سفر ناگزیر ہے
آؤ گلے لگو کہ یہ صحبت اخیر ہے
اب آرزوے قرب خداے قدیر ہے
تنہا ہیں ہم سپاہ مخالف کثیر ہے
طے ہو یہ مرحلہ جو اعانت خدا کرے
جسکا نہ کوئی دوست ہو بی بی وہ کیا کرے

سنکر مصیبت پدر بیکس و حزین
بولی بلائیں باپ کی لیکر وہ مہ جبین
نکلو بلا کے بن سے کہیں یا امام دین
آقا سوا حضور کے میرا کوئی نہین
صدقے گئی مدینے چلو یا نجف چلو
للہ ساتھ لے لو مجھے جس طرف چلو

شہ نے کہا کہ بند ہین راہین پدر نثار
پھیلی ہوئی ہے چار طرف فوج نابکار
پیدل نکلنے پاتا ہے کوئی نہ سوار
اس دشت کین مین قید ہے اختیار کا یادگار
قاصد جو میرے نام کا خط لیکے آتے ہین
سر کاٹ کر درختون مین لٹکائے جاتے ہین

عمو تمہارے چھوڑ گئے ہمکو جان بلب
بی بی قدم پہ گر کے رہین کون رو سکا اب
دربن مین چل بسے ہین بنے قاسم بے سبب
مرنا شباب مین علی اکبر کا ہے غضب
تھے جتنے زندگی کے حلاوت وہ چھٹ گئے
دو تین گھر بھرے ہوئے اکدم مین لٹ گئے

www.urduchannel.in



| | |
|---|---|
| بی بی یہان سے اہل وطن ہین قریب تر | پر میری بیکسی کی نہین ایک کو خبر |
| بھیجے ہین شیعیان یمن نے بھی نامہ بر | لیکن حسینؑ تک نہوا ایک کا گذر |

قریون سے بھی مدد کو جو نکلا وہ گھر گیا
لشکر بنی اسد کا قریب آکے پھر گیا

| | |
|---|---|
| گھیرا ہے اس لئے مجھے اس بن مین بیگناہ | تا مجھ تک آسکے نہ کوئی میرا خیر خواہ |
| نہ دوست نہ عزیز نہ غمخوار نہ سپاہ | ہمراہی سب عدم مین وطن دور گھر تباہ |

مجھسا بھی کوئی بیکس و بے پر بشر نہو
مر کر نہ دفن ہون تو کسیکو خبر نہو

| | |
|---|---|
| جانا ہے دور شب کو جو آنا نہوا ادھر | ضد کرکے رو کیو نہ ہمین چاہتی ہو گر |
| پہلے پہل سے ہے آج شب فرقت پدر | سو رہیو مان کی چھاتی پہ غربت سے رکھکے سر |

راحت کے دن گذر گئے یہ فصل اور ہے
اب یون بسر کرو جو یتیمون کا طور ہے

| | |
|---|---|
| ننھے سے ہاتھ جوڑکے بولی وہ تشنہ کام | بتلایئے سبب کہ یتیمی ہے کسکا نام |
| آنکھون سے خون بہاکے یہ کہنے لگے امام | کھل جائیگا یہ درد و الم تم پہ تا بہ شام |

بی بی نہ پوچھو کہ یہ مصیبت عظیم ہے
مر جائے جس کا باپ وہ بچہ یتیم ہے

| | |
|---|---|
| بُندے سے اتارو طوق پڑا ہو پدر نثار | چھپنا کہین جو لوٹنے آئین ستم شعار |
| چلائیو نہ این ابی کہہ کے باربار | دشمن ہمارے نام کا ہے شمر نابکار |

لو الوداع جاتے ہین اب قتل گاہ مین

www.urduchannel.in



سونپا تمھین خدا و نبی کی پناہ مین

یہ کہہ کے پیاری بیٹی سے دیکھا ادھر ادھر — پوچھا کدھر ہین بانوے ناشاد و نوحہ گر
فضہ نے عرض کی کہ ادھر پیٹتی ہین سر — رخصت کی ہی حضور کے انکو نہین خبر

اب ہر گھڑی گھڑی علی اکبر کا نام ہے
چلیے ذرا کہ کام اب ان کا تمام ہے

رکھی تھی لا کے لاش پسر آپ نے جہان — منہ اس زمین پہ ملتی ہین اور ہی لبون پہ جان
کرتی ہین اٹھہ کے آہ تو ہلتا ہے آسمان — نعرہ یہ ہے کہ ہاے علی اکبر جوان

واری گئے نہ قبر مین امان کو گاڑ کے
جنگل بسا دیا مری بستی اجاڑ کے

روتے ہوئے وہان جو گئے شاہ خوشخصال — دیکھا کہ غش ہین خاک پہ بکھرے ہوئے ہین بال
شبیر بیٹھہ کر یہ پکارے بصد ملال — اے شہربانو ہوش ہین آؤ یہ کیا ہے حال

سچ ہے فلک نے تم کو بڑے دکھہ دکھائے ہین
صاحب اٹھو ہم آخری رخصت کو آئے ہین

سنکر صدا حسینؑ کی چونکی وہ نوحہ گر — کی عرض سر جھکا کے قدم پر بچشم تر
تنہا حضور آئے ہین باندھے ہوئے کمر — صاحب کہان ہے منتون والا مرا پسر

ایسے نہین وہ دکھہ مین جدا ہون جو باپ سے
اپنے مرادون والے کو مین لونگی آپ سے

اے جان فاطمہ مرا پیارا کہان گیا — امان کی زندگی کا سہارا کہان گیا
وہ تین دن کے پیاس کا مارا کہان گیا — سیدانیون کی آنکھون کا تارا کہان گیا

www.urduchannel.in



مرتی ہون اپنے سروسہی قدکو دیکھہ لون
اِک بار پہر شبیہ محمدؐ کو دیکھہ لون

وہ گورا گورا چاند سا مکھڑا دکہائین پہر ‏ ‏ لے لون مین گیسوؤن کی بلائین تو جائین پہر
مجہکو تو خیریت سے غرض ہے نہ آئین پہر ‏ ‏ خوشبو مین تن کی سونگھہ لون جنگل بسائین پہر

تڑپے گا دل تو لے کے اجازت حضور سے
مین دیکھہ لون گی در پہ کہڑی ہو کے دور سے

بیخود تہی مین جب آئے تہے میدان سے ادہر ‏ ‏ کیا دیکہتی مجہے تو کچہ آتا نہ تہا نظر
سنبہلا ذرا جو دل تو بہڑکنے لگا جگر ‏ ‏ کب آئے کب گئے مجہے مطلق نہین خبر

آئے تو چپکے آئے گئے سب سے ملے ہوئے
باتین نہ پیار کی ہوئین نہ کچہ گلے ہوئے

گر ہین خفا تو آئین مین اُٹھہ کر نثار ہون ‏ ‏ اُنکی خطا نہین ہے مین تقصیروار ہون
دائی ہون اُنکی آپ کی خدمت گذار ہون ‏ ‏ اب رحم کیجیے کہ بہت بیقرار ہون

تکلیف گرچہ ہوگی شہ مشرقین کو
لے آئیے منا کے مرے نور عین کو

باتین یہ سُنکے کہنے لگے شاہ بحر و بر ‏ ‏ یارب جدا نہو کسی مان سے جوان پسر
بانوؑ کسے بُلاؤن کہان ہے وہ سیمبر؟ ‏ ‏ ہمشکل مصطفےٰؐ تو گئے فاطمہؑ کے گہر

ہر دکہہ مین صبر کرتے ہین جو حق شناس ہین
جس نے تمہین دیا تہا وہ اب اُسکے پاس ہین

جاگے ہوئے تہے رات کے نیند آگئی اُنہین ‏ ‏ ہے ہے منافقون کی نظر کہا گئی اُنہین

www.urduchannel.in



مخفی بہت کیا پہ اجل پاگئی اُنسین … صحرا سے کربلا کی فضا بہاگئی اُنہین

زندہ نہو گا لال اگر مر بہی جاؤ گی
اب تو کوئی گہڑی مین ہین بہی بناؤ گی

جاتے ہین ہم وہین کہ جہان ہے وہ لالہ فام … دے دو جو اپنے لال کو دینا ہو کچہہ پیام
سُنکر یہ ذکر ہوش مین آئی وہ تشنہ کام … سمجہی کہ گہر تباہ ہوا اب سے چلے امام

خنجر سے حلق شاہ کے کٹنے کا طور ہے
بستی اُجڑ کے تخت اُسے لٹنے کا طور ہے

دامن پکڑ کے شاہ کا بولی وہ دلفگار … اے ابن فاطمہؑ یہ کنیز آپ کے نثار
بعد آپ کے جو لوٹنے آئین ستم شعار … بیٹھے کہان یہ بیکس و غمگین و سوگوار

کچہہ حق مین اس کنیز کے فرما کے جایئے
صاحب کسی جگہہ مجہے ٹہلا کے جایئے

مین وہ ہون جو کہ قید مین آئی تہی یا امام … مشہور ہون کنیز امام فلک مقام
پاس آپکے ہے نانا کا اے قبلۂ انام … گر قید ہوگئی تو کہین گے یہ خاص و عام

بندی چلی ہے شام کو آل رسولؐ کی
دیکہو یہی ہوے علیؑ و بتولؑ کی

فرمایا شہ نے حافظ و حامی ہے ذوالجلال … زہرؑا کی بیٹیون کی رہو تم شریک حال
زینبؑ کو دیکہو سر پہ بہائی نہ دو نو لال … صاحب تمہارے ساتہہ ہی عابدؑ سا خوشخصال

بے وارثون کا وارث دو الی آلہ ہے
دیکہو ڈگے نہ پاؤن کہ مشکل کی راہ ہے

لو الوداع لاش پہ اب آکے روئیو
لیکن نہ خاک اڑا کے نہ چلا کے روئیو
زانو پہ سر کو شرم سے نہوڑا کے روئیو
قبر رسول پاک پہ ہاں جا کے روئیو

لٹنے میں صبر شکر تباہی میں چاہیے
رونا بشر کو خوف الٰہی میں چاہیے

**مثال ۵**، حضرت امام حسین علیہ السلام، اپنے بھائی عباس ع کے مرنے کی خبر سنکر رزمگاہ میں جاتے ہیں

دریا پہ سر برہنہ شہ بحر و بر چلے
صدمہ یہ تھا کہ ہاتوں سے تھامے کمر چلے
اکبر سنبھالے باپ کو با چشم تر چلے
یہ بھی ادھر چلے، شہ والا جدھر چلے

صدمہ ہے، ضرب غم سے دل پاش پاش پر
رونے کو بھائی جاتا ہے، بھائی کی لاش پر

صورت یہ شاہ کی ہے کہ زلفوں پہ خاک ہے
آلودہ غبار الم روئے پاک ہے
سوکھے لبوں پہ نالۂ روحی فداک ہے
اور تا کمر قبا کا گریبان چاک ہے

دست یسار بیٹے کے گردن میں ڈالے ہیں
شہ کو جھکے ہوئے علی اکبر سنبھالے ہیں

جب پانوں کانپتے تھے تو کہتے تھے رو کے شاہ
طاقت بدن کی لے گئے عباس آہ آہ
دریا نہ اتنا دور تھا اے میرے رشک ماہ
رستہ غلط کیا ہے کہ کچھ بڑھ گئی ہے راہ

ہے دور یاں سے یا مرا بھائی قریب ہے
کہتے ہیں، وہ "حضور! ترائی قریب ہے"

القصہ لائے باپ کو اکبر ترائی میں
زخمی ملاوہ شیر دلاور ترائی میں
پانی جو بوئے خون برادر ترائی میں
لاشے کے پاس گر پڑے سرور ترائی میں

www.urduchannel.in



گذری تھی عمر ہاتھ جسے جوڑتے ہوئے
دیکھا اُسی کو خاک پہ دم توڑتے ہوئے

مُنہ رکھکے مُنہ پہ بھائی کے بھائی نے دی صدا
اے شیر اے دلیر یہ بیکس ترے فدا
کیوں پتلیاں پھراتے ہو بھائی یہ کیا کیا
عباسؑ مین حسینؑ ہون دیکھو مجھے ذرا
میرا بھی حلق خشک ہے خنجر کے واسطے
بھائی کو چھوڑے جاتے ہو دم بھر کے واسطے

ٹھہرو عنانِ توسنِ عمر رواں نہ لو
ساتھی تھکا ہوا ہے رہِ کارواں نہ لو
کروٹ کراہ کر مرے آرام جاں نہ لو
لگتی ہے چوٹ دل پہ مرے ہچکیاں نہ لو
مرجاؤنگا مین ساتھ اگر چھوٹ جائے گا
بھائی مرا تو رشتہ جان ٹوٹ جائے گا

بولے یہ آنکھ کھول کے عباسؑ نامدار
آقا ہزار جان گرامی ترے نثار
یہ موت زندگی ہے زہے فخر و افتخار
نکلے جو گُل کے سامنے بلبل کی جان زار
دیدار دیکھنے مین نہ آتا تو موت تھی
پروانہ شمع کو جو نہ پاتا تو موت تھی

زانوے پاک نور خدا اور سرِ حقیر
عالم کا بادشاہ کجا اور کجا حقیر
ذرّے کو مہر کردیا اے آسمان سریر
تکیہ کسی کو بھی یہ ملا ہے دمِ اخیر
پایا یہ اوج ماں کی نہ بابا کی گود مین
معراج مل گئی شہ والا کی گود مین

رحمت نے رُخ کیا مری جانب حضور آگئے
لیکر رسولؐ جام شرابِ طہور آگئے

www.urduchannel.in



روشن ہو کیون نہ چشم جو خالق کا نور آئے
ایسا ہو سرور جو بالین پہ حور آئے
عشاق مر بھی جاتے ہین زخمی بھی ہوتے ہین
مین اب تو تندرست ہون کیون آپ روتے ہین

شہ نے کہا کہ لینے کو آئے ہین تمکو سب
سر خاک پر پٹک کے یہ بولا وہ جان بلب
عباسؑ چھوڑ جاؤ گے اب ہمکو ہے غضب
اے جانِ فاطمہؑ جگر سیدِ عرب
کس کس کو رو کیے کہ یہ اعدا کے ریلے ہین
صدمہ بڑا یہی ہے کہ حضرت اکیلے ہین

راحت کی راہ ہے سفرِ گلشنِ ارم
اب تک تو کب کے مر گئے ہوتے تڑپ کے ہم
صدمہ مگر ہے روح پہ اے قبلۂ امم
الفت یہ آپ کی ہے کہ اٹکا ہوا ہے دم
دنیا سے کوچ کرنے کو جی چاہتا نہین
اے بھائی جان مرنے کو جی چاہتا نہین

یہ کہکے چپ ہوئے تھے کہ اٹھا جگر مین درد
لین کروٹین تو بھر گئی زخمون مین رن کی گرد
رخسار سرخ سرخ جو تھے ہو گئے وہ زرد
منہ رکھکے شہ کے پانو پہ کھینچی اک آہِ سرد
دنیا سے انتقال علمدار ہو گیا
سردار فوج بیکس و بے یار ہو گیا

بھائی کے آگے بھائی تڑپ کر جو مر گیا
خنجر الم کا دل سے جگر تک اتر گیا
صدمہ غضب کا سبطِ نبیؐ پر گذر گیا
چلاتے تھے کہ شیر ہمارا کدھر گیا
لیتے تھے بوسے جھک کے تنِ پاش پاش کے
اٹھ اٹھ کے گرد پھرتے تھے بھائی کی لاش کے

www.urduchannel.in



جھک کر پکارتے تھے کہ بھیا صدا سناؤ
سر رکھ کے میرے زانو پہ گردن ذرا اُٹھاؤ
زینبؑ تمھین بلاتی ہین خیمے کے در پہ جاؤ
کب سے بلک رہی ہے سکینہ کو دیکھ آؤ
باتون مین پیار کی کہین تم سے گلا نہو
دریا پہ سو گئے ہو سکینہؑ خفا نہو

کیا ہے جو آنکھ بند کئے ہو حیا سے تم
کیا کچھ خفا ہو سبط رسولؐ خدا سے تم
اکثر ہمین بچاتے تھے لون مین ہوا سے تم
ہم اَٹ گئے ہین گرد تو جھاڑو قبا سے تم
ہے دوپہر کا وقت برادر یہ دھوپ ہے
سایہ کرو علم کا مرے سر پہ دھوپ ہے

اکبرؑ نے رو کے عرض یہ کی اے شہ زمان
رونے سے اب ملینگے نہ حضرت کے بھائی جان
لے چلیئے گھر مین لاش علمدار نوجوان
ایسا نہو نکل پڑین خیمہ سے بی بیان
دریا پہ ننگے سر کہین بنت علیؑ نہ آئے
فضہ کو ساتھ لے کے سکینہؑ چلی نہ آئے

اکبرؑ نے عرض کی کہ چلین اب شہ زمان
رو کر امام دین نے کہا جائین اب کہان
وان بھی مرے لئے وہی رونا ہے جو یہان
اپنا بھی گھر ہے اب وہی بھائی رہے جہان
اُٹھتے نہ تھے حسینؑ برادر کو چھوڑ کر
رکھا پسر نے پانون پہ سر ہاتھ جوڑ کر

فضہ کھڑی تھی خیمہ کے باہر جو بے خبر
حضرت کو اُس نے دور سے دیکھا برہنہ سر
پردہ اُلٹ کے خیمہ کا بولی وہ نوحہ گر
سیدانیو اُٹھو علم آتا ہے خون مین تر
اکبرؑ علم لیے ہین علیؑ کا نشان نہین

www.urduchannel.in



کوتل فرس تو آتا ہے وہ نوجوان نہین

ناگاہ سب کو دور سے آیا نظر نشان
تھا خاک سے بھرا ہوا وہ جلوہ گر نشان
گویا کہ تھا شبیہ الم سر بسر نشان
ڈوبا تھا خون سے پنجۂ پُر نور او نشان

چپ جاتا تھا پھریرے مین یون کانپ کانپ کے
روتا ہے جس طرح کوئی مُنہ ڈھانپ ڈھانپ کے

سمجھے یہ سب کہ بازوے عباسؑ کٹ گئے
سیدانیون کے غم سے لہو اور گھٹ گئے
بچّون کے ننھے ننھے جگر غم سے پھٹ گئے
رنگ اُڑ گئے رخون سے کلیجے اُلٹ گئے

ہر دل پہ برق رنج و غم و یاس گر پڑی
بچّون سمیت زوجۂ عباسؑ گر پڑی

اکبرؑ علم کو خیمے کے اندر جھکا کے لائے
سر اپنا پیٹتے ہوئے گھر مین حسینؑ آئے
چلّاتے تھے کہ بھائی کو بھائی کہان سے پائے
عاشق نے ساتھ چھوڑ دیا ہاے اے لٹے

چھینا اجل نے ہمکو ہمارے دلیر کو
لو بیبیو ترائی مین رو آئے شیر کو

لپٹی تو تھی علم سے سکینہؑ جگر فگار
ہے ہے علیؑ کے لعل کی رانڈ نہین تھی پکار
پرچم پہ یون لچکتا تھا پنجہ وہ بار بار
سر پیٹے جس طرح کوئی مظلوم سوگوار

تصویر حسرت و الم و یاس بن گیا
رایت بھی نخل ماتم عباسؑ بن گیا

زیر علم تھا زوجۂ عباسؑ کا یہ حال
ماتھا بھرا تھا خاک سے بکھرے ہوئے تھے بال
چلّاتی تھی کہ اے اسد کبریا کے لال
مین سر کو پیٹتی ہون تمہین کچھ نہین خیال

www.urduchannel.in



جاتا ہے یون جہان سے کوئی آنکھہ موڑ کے
مسکن کیا ترائی مین لونڈی کو چھوڑ کے

پرخون علم کے پاس تھے عباسؑ کے پسر — ٹکڑے گلے تھے کرتون کے تھرّاتے تھے جگر
مان نے جو طوق اُتارے تھے اور کان کے گہر — سہما ہوا تھا ایک تو اک پیٹتا تھا سر

زلفون پہ گرد تھی تو رخون پر غبار تھا
چہرون سے درد بے پدری آشکار تھا

چھوٹا یہ شہ سے کہتا تھا آنسو بہا بہا — بابا ہمارے گھر مین کب آئین گے ای چچا
آیا علم پر اُنکے نہ آنے کی وجہ کیا — چھوٹے سے رو کے تب یہ بڑے بھائی نے کہا

امان کی مانگ اُجڑ گئی صدمے گذر گئے
بھیا تمھین خبر نہین بابا تو مر گئے

دوڑا یہ سُنکے نہر کی جانب وہ بے پدر — رُو کر پکارے شاہ کہ بیٹا چلے کدھر
ننھے سے ہاتھہ جوڑ کے بولا وہ نوحہ گر — بابا کی لاش اُٹھانے کو جاتے ہین نہر پر

میت نہ اُٹھہ سکے گی تو خالی نہ آئین گے
دامن مین ہم کٹے ہوے ہاتھون کو لائینگے

**مثال ۶، علی اکبرؑ نزع کی حالت مین ہین، اور امام حسین علیہ السلام اُنکے پاس جاتے ہین ؎**

جس دم سنی حسینؑ نے یہ جانگزا صدا — صابر اگرچہ تھے پہ کلیجہ اُلٹ گیا
ہاتھون سے دل کو تھام کے دوڑے برہنہ پا — نعرہ کیا کہ اے علی اکبرؑ کرو نہین کیا

مل کر غریب و بیکس و تنہا سے جائیو
اے ضعیف باپ تو دنیا سے جائیو

www.urduchannel.in



ہے ہے مرے شفیق پسر مہربان پسر
مادر کا چین باپ کا آرام جان پسر
خوشرو پسر سعید پسر قدردان پسر
گلرو پسر شہید پسر نوجوان پسر
مقتل کدھر ہے کوئی بتاتا نہیں مجھے
اے نور عین کچھ نظر آتا نہیں مجھے

مجھکو غریب دشت بلا کہہ کے پھر پکار
اے شیر سید الشہدا کہکے پھر پکار
اک بار یا "شہ دوسرا" کہہ کے پھر پکار
صدقے ہو باپ یا ابتا کہکے پھر پکار
میری بھی جان تن سے ترے ساتھ جائیگی
مرجاؤں گا یہیں جو نہ آواز آئے گی

کچھ ہوش دست و پا کا نہیں بیحواس ہوں
غمگین ہوں مردہ دل ہوں حزیں ہوں اداس ہوں
زخمی ہے قلب کشتۂ اندوہ و یاس ہوں
دم توڑو تم تو ہے غضب اور میں نہ پاس ہوں
کیونکر قرار آئے دل ناصبور کو
لاؤں کہاں سے ڈھونڈ کے آنکھوں کے نور کو

دوڑے یہ بات کہکے جو سلطان بحر و بر
اٹھا یہ دل میں درد کہ خم ہوگئی کمر
بیٹے کی لاش باپ نے دیکھی لہو میں تر
دیکھا جو زخم منہ کے قریب آگیا جگر
تڑپے جو گر کے اور تڑپ کر ٹھہر گئے
غل پڑ گیا صفوں میں کہ شبیر مر گئے

ہوش آیا تین ساعت کامل کے بعد جب
آنسو بہا کے رکھدیے بیٹے کے لب پہ لب
دیکھا کہ مٹ رہی ہے شبیہ رسول رب
چلاتے تھے کہ چھوڑ چلے مجھکو ہے غضب
دل سے گلے لپٹنے کی حسرت نکال دو

www.urduchannel.in



باہین اُٹھا کے باپ کی گردن مین ڈال دو

اکبرؑ نے آنکھین کھول کے دیکھا رخِ پدر
گالون پہ اشک آنکھون سے ٹپکے ادہر اُدہر
فرمایا شہ نے زانو پہ رکھہ کر سرِ پسر
روتے ہو کسکے واسطے اے غیرتِ قمر
یان سے اُٹھا کے آل پیمبر مین لے چلین
غم مان کا ہے تو آؤ تمھین گھر مین لے چلین

کی عرض مہلت اتنی کہان اے شہِ اُمم
اب کیجیے قبلہ رو کہ نکلتا ہے تن سے دم
دولت ملی کہ دیکھہ لئے آپ کے قدم
غیر از غمِ فراق مجھے کچھ نہین ہے غم
ساتھہ آئے تھے جو چاہنے والے وہ دور ہین
روتا ہون اس لئے کہ اکیلے حضور ہین

شہ نے کہا مرے لئے بیٹا نہ روؤ بس
ہو گا جہان سے جاؤ مین تھوڑا سا پیش و پس
دنیا کی آرزو ہے نہ جینے کی کچھ ہوس
میرے لئے ہے اب دمِ خنجر ہر اک نفس
اکبرؑ ترے الم سے جگر چاک چاک ہے
جب تو نہو تو باپ کے جینے پہ خاک ہے

یہ بات سُنکے لینے لگا ہچکیان پسر
سوکھی زبان دکھائی کہ پیاسا ہون اے پدر
زردی اجل کی چھا گئی چہرے پہ سر بسر
دو بار لی کراہ کی کروٹ اِدہر اُدہر
دنیا سے انتقال ہوا نورِ عین کا
ہنگامِ ظہر تھا کہ لٹا گھر حسینؑ کا

نکلی ادہر تو جسم سے اکبرؑ کی جانِ زار
یان بیبیان ہوئین درِ خیمہ پہ بیقرار
فضہ پکاری ڈیوڑہی سے بڑھکر یہ ایک بار
اکبرؑ پہ کیا گذر گئی اے شاہِ نامدار

www.urduchannel.in



چھریاں غم و الم کی کلیجے پہ چلتی ہیں
جلد آئیے کہ حضرتِ زینبؑ نکلتی ہیں

گھبرا کے شاہِ دین نے اُٹھائی پسر کی لاش
لائے قریبِ خیمہ جو اُس سیمبر کی لاش
لپٹا لئے تھے کلیجے سے لختِ جگر کی لاش
غل پڑ گیا کہ آتی ہے رشکِ قمر کی لاش
زہراؑ کی بیٹیاں جو کھلے سر نکل پڑیں
سب بیبیاں خیام سے باہر نکل پڑیں

سر ننگے شہ کے گرد تھیں سیدانیاں تمام
بانوؑ پکارتی تھی کہ یا شاہِ تشنہ کام
تھے بیچ میں شہید کا لاشہ لئے امام
جیتا ہے یا جہان سے گیا میرا لالہ فام
منکا ڈھلا ہے ہونٹوں پہ سوکھی زبان ہے
اے جانِ فاطمہؑ مرے بچے میں جان ہے؟

زینبؑ تڑپ تڑپ کے یہ کہتی تھی بار بار
طاقت نہیں ہے آپ میں یا شاہِ نامدار
یہ لاش میری گود میں دیجے بہن نثار
صدقے گئی لرزتا ہے فاقوں سے جسمِ زار
شہ کہتے تھے یہ کام ہے مجھ خستہ جان کا
تجھ سے بہن اُٹھے گا نہ لاشہ جوان کا

لاشہ پسر کا خیمہ میں لائے امامِ پاک
شہ نے لٹا کے لاش جو کی آہِ دردناک
مسندِ رسولؐ حق کی بچھائی بروئے خاک
دل بی بیوں کے ہو گئے سینے میں چاک چاک
پہلے گمان تھا غش میں وغا کر کے آئے ہیں
آخر یقین سب کو ہوا مر کے آئے ہیں +

لاشے کے پاس ہائے پسر کہہ کے ماں گری
ہاتھوں سے دل پکڑ کے پھوپھی نیم جان گری

www.urduchannel.in



دل پر ہر اک کے برق غم نوجوان گری — غش ہو کے یان گری کوئی اور کوئی وان گری

چھوٹی بہن جو لاشے سے آکر لپٹ گئی
اک حشر ہو گیا صفِ ماتم اولٹ گئی

**مثال ۷** ، حضرت علی اکبرؑ نزع کی حالت میں امام حسین علیہ السلام کو پکارتے ہین اور وہ بدحواس قتلگاہ کی طرف جاتے ہین ۔ اُسوقت کی اضطرابی حرکات ، اور باپ بیٹے کی گفتگو

اُسنکر یہ استغاثۂ فرزند خوشخصال — سیّد نے آہ کی کہ ہلا عرش ذوالجلال
کھولے جناب فاطمہؑ کی بیٹیون نے بال — بانوؑ پکاری خیر تو ہے اے علیؑ کے لال

ہے ہے پسر سے کونسی مادر بچھڑ گئی
صاحب بتاؤ کیا مری بستی اُجڑ گئی

نیزے سے کسکے لال کا ؟ زخمی ہوا جگر — کرتے ہین کسکی لاش کو ؟ پامال اہل شر
کہتا ہے کون رن مین تڑپ کر پدر پدر — اب گھر سے مین نکلتی ہون ہے ہے مرا پسر

پردا نہ مجھسے کیجیے سب جانتی ہون مین
آواز یہ اُسی کی ہے پہچانتی ہون مین

بانوؑ کو تسکین دے کے چلے شاہ نامدار — وہ پیاس اور وہ دہوپ کا صدمہ وہ اضطرار
دل تھا اُلٹ پلٹ تو کلیجہ تھا بیقرار — اُٹھتے تھے اور زمین پہ گرتے تھے بار بار

چلاتے تھے شبیہ پیمبرؐ ہم آتے ہین
گھبرائیو نہ اے علی اکبرؑ ہم آتے ہین

آؤن کدہر کو اے علی اکبرؑ جواب دو — چلا رہی ہے ڈیوڑہی پہ مادر جواب دو
اکبرؑ برائے خالق اکبر جواب دو — بیٹا جواب دو مرے دلبر جواب دو

www.urduchannel.in



گرتے ہین ہم ثواب کا ہاتھون سے کام لو
بیٹا ضعیف باپ کے بازو کو تھام لو

کچھ سوجھتا نہین مین کدہر جاؤن کیا کرون
اے نور چشم تجکو کہان پاؤن کیا کرون
مضطر ہے جان، دل کسے سمجھاؤن کیا کرون
کیونکر پسر کو ڈھونڈ کے مین لاؤن کیا کرون

پایا تھا مدتون مین جسے خاک چھان کے
وہ لعل ہمنے کھودیا جنگل مین آن کے

بس اب خبر حسینؑ کی لے جلد اے اجل
اے جسم زار زیست کا باقی نہین محل
اے جان ناتوان، تن مجروح سے نکل
ہان اے نفس چھری کیطرح سے گلے پہ چل

چھوٹے نہ اُسکا ساتھ جو پیری کی آس ہو
لاشہ بھی لاشۂ علی اکبرؑ کے پاس ہو

جنگل سے بیحواس بہرے نہر پر گئے
وان بھی جو وہ گُہر نملا سوے بر گئے
دوڑے کسی طرف تو کسی جا ٹھہر گئے
تہالے نملے لہو کے برابر جدہر گئے

ٹپکا ہوا زمین پہ جگر کا لہو ملا
لیکن کہین نہ وہ پسر ماہرو ملا

جا کر صفون کے پاس پکارے باشک و آہ
ہے کسطرف مرے علی اکبرؑ کی قتل گاہ
اے ظالمون پہ شب کہ دن ہو گیا سیاہ
کس ابر مین چھپا ہے مرا چودہوین کا ماہ

تبلاؤن جان سے ہے کہ نہین جسم زار مین
زخمی پڑا ہے شیر مرا کس کچھار مین

لاش پسر کو ڈھونڈھتے تھے شاہ بحر و بر
سر پیٹنے کی جا ہے کہ ہنستے تھے اہل شر

www.urduchannel.in



کہتا تہا شمر اے پسر سید البشر　　کس کو حضور ڈہونڈہتے ہین، مر گیا پسر
خود ڈہونڈہ لیجیے جسد پاش پاش کو
بتلائین گے نہ ہم علی اکبر کی لاش کو

یہ سنکے کہینچ لی شہ والا نے ذوالفقار　　چمکی جو برق تیغ تو بہاگے ستم شعار
شہ کو نظر پڑا علی اکبر کا راہوار　　چلائے اے عقاب کدہر ہے ترا سوار
دکھلا دے مجھکو لاش مرے نور عین کی
کس دشت مین پڑی ہے بضاعت حسین کی

ملنے دے ان رکابون کے حلقون سے چشم نم　　ہے ہے اسی مین تہے مرے فرزند کے قدم
بوسے تری لگام کے لون مین اسیر غم　　اکبر کے ہاتہ مین تہی یہی باگ ہے ستم
ہے ہے وہ ہاتہ پائون مرے آفتاب کے
قربان تری لگام کے صدقے رکاب کے

گہوڑے نے ہنہنا کے سوئے دشت کی نظر　　یعنے کہ لاش آپکے پیارے کی ہے ادہر
جاتا تہا آگے آگے وہ تازی بچشم تر　　گہوڑے کے پیچہے پیچہے تہے سلطان بحر و بر
جنگل مین لاشۂ پسر نوجوان ملا
وہ مہ لقا ملا تو مگر نیم جان ملا

دیکہی عجیب حالت فرزند نوجوان　　پیکان گلے مین ہونٹون پہ نکلی ہوئی زبان
تن پر جراحت تبر و خنجر و سنان　　گردن تہی کج، پہری ہوئی آنکہون مین پتلیان
ٹاپون سے مرکبون کے جراحت پہٹے ہوئے
چہرہ سفید خاک مین گیسو اٹے ہوئے

www.urduchannel.in



ہچکی کے ساتھ کتنے ہیں وا کرکے چشم تر
اے جان جسم زار میں اور ایک دم ٹھہر
اے موت بے دلہن کی جوانی پہ رحم کر
اے درد تھم ذرا کہ پھٹا جاتا ہے جگر
پھر ایک بار سیدہ والا کو دیکھ لوں
مہلت بس اتنی دے کہ میں بابا کو دیکھ لوں

دشمن کو بھی نہ بیٹے کا لاشہ خدا دکھائے
حضرت زمیں پہ گر کے پکارے کہ ہائے ہائے
زندہ ہے یہ پیر جوان یوں جہاں سے جائے
اے لال تین روز کے فاقے میں زخم کھائے
شاید جگر کے زخم سے تم بیقرار ہو
زخمی تمھاری چھاتی پہ بابا نثار ہو

کیوں کھینچتے ہو پاؤں کو اے سرو گلعذار
کیوں ہاتھ اٹھا اٹھا کے پٹکتے ہو بار بار
آنکھیں تو کھولدو کہ مرا دل ہے بیقرار
بیٹا تمھاری ماں کو تمھارا ہے انتظار
بہنیں کھڑی ہیں در پہ بڑے اشتیاق میں
اکبر تمھاری ماں نہ جیے گی فراق میں

غش میں سنا جو ہیں علی اکبر نے ان کا نام
کس یاس کی نگاہ سے دیکھا سوئے خیام
سوکھی زباں دکھا کے یہ بولا وہ تشنہ کام
شدت یہ پیاس کی ہے کہ دشوار ہے کلام
اب اور کوئی دم کا پسر میہماں ہے
امداد یا حسینؑ کہ پانی میں جان ہے

فرمایا شہ نے اے علی اکبر میں کیا کروں
پانی نہیں ہے مجھکو میسر میں کیا کروں
گھیرے ہیں نہر کو یہ ستمگر میں کیا کروں
کچھ بس نہیں مرا مرے دلبر میں کیا کروں
اعدا نہ دینگے بوند اگر لاکھ کد کریں

www.urduchannel.in



بیٹا تمھاری ساقی کوثر مدد کریں

حضرت یہ کہتے تھے کہ چلا خلق سے پسر
اتنی زباں ہلی کہ خدا حافظ اے پدر
ہچکی جو آئی تھام لیا ہاتھ سے جگر
انگڑائی لیکے رکھدیا شہ کے قدم پہ سر
آباد گھر لٹا شہ والا کے سامنے
بیٹے کا دم نکل گیا بابا کے سامنے

لکھتا ہے ایک راوی غمگین و پر ملال
یعنی ادھر ہوا علی اکبرؑ کا انتقال
نکلی حرم سے ایک زن فاطمہؑ جمال
گویا جناب سیدہؑ کھولے ہوئے تھیں بال
تھی اس طرح سے رخ پہ ضیا اس جناب کے
حلقہ ہو جیسے نور کا گرد آفتاب کے

چلاتی تھی ارے مرا پیارا ہے کس طرف
اے آسمان وہ عرش کا تارا ہے کس طرف
اے ابر شام چاند ہمارا ہے کس طرف
اے ارض کربلا وہ سدھارا ہے کس طرف
ہے ہے سناں سے جان گئی میہمان کی
میت کدھر کو ہے مرے کڑیل جوان کی

اے میرے لمبے گیسوؤں والے کدھر ہے تو
ہے ہے مرے غریبی کے پالے کدھر ہے تو
واری کہاں لگے تجھے بھالے کدھر ہے تو
کیونکر پھوپھی جگر کو سنبھالے کدھر ہے تو
اٹھارواں برس تھا کہ موت آگئی تجھے
اے نور عین کس کی نظر کھا گئی تجھے

ہے ہے مرے سعید و رشید و متین جوان
خوشرو جوان غریب جوان مہ جبین جوان
صفدر جوان شکیل جوان نازنین جوان
کس نے تجھے مروڑ لیا اے حسین جوان

www.urduchannel.in



آغاز تھین مسین ابھی ایسے سن نہ تھے
بچے مرے ابھی ترے مرنے کے دن نہ تھے

یہ بین کرتی جاتی تھی وہ سوختہ جگر
جاتی تھی بیجو اسس ادھر سے وہ نوحہ گر

سیدانیون کا غول تھا پیچھے برہنہ سر
آئے اُدھر سے لاش لئے شاہ بحر و بر

دیکھا لہو رواں جو تنِ پاش پاش سے
سب بی بیاں لپٹ گیئن اکبرؑ کی لاش سے

## مناظرِ قدرت

عربی اور فارسی مین مناظرِ قدرت پر بہت کم لکھا گیا ہے، اور اُردو مین تو گویا اسکے پہلے اس کا وجود ہی نہ تھا، میر ضمیر نے سب سے پہلے اسس پر طبع آزمائی کی، لیکن وہ مضمون بندی اور استعارات کو کلام کا اصلی جوہر سمجھتے تھے، اسلیئے اصلی حالت نہ ادا کر سکے، میر انیس نے اس صنف پر اگرچہ صرف دو تین مرثیے لکھے ہین، لیکن جو کچھ لکھا ہے، کمال کے درجہ پر پہنچا دیا ہے۔

صبح کا سمان،

طے کر چکا جو منزلِ شب، کاروانِ صبح
گردون سے کوچ کرنے لگے اخترانِ صبح

ہونے لگا اُفق سے ہویدا نشانِ صبح
ھر سو ہوئی بلند صدائے اذانِ صبح

پنہان نظر سے روئے شبِ تار ہو گیا
عالم تمام مطلعِ انوار ہو گیا

خورشید نے جو رخ سے اُٹھائی نقابِ شب
انجم کی فرد فرد سے لے کر حسابِ شب

در کھل گیا سحر کا، ہوا بند بابِ شب
دفتر کشائی صبح نے اُلٹی کتابِ شب

گردون پہ رنگ چہرۂ مہتاب فق ہوا ٭
سلطانِ غرب و شرق کا نظم و نسق ہوا

یون گلشنِ فلک سے ستارے ہوئے عیان — چُن لے چمن سے پھولونکو جسطرح باغبان
آئی بہار مین گل مہتاب پر خزان، — مُرجھا کے رہ گئے ثمرِ شاخ کہکشان ٭

دکھلائے طور، بادِ سحر نے سموم کے ٭
پژمردہ ہو کے، رہ گئے غنچے نجوم کے ٭

چھپنا وہ ماہتاب کا وہ صبح کا ظہور — یادِ خدا مین زمزمہ پردازی طیور
وہ رونق اور وہ سرد ہوا، وہ فضا وہ نور — خنکی ہو جس سے چشم کو، اور قلب کو سرور

انسان زمین پہ محو، ملک آسمان پر
جاری تھا، ذکرِ قدرتِ حق، ہر زبان پر

وہ سرخی شفق کی اُدھر چرخ پر بہار — وہ بار ور درخت، وہ صحرا وہ سبزہ زار
شبنم کی وہ گلون پہ گہرہاے آبدار — پھولون سے سب بھرا ہوا دامانِ کوہسار

نافے کُھلے ہوے، وہ گلون کی شمیم کے
آتے تھے سرد سرد وہ جھونکے نسیم کے

تھی دشتِ کربلا کی زمین رشکِ آسمان — تھا دور دور تک شبِ مہتاب کا سمان
چھٹکے ہوے ستارون کا ذرّون پہ تھا گمان — نہرِ فرات بیچ مین تھی مثلِ کہکشان

سبزہ جو درخت تھا وہ نخلِ طور تھا
صحرا کے ہر نہال کا سایہ بھی نور تھا

ایک اور موقع پر لکھتے ہین ؎

پھولا شفق سے چرخ پہ جب لالہ زار صبح
کرنے لگا فلک زر انجم نثار صبح
گلزار شب خزان ہوا آئی بہار صبح
سرگرم ذکر حق ہوئے طاعت گزار صبح
تھا چرخ اخضری پہ یہ رنگ آفتاب کا
کھلتا ہے جیسے پھول چمن مین گلاب کا

چلنا وہ باد صبح کے جھونکون کا دمبدم
وہ آب و تاب نہر وہ موجون کا پیچ و خم
مرغان باغ کی وہ خوش الحانیان بہم
سردی ہوا مین پر نہ زیادہ بہت نہ کم
کھا کھا کے اوس اور بھی سبزہ ہرا ہوا
تھا موتیون سے دامن صحرا بھرا ہوا

وہ صبح نور اور وہ صحرا وہ سبزہ زار
چلنا نسیم صبح کا رہ رہ کے بار بار
تھے طائرون کے غول درختون پہ بے شمار
کوکو وہ قمریون کی وہ طاؤس کی پکار
وا تھے دریچے باغ بہشت نعیم کے
ہر سو روان تھے دشت مین جھونکے نسیم کے

آمد وہ آفتاب کی وہ صبح کا سمان
ذرون کی روشنی پہ ستارون کا تھا گمان
تھا جسکی ضو سے وجد مین طاؤس آسمان
نہر فرات بیچ مین تھی مثل کہکشان
ہر نخل پر ضیائے سر کوہ طور تھی
گویا فلک سے بارش باران نور تھی

وہ پھولنا شفق کا وہ مینائے لاجورد
رکھتی تھی پھونک کر قدم اپنا ہوائے سرد
مخمل سی وہ گیاہ وہ گل سبز و سرخ و زرد
یہ خوف تھا کہ دامن گل پر پڑے نہ گرد
دھوتا تھا دل کے داغ چمن لالہ زار کا

www.urduchannel.in



سردی جگر کو دیتا تھا سبزہ کچھار کا

ایک اور موقع پر بھی یہی سمان باندھتے ہیں ؎

وہ صبح اور وہ چھاؤں ستاروں کی اور وہ نور
دیکھے تو غش کرے، ارنی گوی اوج طور

پیدا گلوں سے قدرت اللہ کا ظہور
وہ جابجا درختوں پہ تسبیح خوان طیور

گلشن خجل تھے، وادی مینو اساس سے
جنگل تھا سب بسا ہوا پھولوں کی باس سے

ٹھنڈی ہوائیں سبزۂ صحرا کی وہ لہک
شرمائے جس سے اطلس زنگاری فلک

وہ جھومنا درختوں کا، پھولوں کی وہ مہک
ہر برگ گل پہ قطرۂ شبنم کی وہ جھلک

ہیرے خجل تھے، گوہر یکتا نثار تھے
پتے بھی ہر شجر کے جواہر نگار تھے

وہ نور اور وہ دشت سہانا سا، وہ فضا
دراج و کبک، و تیہو و طاؤس کی صدا

وہ جوشش گل، وہ نالۂ مرغان خوش نوا
سردی جگر کو بخشتی تھی صبح کی ہوا

پھولوں سے سبز سبز شجر سرخ پوش تھے
تھالے بھی نخل کے سبد گلفروش تھے

وہ دشت، وہ نسیم کے جھونکے وہ سبزہ زار
پھولوں پہ جابجا وہ گہرہائے آبدار

اٹھنا وہ جھوم جھوم کے شاخوں کا بار بار
بالائے نخل ایک جو بلبل تو گل ہزار

خواہاں تھے زیب گلشن زہراؑ جو آب کے
شبنم نے بھر دیئے تھے کٹورے گلاب کے

وہ قمریوں کا چار طرف سرو کے ہجوم
کوکو کا شور، نالۂ حق سرہ کی دھوم

www.urduchannel.in



سبحان ربنا کی صدا تھی علی العموم
جاری تھے وہ جو اُن کی عبادت کی تھی رسوم

کچھ گُل فقط نہ کرتے تھے ربّ عُلا کی مدح
ہر خار کو بھی نوکِ زباں تھی خدا کی مدح

چُھپ چُھپ کے بھی ہاتھ اُٹھا کے یہ کہتی تھی بار بار
اے دانہ کشِ ضعیفوں کے رازق ترے نثار

یا حی و یا قدیر کی تھی ہر طرف پُکار
تسبیح تھی کہیں، کہیں تہلیلِ کردگار

طائر ہوا میں مست، ہرن سبزہ زار میں
جنگل کے شیر گونج رہے تھے کچھار میں

**گرمی کا سماں** گرمی کا سماں شعرائے فارس نے باندھا ہے لیکن نہایت مبالغہ اور دور از کار خیالات سے کام لیا ہے۔ طالب آملی کا ایک قصیدہ ہے جس میں قصیدہ کی تشبیب، گرمی کے بیان سے شروع کی ہے ؎

چنان بخار زمین تیرہ ساخت آبِ زلال
کہ قطرہ بر لب جو می کند نیابتِ خال

ہوائے مہر ز تفسیدگی چنان گردید
کہ شعلہ را ز نسیم است بیمِ اضمحلال

مرزا صائب ایک قصیدہ میں گرمی کی شدت کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ؎

نیست این فوارہ ہر سو جلوہ گر در حوض ہا
کردہ است از تشنگی بیرون زبان خویش آب

ایک اور شاعر نے فرضی توجیہ خوب کی ہے ؎

گرد باد (بگولا)، از پئے آن سے جہد از جا کہ براہ
پائے می سوزدش از بسکہ زمین شد سوزان

میر انیس بھی، اگرچہ رواجِ عام کے اثر سے، نیچرل حالت سے، جابجا تجاوز کر گئے ہیں تاہم ان کا اصلی جوہر بھی نمایاں ہے ؎

وہ لون، وہ آفتاب کی حدت، وہ تاب و تب
کالا تھا، رنگ، دھوپ سے دن کا مثالِ شب

www.urduchannel.in



خود نہر علقمہ کے بھی سوکھے ہوئے تھے لب
خیمے جو تھے حبابوں کے تپتے تھے سب کے سب
اڑتی تھی خاک خشک تھا چشمہ حیات کا
کھولا ہوا تھا دھوپ سے پانی فرات کا

آب رواں سے منہ نہ اٹھاتے تھے جانور
جنگل میں چھپتے پھرتے تھے طائر ادھر ادھر
مردم تھے سات پردوں کے اندر عرق میں تر
خس خانۂ مژہ سے نکلتی نہ تھی نظر
گر آنکھ سے نکل کے ٹھہر جائے راہ میں
پڑ جائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں

کوسوں کسی شجر میں نہ گل تھے نہ برگ و بار
ایک ایک نخل جل رہا تھا صورت چنار
ہنستا تھا کوئی گل نہ لہکتا تھا سبزہ زار
کانٹا ہوئی تھی پھول کی ہر شاخ باردار
گرمی یہ تھی کہ زیست سے دل سب کے سرد تھے
پتے بھی مثل چہرۂ مدقوق زرد تھے

شیر اٹھتے تھے نہ دھوپ کے مارے کچھار سے
آہو نہ منہ نکالتے تھے سبزہ زار سے
آئینہ مہر کا تھا مکدر غبار سے
گردوں کو تپ چڑھی تھی زمیں کے بخار سے
گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر
بھن جاتا تھا جو گرتا تھا دانہ زمین پر

گرداب پر تھا شعلۂ جوالہ کا گماں
انگارے تھے حباب تو پانی شرر فشاں
منہ سے نکل پڑی تھی ہر اک موج کی زباں
تہ میں تھے سب نہنگ مگر تھی لبوں پہ جاں
پانی تھا آگ، گرمی روز حساب تھی
ماہی جو سیخ موج تک آئی کباب تھی

آئینۂ فلک کو نہ تھی تاب و تب کی تاب | چھپنے کو برق چاہتا تھا دامنِ سحاب
سب سے سوا تھا گرم مزاجوں کو اضطراب | کافورِ صبح ڈھونڈھتا پھرتا تھا آفتاب

بھڑکی تھی آگ گنبدِ چرخِ اثیر میں
بادل چھپے تھے سب کرۂ زمہریر میں

جو لوگ کہتے ہیں کہ میر انیس کے ہاں خیال آفرینی اور مضمون بندی نہیں ہے، وہ ان اشعار میں سے ان شعروں کو دیکھیں، جہاں نیچرل حالت سے ہٹ کر مبالغہ اور تکلف پیدا ہو گیا ہے۔

## منظر

(یعنی سین)

کسی خاص واقعہ یا کسی خاص حالت کی تصویر کھینچنا جسے انگریزی میں سین کہتے ہیں، واقعہ نگاری کی ایک قسم ہے۔

عام واقعہ نگاری اور سین میں یہ فرق ہے کہ واقعہ نگاری میں ہر واقعہ انفرادی حیثیت رکھتا ہے بخلاف اس کے سین اس کیفیت کا نام ہے جو متعدد واقعات یا واقعہ کے متعدد جزئیات کے مجموعہ سے پیدا ہوتی ہے، مثلاً اس شعر میں ؎

لو چلتی ہے خاک اڑتی ہے ظہر کا ہنگام | تنہا پہ چلی آتی ہے سب فوجِ شام

لو کا چلنا۔ خاک کا اڑنا۔ ظہر کا وقت ہونا۔ فوجوں کا امنڈنا۔ ہر چیز کو الگ الگ لیا جائے تو واقعہ ہے اور ان سب کو مجموعی حیثیت سے دیکھا جائے تو سین ہے۔

میر انیس نے شاعری کے اس صنف کو جس کمال تک پہنچا دیا ہے وہ کیا فارسی میں بھی اس کی بہت کم مثالیں ملتی ہیں، ہم چند مثالیں ذیل میں درج کرتے ہیں۔

www.urduchannel.in



**مثال ۱** - حُر نزع کی حالت مین ہے، امام حسین علیہ السلام اس کے سرہانے موجود ہین اسوقت کی حالت اور گفتگو ہے

نزع کی حالت

قبلہ رو کیجیے لاشہ مرا اے قبلۂ دین — پڑھیے یٰسین کہ اب ہے یہ دمِ بازپسین
کوچ نزدیک ہے اے بادشۂ عرش نشین — لیجیے تن سے نکلتی ہے مری جانِ حزین

بات بھی اب تو زبان سے نہین کہی جاتی ہے
کچھ اُڑھا دیجیے مولا مجھے نیند آتی ہے

کہہ کے یہ گود مین شبیرؑ کے لی انگڑائی — آیا ماتھے پہ عرق، چہرہ پہ زردی چھائی
شہ نے فرمایا ہمین چھوڑ چلے اے بھائی — چل بسے حُرؒ جری پھر نہ کچھ آواز آئی

طائرِ روح نے پرواز کی طوبیٰ کی طرف
پتلیان رہ گئین پھر کر شہِ والا کی طرف

**مثال ۲** -

گرمی کی شدت مین لوگون کی حالت

وہ گرمیون کے دن وہ پہاڑون کی راہ سخت — پانی نہ منزلون، نہ کہین سایۂ درخت
ڈوبے ہوئے پسینون مین ہین غازیون کے رخت — سنولا گئے ہین رنگِ جوانانِ نیک بخت

راکب، عبائین چاند سے چہرون پہ ڈالے ہین
توسن ہوئے سمند زبانین نکالے ہین

وہ دن ہین جن دنون کوئی کرتا نہین سفر — صحرا کے جانور بھی نہین چھوڑتے ہین گھر
رنجِ مسافرت مین ہین سلطانِ بحر و بر — لب برگِ گل سے خشک ہین چہرے عرق مین تر

آتی ہے خاک اُڑ کے یمین و یسار سے

www.urduchannel.in



گیسوئے مشکبار اَٹے ہین غبار سے

اہل حرم ہین ہودج و محمل مین بیقرار
بانوؒ پکارتی ہے کہ اے شاہِ نامدار

معصوم پانی مانگتے ہین رو کے بار بار
گرمی سے جان بلب ہے ہر طفل شیرخوار

کیونکر یہ دکھ اُٹھے چہ مہینہ کی جان سے
گرمی ہے یا برستی ہے آگ آسمان سے

چلاتی ہے سکینہؑ کہ اے چیچہ مرے چچا
بابا سے کہدو اب کہین خیمہ کرین بپا

محمل مین گھٹ گئی مجھے گودی مین لو ذرا
ٹھنڈی ہوا مین لے کے چلو تم پہ مین فدا

سایہ کسی جگہہ ہے نہ چشمہ نہ آب ہے
تم تو ہوا مین ہو مری حالت خراب ہے

## مثال ۳

صغیر السن بچہ نزع کی حالت مین

راوی نے یہ لکھا ہے کہ اسدم بحالِ زار
دن کو ہوا قرانِ مہ و مہر آشکار

لائے حسینؑ ہاتھون پہ اک طفلِ شیرخوار
مرجھا گیا تھا پیاس سے لیکن وہ گلعذار

تھا فرطِ غش سے ننھا سا منکا ڈھلا ہوا
باندھے ہوے تھا مُٹھیان اور مُنہ کھلا ہوا

چھوٹا سا ایک سبز عمامہ تھا دوش پر
جتنی ہوین وہ جن پہ تصدق دل پدر

ماتھا جھنڈولے بالون مین ایسا ہی جون قمر
آنکھین تو نرگسی پہ نقاہت زیادہ تر

سایہ مین دامنِ خلفِ بوتراب کے
رخسار تھے کہ پھول کھلے تھے گلاب کے

پھیلا ہوا وہ آنکھوں میں کاجل ادھر ادھر
خشکیدہ ہونٹھ موئے مژہ آنسوؤں سے تر
باچھوں سے تھا نمود جیسے دودھ کا اثر
ہاتھوں میں نیلے ڈورے تھے ہیکل تھی سینہ پر
ننھے سے دل کو ماں کے بچھڑنے کا درد تھا
رن کی ہوائے گرم سے جسم اسکا سرد تھا

گرتا بدن میں آتا تھا اس رنگ سے نظر
پڑتی ہے اوس پھولوں پہ جیسے دم سحر
سینہ تھا صاف صورت آئینہ جلوہ گر
گرمی سے ہو گیا تھا شلوکہ عرق میں تر
چھاتی میں دمبدم جو دم اسکا اٹکتا تھا
گھبرا کے ننھے ہاتھوں کو دیدے پٹکتا تھا

## مثال ۴

فوجوں کی آمد و جنگ کی طیاری

ہے شور آمد فوج فلک سریر
فوجوں کی ہر طرف سے چلی آتی ہے کثیر
دعوت کے واسطے ہیں سنانیں لیے شریر
حضرت کی پیشکش کو کمانیں ہیں اور تیر
پانی پہ چوکیاں ستم آرا بٹھاتے ہیں
دریا کے گھاٹ برچھیوں سے روکے جاتے ہیں

سنتے گئے ہیں شام کے حاکم کے جا بجا
ہر ایک نام سے ہے طالب لشکر جفا
اکرا لی جاتی ہیں فوجیں جدا جدا
لیتا ہے جائزہ عمر سعد بے حیا
غل ہے کہ جنگ قتل جو زہرا کے ماہ کو
انعام میں ملے گا دو ماہہ سپاہ کو

تیغیں سلاح خانہ سے نکلی ہیں بیشمار
ہے جا بجا درستی اسباب کارزار

www.urduchannel.in



ہوتے ہیں لبس تیروں کے دستے کئی ہزار — خنجر ہوئے ہیں ذبح کو پیاسوں کے آبدار

نوکیں نکالی جاتی ہیں تیروں کی سان پر
پھل برچھیوں پہ چڑھتے ہیں پرچم نشان پر

**ولہٗ**

نقارۂ وغا پہ لگی چوب، یک بیک — اُٹھا غریو کوس کہ ہلنے لگے فلک
شیپور کی صدا سے ہراسان ہوئے ملک — قرنا پھنکی کہ گونج اُٹھا دشت دور تک

شورِ دہل سے حشر تھا افلاک کے تلے
مردے بھی ڈر کے چونک پڑے خاک کے تلے

حد سے فزوں تھی کثرتِ افواجِ نابکار — نیزہ پہ نیزہ تیغ پہ تھی تیغ آبدار
ہر سمت تھی سنان پہ سنان مثلِ خار زار — ہر صف میں تھی سپر پہ سپر مثلِ لالہ زار

پیکان یوں تھے جیسے ہوں گُل بے کھلے ہوئے
گوشوں سے تنے کانوں کے چلّے ملے ہوئے

اُمڈی ہوئی تھی فوج پہ فوج اور دل پہ دل — تھے برچھیوں کی صورتِ مقراض پھل پہ پھل
خنجر وہ جنکی آب میں ہے تلخیِ اجل — وہ گرز جنکے ڈر سے گرے دیو سر کے بل

دو دو تبر تھے پاس ہر اک خود پسند کے
حلقوں پہ تھے بچھے ہوئے حلقے کمند کے

## مثال ۵-

**سفر کی طیاری**

آراستہ ہیں بہرِ سفر سرو قبا پوش — عمامے سروں پر ہیں، عبائیں برِ دوش

www.urduchannel.in



یارانِ وطن ہوتے ہین، آپسمین ہم آغوش
حیران کوئی تصویر کی صورت کوئی خاموش
مُنہ ملتا ہے رو کر کوئی سرور کے قدم پر
گر پڑتا ہے کوئی علی اکبر کے قدم پر

ہم سنون کی وداعی ملاقات

عباسؑ کا مُنہ دیکھکے کہتا ہے، کوئی آہ
کہتے ہین گلے مل کے یہ قاسم کے ہوا خواہ
اب آنکھون سے چھپ جائیگی تصویر یداللہ
واللہ دلون پر ہے عجب صدمۂ جانکاہ
ہم لوگون سے شیرین سخنی کون کرے گا
یہ اُنس یہ خلقِ حسنی کون کرے گا

روتے ہین وہ جو عونؑ و محمدؑ کے ہین ہمسن
اس داغ سے چین آئے ہمین یہ نہین ممکن
کہتے ہین کہ مکتب مین نہ جی بہلے گا تم بن
گرمی کا مہینہ ہے، سفر کے یہ نہین دن
تم حضرت شبیرؑ کے سایہ مین پلے ہو
کیون دہوپ کی تکلیف اُٹھانے کو چلے ہو

ہمجولیون سے کہتے ہین وہ دونون برادر
پالا ہے ہمین شاہ نے ہم جائین نہ کیونکر
ہان بھائیو تم بھی ہمین یاد آؤ گے اکثر
ماموں رہین جنگل مین تو اپنا ہے وہی گھر
وہ دن ہو کہ ہم حقِ غلامی سے ادا ہون
تم بہی یہ دعا مانگو کہ ہم شہ پہ فدا ہون

رخصت کیلئے لوگ چلے آتے ہین باہم
ایسا نہین گھر کوئی کہ جسمین نہین ماتم
ہر قلب حزین ہے تو ہر اک چشم ہے پرنم
غل ہے کہ چلا دلبرِ مخدومۂ عالم
خدام کھڑے پیٹتے ہین قبر نبیؐ کے
روضہ پہ اُداسی ہے رسولِ عربیؐ کے

www.urduchannel.in



سفر کی طیاری اور سواری کی تقسیم۔

تدبیرِ سفر میں ہے اُدھر سبطِ پیمبرؐ
گھر میں کبھی آتے ہیں کبھی جاتے ہیں باہر
اسباب نکلواتے ہیں عباسؑ دلاور
تقسیم سواری کے تردد میں ہیں اکبرؑ
شہ کو جنہیں لیجانا ہے وہ پاتے ہیں گھوڑے
خالی ہوا اصطبل چلے آتے ہیں گھوڑے

حاضر درِ دولت پہ ہیں سب یاور و انصار
کوئی تو کمر باندھتا ہے، اور کوئی ہتھیار
ہودج بھی کسے جاتے ہیں محمل بھی ہیں تیار
چلاتے ہیں دربان کوئی آئے نہ خبردار
ہر محمل و ہودج پہ گھٹا ٹوپ پڑے ہیں
پردے کی قناتیں لئے فراش کھڑے ہیں

عورتیں کیونکر رخصت ہوتی ہیں۔

عوراتِ محلہ چلی آتی ہیں، بصد غم
کہتی ہیں، یہ دن رحلتِ زہراؑ سے نہیں کم
پُرسے کی طرح رونے کا غل ہوتا ہے ہر دم
فرش اُٹھتا ہے کیا، بچھتی ہے گویا صفِ ماتم
غل ہوتا ہے ہر سمت جدا ہوتی ہے زینبؑ
ہر اک کے گلے ملتی ہے اور روتی ہے زینبؑ

عورتوں کا سمجھانا کہ یہ سفر کے دن نہیں۔

لے لے کے بلائیں یہی سب کرتی ہیں تقریر
اس گرمی کے موسم میں کہاں جاتے ہیں شبیرؑ
سمجھاتی نہیں بھائی کو اے شاہ کی ہمشیر
مسلمؑ کا خط آئے تو کریں کوچ کی تدبیر
لِلّٰہ ابھی قبرِ پیمبرؐ کو نہ چھوڑیں
گھر فاطمہؑ زہرا کا ہے اس گھر کو نہ چھوڑیں

اُجڑے گا مدینہ جو یہ گھر ہوے گا خالی
بربادیِ یثرب کی بنا چرخ نے ڈالی
کیا جانیں کہ پھر آئیں نہ آئیں شہِ عالی
حضرت کے سوا کون ہے اس شہر کا والی
زہراؑ ہیں نہ حیدرؑ نہ پیمبرؐ نہ حسنؑ ہیں

www.urduchannel.in



اب اُن کی جگہہ آپ ہین یا سشادہ زمن ہین

گرمی سے یہ دن اور پہاڑون کا سفر آہ
ان چھوٹے سے بچون کا نگہبان ہے اللہ
رستے کی مشقت سے کہان ہین کبھی آگاہ
ان کو تو نہ لیجائین سفر مین شہ ذیجاہ

قطرہ بھی دم تشنہ دہانی نہین ملتا
کوسون تلک اس راہ مین پانی نہین ملتا

مُنہ دیکھ کے صغرا کا چلا آتا ہے رونا
آرام سے مادر کی کہان گود مین سونا
جھولا یہ کہان اور کہان نرم بچھونا
لکھا تھا اسی سن مین مسافر انہین ہونا

کیا ہوگا جو میدان مین ہوا گرم چلے گی
یہ پھول سے کُمھلائین گے مان ہاتھ ملے گی

اُن بی بیون سے کہتی تھی یہ شاہ کی ہمشیر
بہنون ہین یثرب سے لئے جاتی ہے تقدیر
اس شہر مین رہنا نہین ملتا کسی تدبیر
یہ خط پہ خط آئے ہین کہ مجبور ہین شبیرؑ

مجھکو بھی سب رنج ایسا کہ کچھہ کہہ نہین سکتی
بھائی سے جدا ہو کے مگر رہ نہین سکتی

## مثال ۶

گرمی اور گرمی کی شدت مین زن و مرد اور بچون کی حالت،

گرمی کی شدت

صحفی سے تھے خبر شدت گرما سے جہان مین
جلتی تھی یہ لون آگ بھڑکتی تھی جگر مین
نہ بحر مین راحت تھی کسی دل کو نہ بر مین
جھیلون مین نہ پانی تہا نہ سبزہ تھے شجر مین

پایاب تھے گرمی سے وہ دریا جو بڑے تھے
سوتین بھی نہ آتی تھین، کنوین خشک پڑے تھے

www.urduchannel.in



پتھر کی چٹانوں سے نکلتے تھے شرارے — تاری تھی ہوا، سبز شجر زرد تھے سارے
ڈوبے تھے عرق میں اسد اللہ کے پیارے — دھڑکا تھا کہ یوں کسی بچے کو نہ مارے
ہوش آتا نہ تھا اصغرِ معصوم کو غش سے
اودے تھے لبِ لعل سکینہؑ کے عطش سے

گرمی کی شدت سے ایک ایک شخص کی حالت ۔

تھا مہر کی حدت سے یہ حالِ شہِ ابرار — ماتھے سے ٹپکتا تھا عرق، سرخ تھے رخسار
تحمید میں جنباں تھے لبِ لعلِ گہربار — بھر کر نفسِ سرد یہ فرماتے تھے ہر بار
اک پھول بھی زہراؑ کے چمن میں نہ ملے گا
کیا ہوگا جو پانی کسی بن میں نہ ملے گا

گرمی سے یہ تھا حضرتِ عباسؑ کا عالم — منہ سرخ تھا اور ہانپتے تھے صورتِ ضیغم
چہرہ بھی عرق ناک تھا، اور طبع بھی برہم — فرماتے تھے اشک آنکھوں میں بھر کر شہِ عالم
تم شیر ہو راحت تمہیں بھائی نہ ملے گی
جب تک کسی دریا کی ترائی نہ ملے گی

یوں اکبرؑ مہرو تھے پسینے میں نہائے — جیسے تپِ محرق میں جوان کو عرق آئے
جب ہچکنے لگا دل تو سخن لب پہ یہ لائے — ربِّ دوجہاں حشر کی گرمی سے بچائے
گزرے گا ہر اک دم، تپشِ دل سے قلق میں
سب تابہ کمر، ڈوبے ہوئے ہونگے عرق میں

حضرت کو سکینہؑ یہ صدا دیتی تھی پیہم — محمل میں گھٹا جاتا ہے، گرمی سے مرا دم
سب ڈوب گئی ہوں یہ پسینے کا ہے عالم — برسے گی یوں ہی آگ تو جینے کے نہیں ہم
ہیں ابرِ کرم آپ کرم کیجیے بابا

www.urduchannel.in



سایہ کہیں مل جائے تو دم لیجیئے بابا

سُنکر یہ بھتیجی کی صدا حضرتِ عباسؑ
کہتے تھے چچا صدقے تھے ہو، رو وہ نہ بصد یاس
لو پانی پیو تم کو لگی ہو جو بہت پیاس
دم گھٹتا ہے محمل میں تو آجاؤ مرے پاس

تکلیف تمہاری ہمیں منظور نہیں ہے
دن ڈھلتا ہے، منزل بھی بس اب دور نہیں ہے

مشکیں لیے سقّے جو سواری کے تھے ہمراہ
بھر لاتے تھے پانی، سپہِ فوجِ شہِ ذیجاہ
جسطرح کہ پیاسوں کا ہو مجمع بسرِ راہ
پانی پہ گرے پڑتے تھے یوں شہ کے ہوا خواہ

جنگل میں عطش کا جو تھا صدمہ کہ دم پر
چہرے پہ چھڑکتا تھا کوئی کوئی زرہ پر

بھرتا تھا دمِ سرد پریشان کوئی ہو کے
دامن سے ہوا دیتا تھا منہ کو کوئی دھو کے
بچتا تھا کوئی لُو سے، ردا چہرے پہ رو کے
رکھ لیتا تھا سر پر کوئی رومال بھگو کے

گرمی سے بچنے کی تدبیریں

پڑتی تھیں جو چھینٹیں تو مزا دیتا تھا پانی
جُھک کر کوئی چلّو ہی سے پی لیتا تھا پانی

کہتے تھے قریں ناقوں کے آکر شہِ ابرار
حاضر ہے جو پانی کسی بی بی کو ہو درکار
آندھی ہے گھٹا ٹوپ اُڑے جاتے ہیں پردے
اے بنتِ یداللہ سکینہؑ سے خبردار

رستا یہ پہاڑوں کا ہے منزل یہ کڑی ہے
بچوں کو چھپائے رہو، لو آج بڑی ہے

محمل سے نظر کرکے یداللہ کی جائی
کہتی تھی کہ اللہ نے یہ شکل دکھائی
جس دن سے چھٹا گھر کہیں راحت نہیں پائی
فریاد ہیں دھوپ میں سونلاگئی بھائی

www.urduchannel.in



کیا بن گئی جنگل میں امامِ دوسرا پر
سایہ بھی درختوں کا نہیں ظلِ ہما پر

صدقے گئی جنگل کی ہوا اب دھوپ میں چلیے
منہ دھوئیے دم لیجیے پوشاک بدلیے
دن کاٹیے سایہ میں کہیں رات کو چلیے
لو چلتی ہے آفت کی پہاڑ دن سے نکلیے

ناشاد بہن آپ کی غربت پہ فدا ہو
بچہ کوئی گر تو نس کے مر جائے تو کیا ہو

مثال ۷۔

لڑائی کی طیاری

طبل جنگ بجنے پر شجاعوں کی کیا حالت ہوتی ہے۔

یہ ذکر تھا کہ بجنے لگا طبل اُس طرف
تیروں نے رخ کیا سوئے ابن شہِ نجف
مشکل کشا کی فوج نے باندھی اُدھر بھی صف
سینوں کو غازیوں نے اُدھر کر دیا ہدف

تھا بسکہ شوق جنگ ہر یک رشکِ ماہ کو
جوش آگیا وغا کا حسینی سپاہ کو

غصے سے آفتاب ہوئے مہوشوں کے رنگ
تن تن کے برچھیاں جو سنبھالیں برائے جنگ
فوجوں پہ جا پڑیں یہ دلوں کو ہوئی اُمنگ
بیچین ہو گئے فرسِ ابلقِ دو رنگ

پاسِ ادب سے شاہ کی رخصت پہ رک کے تھم گئی
پٹری ہر اک سوار کی گھوڑے پہ جم گئی

تنتا ہوا بڑھا کوئی قبضہ کو چوم کے
بولا کوئی یہ غول ہیں کیا شام و روم کے
بھالا کسی نے رکھ لیا کاندھے پہ جھوم کے
ٹکڑے اُڑائیں گے عمرو شمرِ شوم کے

نامرد جو ہیں آنکھ چُراتے ہیں مرد سے

دونون کو چار کرکے پھرین گے نبرد سے

دولاکھ سے نظر کسی غازی کی لڑگئی
بل کھا کے زلف رخ پہ کسی کے اکڑگئی
چتون کسی کی شورِ دہل سے بگڑ گئی +
منہ سرخ ہو گیا شکن ابرو پہ پڑگئی
نکلا کوئی سمند کو زانون مین داب کے
غصے سے رہ گیا کوئی ہونٹون کو چاب کے

بڑھ کر کسی نے تیر ملایا کمان سے
نیزہ کوئی ہلانے لگا آن بان سے
نعرہ کسی کا پار ہوا آسمان سے
تلوار کھینچ لی کسی صفدر نے میان سے
اک شور تھا کہ تلخ کیا ہے حیات کو
لاشون سے چل کے پاٹ دو نہرِ فرات کو

سنتے ہی یہ کلام جوانانِ نام در
لڑکے الگ کھڑے ہوئے غول اپنا باندھکر
کہتے تھے تیغیں کھنچے لئے وہ غیرتِ قمر
یارب شکست کو فیون کو دے ہمین ظفر
سرکے نہ پھر وغا مین جو بڑھ کے قدم گڑے
جا کر درِ یزید پہ اپنا علم گڑے

## مثال ۸

بیکسی اور تنہائی

حضرت پہ اُدھر ہوتی ہے اعدا کی چڑھائی
تنہا ہین نہ بیٹا نہ بھتیجا ہے نہ بھائی
سیدانیان دیتی ہین محمدؐ کی دہائی
اعدا مین یہ غل ہے کہ کرو فتح لڑائی
ڈوبے ہوئے خون مین شہدا گرد پڑے ہین

www.urduchannel.in



گھوڑے پہ اکیلے شہِ ابرار کھڑے ہین

ہے تابش خور سے عرق افشان رخِ گلفام
لون چلتی ہے خاک اُڑتی ہے ظہر کا ہنگام
لب خشک ہین پانی کا میسر نہین اک جام
تنہا پہ چلی آتی ہے اُمنڈی سپہِ شام

یہ شوقِ شہادت ہے شہنشاہِ زمن کو
بوچھار سے تیرون کے بچاتے نہین تن کو

ہین آگ مین تیغون کے کہرے پہ نہین کچھ غم
ہین گرد بیابانین اُڑے گیسوے پُر خم
اُمت پہ نہ آنچ آئے دعا ہے یہی ہر دم
نیلے ہین لب لعل یہ ہے پیاس کا عالم

بو آتی ہے دریا سے برادر کے لہو کی
چھینٹین ہین قبا پر علی اکبرؑ کے لہو کی

ذکرِ غمِ عباسؑ بھی اصلا نہین کرتے
خونِ علی اکبرؑ کا بھی دعوا نہین کرتے
غیرت سے نظر جانبِ دریا نہین کرتے
امت کے یہ ہین ظلم پہ شکوا نہین کرتے

پانی کے بھی طالب نہین گو تشنہ دہن ہین
کلمے ہین نصیحت کے محبت کے سخن ہین

## مثال ۹-

فوج کا داخلہ اور طیاری جنگ

خیمہ مین اُترے یان تو شہِ عرش بارگاہ
کوسون عَلَم کھلے تھے جدھر کیجیے نگاہ
آ آ کے اُس طرف بھی اُترنے لگی سپاہ
یان تک کہ بند ہو گئی چارون طرف سے راہ

فوجون سے تا بہ صبح زمین رن کی بھر گئی
اک رات مین چڑھی ہوئی ندی اُتر گئی

www.urduchannel.in



اس کثرتِ سپاہ پہ ناگہ ہوئی یہ دہوم — آپہونچا شام سے پسرِ سعدِ نحس و شوم
جسکی جلو مین لاکھہ سوارون کا ہے ہجوم — اک شہر مین یکہ تازِ جوانانِ شام و روم
بس کہل گیا نہ طور صفائی کا ہوئے گا
اب کل سے بند و بست لڑائی کا ہوئے گا

یہ ذکر تہا کہ دور سے ظاہر ہوے نشان — اڈّا زمین پہ ظلم کا دریاے بیکران
موجون کی طرح سب تہ بہ تہ صفین پیش و پس روان — لہراتے تہے ہوا سے علم مثلِ بادبان
ہلتا تہا دشت کین دہل اس طرح بجتے تہے
باجون کا تہا یہ شور کہ بادل گرجتے تہے

جنگی وہ رومیون سے کہ پرستے تہے جنکے دل — خوفِ خدا نہ جنکو نہ اندیشۂ اجل
مکار و اہلِ نار و دغا باز و پُر دغل — شکلین مہیب دیو سے قد ابروؤن پہ بل
بدخواہ خاندانِ رسالت پناہ سے تہے
ایسے جلے ہوئے تہے کہ چہرے سیاہ تہے

تلوارین کھینچے بڑہ کے جبے دو طرف سوار — غل ہوگیا سلامی کے باجون کا ایک بار
ڈنکے کی دمبدم تہی صدا آسمان کے پار — "آگے بڑہے چلو" یہ نقیبون کی تہی پکار
گہوڑون کے گرد و پیش رئیسانِ شام تہے
زرین کمر جلو مین کئی سو غلام تہے

**مثال ۱۰** - حضرت عباس نہر سے مشک بہر چکے ہین اور واپس آنا چاہتے ہین، دشمن یہ دیکھ کر ہر طرف سے ٹوٹ پڑتے ہین حضرت عباسؑ اس کشمکش مین ہین کہ آپ کو بچائین یا مشک کو سنبھالین اس وقت کے مضطربانہ حرکات کی تصویر ؎

www.urduchannel.in



اک تشنہ کام لاکھون مین کس کس کو دے جواب / شل ہو گیا تھا بازوے فرزندِ بوتراب
کہتا تھا ہات اُٹھنے کی مجھ مین نہین ہے تاب / ڈرنے مین فکر تھی کہ نہ ضایع ہو مشکِ آب
پروانہ تھی جو بازوٴن پر تیر کھاتے تھے
لیکن سپر سے مشکِ سکینہ بچاتے تھے

برچھی سے چھد گیا کبھی دل اور جگر کبھی / اک شیر سے ادہر کبھی جھپٹے اُدہر کبھی
چھاتی تلے تھی مشک کبھی دوش پر کبھی / سینہ کبھی تھا مشک کے اوپر سپر کبھی
رہوار پر سنبھلتے تھے جب جھوم جھوم کے
روتے تھے بازوٴن کو علی چوم چوم کے

تکتے تھے مسکرا کے سوے آسمان کبھی / ہونٹون پہ پھیر لیتے تھے سوکھی زبان کبھی
لگتا تھا تن پہ تیر کبھی اور سنان کبھی / جھکتے تھے خود زین سے کبھی در نشان کبھی
گھوڑے کو جب بڑہاتے تھے رانون مین داب کے
قدمون سے نکلے جاتے تھے حلقے رکاب کے

چھینٹین لہو کی اُڑ کے جو پڑتی تہین مشک پر / دامن سے پونچھتے تھے علمدار نامور
یہ پاس تھا کہ تیغون سے ٹکڑے ہو میرا سر / شقّہ مگر علم کا لہو سے نہ ہووے تر
اقبال بادشاہِ زمین و زمان رہے
دنیا مین مین رہون نہ رہون یہ نشان رہے

ولہ

گر گر کبھی اُٹھے ہ کبھی رکھا زمین پہ سر / اُلٹا کبھی ہوا تو سنبھالا کبھی جگر
حسرت سے کی خیام کی جانب کبھی نظر / کروٹ کبھی تڑپ کے ادہر لی کبھی اُدہر

www.urduchannel.in



اُٹھ بیٹھے جب، تو زخمون سے برچھی کے پھل گرے
تیر اور تن مین گڑ گئے، جب مُنہ کے بل گرے

## مثال ۱۱-

پردہ کا اہتمام

بیت الشرف خاص سے نکلے شہ ابرار
روتے ہوئے ڈیوڑھی پہ گئے عترت اطہار
فراشون کو عباسؑ پکارے یہ بہ تکرار
پردے کی قناتون سے خبردار خبردار

باہر حرم آتے ہین رسولؐ دوسرا کے
شقّہ کوئی جھک جائے نہ جھونکے سے ہوا کے

لڑکا بھی جو کوٹھے پہ چڑھا ہو وہ اُتر جائے
آتا ہو ادھر جو وہ اُسی جا پہ وہ ٹھہر جائے
ناقے پہ بھی کوئی نہ برابر سے گذر جائے
دیتے رہو آواز جہان تک کہ نظر جائے

مریم سے سوا حق نے شرف ان کو دئیے ہین
افلاک پہ آنکھون کو ملک بند کئے ہین

آپہونچی جو ناقہ کے قرین دختر حیدرؑ
خود ہاتھ پکڑنے کو بڑھے سبط پیمبر
فضہ تو سنبھالے ہوئے تھی گوشۂ چادر
تھے پردۂ محمل کو اُٹھائے علی اکبرؑ

فرزند کمربستہ چپ و راس کھڑے تھے
نعلین اُٹھا لینے کو عباسؑ کھڑے تھے

## مثال ۱۲-

مستورات کا محمل سے اُترنا

جمّازۂ زینبؑ جو قرین ڈیوڑھی کے پہونچا
کرسی سے اُٹھے آپ شہ یثرب و بطحا

www.urduchannel.in



گرد آکے کیا قاسمؑ و عباسؑ نے پردا　　محمل سے اُترنے جو لگی دخترِ زہرا

اک ہاتھ علی اکبرؑ و سجاد نے تھاما
اک ہاتھ جگر بند ید اللہ نے تھاما

چھاتی سے سکینہ کو لگائے ہوئے اُتریں　　آنسو رخِ انور پہ بہائے ہوئے اُتریں
شہزادی کو چادر میں چھپائے ہوئے اُتریں　　پردا تھا مگر سر کو جھکائے ہوئے اُتریں

مثال ۱۳ - عونؑ و محمدؑ میدانِ جنگ میں لڑ رہے ہیں، سیدانیاں دروازہ پر بدحواس کھڑی ہیں حضرت زینبؑ فضہ سے پوچھتی ہیں کہ میرے بچے کیا کر رہے ہیں؟ وہ جواب دیتی ہے ؎

سیدانیاں دروازہ پہ تھیں کھولے ہوئے سر　　اصغرؑ کو لئے کانپتی تھی بانوئے بے پر
فضہ تھی پریشان کہ گئے مو خیمہ کے اندر　　پردہ سے لگی کہتی تھی یہ شاہ کی خواہر

بتلا مجھے بچے مرے کیا کرتے ہیں دونوں
وہ کہتی تھی لاکھوں سے وغا کرتے ہیں دونوں

وہ رُخ پہ نظر آتے ہیں، اُڑتے ہوئے گیسو　　وہ تیغیں بجلی کی طرح گرتے ہیں ہر سو
ڈھالیں لئے وہ بھاگتے پھرتے ہیں جفاجو　　وہ ابر میں چھپ چھپ کے نکل آتے ہیں مہ رو

بہتا ہے لہو چھاتیوں سے۔ چور ہیں دونوں
کس طرح پکاروں کہ بہت دور ہیں دونوں

مثال ۱۴ - حضرت عباسؑ نہر کے کنارے پہنچے ہیں۔ گھوڑا کئی دن کا پیاسا تھا۔ پانی دیکھ کر بیتاب ہو گیا ہے، لیکن چونکہ، تمام قافلہ پیاسا ہے، حضرت عباسؑ اسکو پانی پینے سے روکتے ہیں۔ اس وقت گھوڑے کی حالت ؎

دو دن سے بے زبان پہ جو تھا آب و دانہ بند　　دریا کو ٹھنا کے لگا دیکھنے سمند

www.urduchannel.in



ہر بار کانپتا تھا سمٹتا تھا بند بند
چمکارتے تھے حضرت عباسؑ ارجمند
تڑپاتا تھا جگر کو جو شور آبشار کا
گردن پھرا کے دیکھتا تھا مُنہ سوار کا

**مثال ۱۵** - حضرت امام حسین علیہ السلام کا میدان کربلا میں داخلہ، رُفقا سے خطاب، اور نوجوانوں کی سیر و تفریح

اُترا یہ کہہ کے کشتیِ امت کا ناخدا
جتنے سوار تھے وہ ہوئے سب پیادہ پا
حضرت نے مُسکرا کے یہ ہر ایک سے کہا
دیکھو تو، کیا ترائی ہے؟ کیا نہر؟ کیا فضا
اکبرؑ شگفتہ ہو گئے صحرا کو دیکھ کر
عباسؑ جھومنے لگے دریا کو دیکھ کر

بولے یہ اشک بھر کے شہنشاہ سربلند
کیوں یہ مقام ہے تمہیں شاید بہت پسند
کی مُسکرا کے، عرض کہ اے شاہِ ارجمند
بس ہاں تو خود بخود ہوئی جاتی ہے آنکھ بند
شبیرؑ اب یہیں رہیں گے عنایت جو رب کی ہے
میں کیا کہوں حضور، ترائی غضب کی ہے

روتے ہوئے وہاں سے بڑھے آپ چند گام
گویا نہیں کی سیر کو اُترا مہِ تمام
انجم کی طرح گرد تھے حیدرؑ کے لالہ فام
شکلیں وہ نور کی وہ تجمل وہ احتشام
زلفیں ہوا میں اُڑتی نہیں؟ ہاتوں میں ہاتھ تھے
لڑکے بھی بند کھولے ہوئے ساتھ ساتھ تھے

**مثال ۱۶**

تمام رفقا کی شہادت کے بعد حضرت امام حسینؑ کی بیکسی اور دشمنوں کا نرغہ

سونا ہوا خانۂ زہراؑ پہ تباہی ہے آج
گھر پہ سادات کے پانی کی مناہی ہے آج

www.urduchannel.in



تن تنہا خلفِ شیرِ الٰہی ہے آج
خلق سے سبطِ نبیؑ خلد کو راہی ہے آج
قتل کی بیکس و مظلوم کی تدبیرین ہین
اِک نبیؑ زادہ ہے اور سیکڑون شمشیرین ہین

نیزے تانے ہوئے اُمڈے چلے آتے ہین سوار
ہین کماندار پرا باندھے ہوئے تیس ہزار
تیغین کھینچے ہوئے جو گرد کھڑے ہین جرّار
غل ہے مہلت نہ ملے سبطِ نبیؑ کو زنہار
برق شمشیر ہر اک جا پہ چمک جاتی ہے
جسطرف دیکھتے ہین موت نظر آتی ہے

نہ ہے غمخوار نہ ہمدرد نہ یاور کوئی
نہ بھتیجا ہے نہ بیٹا نہ برادر کوئی
نہین اتنا ہے خبر پوچھے جو آکر کوئی
ایک اللہ تو ہے اور نہین سر پہ کوئی
تھے جو غمخوار وہ ریتی پہ پڑے سوتے ہین
اپنی تنہائی پہ شاہِ دوجہان روتے ہین

جسم پر تیغ لگاتا ہے کوئی اور کوئی تیر
خون مین سر تا بقدم تر ہین جنابِ شبّیرؑ
رو کے فرماتے ہین اعدا سے کہ اے قوم شریر
کیا گنہ ہے مجھے کیون مارتے ہو بے تقصیر
یون ستاؤ نہ کہ مین مرگ پہ آمادہ ہون
رحم لازم ہے کہ سید ہون نبیؑ زادہ ہون

کوئی سنتا نہین فریادِ امامِ عالی
برچھیان چلتی ہین اور ہوتے ہین ترکش خالی
ماہِ زہرا پہ فلک نے یہ مصیبت ڈالی
خون مین تر زلفین ہین بانک ہے پریشان حالی
زخم تلوارون کے خاموش کھڑے کھاتے ہین
غش مین جھکتے ہین کبھی گاہ سنبھل جاتے ہین

www.urduchannel.in



لاشۂ اکبرؑ و عباسؑ جو آتا ہے نظر
روکے فرماتے ہین بیٹے سے کہ ای جانِ پدر

تھام لیتے ہین کلیجہ کبھی اور گاہ جگر
ایسے غافل ہوکہ لیتے نہین باباکی خبر

مرے پیارے مرے جانی مرے دلبر اُٹھو
ہم یہ تنہائی ہے اُٹھو علی اکبرؑ اُٹھو

لاش عباسؑ سے کرتے ہین یہ شہ بیان
وقتِ امداد و اعانت ہے برادر قربان

اے مرے یار وفادار مرے شیر جوان
چھوڑکر ہمکو لعینون مین سدہارے ہو کہان

لاکھہ ملعونون نے میدان مین ہمین گھیرا ہے
تمنے بہائی سے عجب وقت مین مُنہ پھیرا ہے

کہتے تھے اہل ستم حال سُناتے ہوکیے
کون ہے بیکس و مظلوم دکہاتے ہوکیے

مرگئے اکبرؑ و عباسؑ بلاتے ہوکیے
چونکتے ہین کہین مردے بہی جگاتے ہوکیے

حلق پہ خنجرِ خونخوار پھرا دیتے ہین
اب تمہین بہی اسی مقتل مین گرا دیتے ہین

روکے فرماتے ہین یہ فوجِ ستمگار سے شاہ
غم مین اپنون کے کیونکر نہ کرون نالۂ و آہ

ذبح ہونے کی مجھے عید ہے خالق ہے گواہ
اُن کو روؤن گا مین جبتک کہ جیون گا واللہ

بہولتا ہے کوئی اپنے کے غمخوارون کو
یاد کرتے ہین وفادار وفادارون کو۔

دشت مین جلتی ہےیون دہوپ کی شدت سے کمال
سُرخ ہے خون سے قبا دہوپ سے رخسار ہے لال

جیٹھہ بیساکھہ کے ایام ہین اور وقتِ زوال
نکلی آتی ہے زبان مُنہ سے یہی پیاس کا حال

تن جلا جاتا ہے جب گرم ہوا آتی ہے

ریت اڑ اڑ کے ہر اک زخم مین بھر جاتی ہے

تیر بیٹھا ہے جو اس چاند سی پیشانی پر
خون کی چادر سی ہے اک چہرۂ نورانی پر
ہے عجب بیکسی اس فاطمہ کے جانی پر
کبھی اعدا پہ نظر ہے تو کبھی پانی پر

تیغین کھا کھا کے لب خشک جو کمہلاتے ہین
تیر اودھر سے عوض جرعۂ آب آتے ہین

جون کمان کٹ کے تنک آئے ہین ابروئے خدا
ہین لہو رونے سے وہ نرگسی آنکھیں بلنا
بوسے جن ہونٹوں کے لیتے تھے رسول تنہا
پیاس سے سوکھ گئے ہین وہ لب گوہر زا

چہرۂ قمر سنارہ تھا جن پھول سے رخسارون سے
چاک ہین مثل کتان ظلم کی تلوارون سے

زخمی ہین ابن ید اللہ کے دونون بازو
ہاتھ حیہات کہ یکدست ہین اب بے قابو
تیغ شانے پہ کبھی لگتی ہے ساعد پہ کبھو
انگلیاں ایسی ہین زخمی کہ ٹپکتا ہے لہو

پر یہ ہمت امت محبوب خدا کی خاطر
زخمی ہاتھون کو اٹھائے ہین دعا کی خاطر

سخت آفت مین ہے وہ پشت و پناہ عالم
کمر پاک سے ہے بار غم عباس سے خم
علی اکبر کی جوانی کا ہے جانکاہ الم
زانو پہ ہاتھ رکھے ہین و سنبھلتا ہے قدم

وار سے تیغون کے اعضا سے بدن کٹتے ہین
کوہ ثابت سے بڑے ہین تیرون سے کہ قدم ہٹتے ہین

ساتھ اسوار کے زخمی ہے سراپا رہوار
کہیں سو تیر جبین گردن سے کہیں جا بجا پا

www.urduchannel.in



یاں سے خون کی بوندیں ہیں ٹپکتی ہر بار ۔۔۔ نہ کھڑے رہنے کی طاقت ہے نہ تاب بیٹھنے کا

تیر جب لگتا ہے کچھ کہہ تو نہیں سکتا ہے
پھیر کر منہ شہ والا کی طرف تکتا ہے

شاہ فرماتے ہیں اے میرے رفیق و ہمدم ۔۔۔ ہے مجھے اپنے عزیزوں کے برابر ترا غم
ہم سے تو چھٹتا ہے اب تجھ سے جدا ہوتے ہیں ہم ۔۔۔ مر کے بھی تجھ کو نہ بھولوں گا میں خالق کی قسم

خلق سے سوئے عدم کوچ کی تیاری ہے
آخری اب ترے آقا کی یہ اسواری ہے

دیکھ لے تیری طرح میں بھی ہوں زخمی واللہ ۔۔۔ فاقہ مجھ پر بھی ہے اور تو بھی ہے بے دانہ و کاہ
ہے اگر تشنہ دہانی سے ترا حال تباہ ۔۔۔ تین دن گذرے ہیں پانی سے نہیں ہوں آگاہ

تو زبان خشک جو منہ پھیر کے دکھلاتا ہے
پسر ساقی کوثر کو حجاب آتا ہے

مثال ۱۷۔ اس سین کو ایک دوسرے موقع پر دکھایا ہے ؎

آج شبیرؑ پہ کیا عالم تنہائی ہے ۔۔۔ ظلم کی چاند پہ زہراؑ کے گھٹا چھائی ہے
اس طرف لشکر اعدا میں صف آرائی ہے ۔۔۔ یاں نہ بیٹا نہ بھتیجا نہ کوئی بھائی ہے

برچھیاں کھاتے چلے جاتے ہیں تلواروں میں
مار لو پیاسے کو ہے شور ستمگاروں میں

زخمی بازو ہیں کمر خم ہے بدن میں نہیں تاب ۔۔۔ ڈگمگاتے ہیں نکل جاتی ہے قدموں سے رکاب
پیاس کا غلبہ ہے لب خشک ہیں آنکھیں ہیں پر آب ۔۔۔ تیغ سے دیتے ہیں ہر وار کا اعدا کو جواب

شدت ضعف میں جس جا پہ ٹھہر جاتے ہیں

www.urduchannel.in



سیکڑون تیر ستم تن سے گذر جاتے ہین

گیسو آلودۂ خون لپٹے ہین رخسارون سے
تیر پیوست ہین خون بہتا ہے سوفارون سے
شانے کٹ کٹ کے لٹک آئے ہین تلوارون سے
لاکہہ آفت مین ہے اک جان دل آزارون سے

فکر ہے سجدۂ معبود مین سر دینے کی ✣
وار سے تیغون کے فرصت نہین دم لینے کی

خون مین تر پیچ عمامے کے ہین سر زخمی ہے
سینہ سب برچھیون سے تا بہ کمر زخمی ہے
ہے جبین چاند سی پُر نور مگر زخمی ہے
تیر بیداد سے دل زخمی جگر زخمی ہے

ضرب شمشیر سے بیکار ہین بازو دونون
ظلم کے تیرون سے مجروح ہین پہلو دونون

برچھی اگر کوئی پہلو پہ لگا جاتا ہے
بڑہتے ہین زخم بدن زور گہٹا جاتا ہے
مارتا ہے کوئی نیزہ تو غش آجاتا ہے
بند آنکھین ہین سر پاک جھکا جاتا ہے

گرد زہرا و علیؑ گریہ کنان پھرتے ہین
غل ہے گھوڑے سے امام دو جہان گرتے ہین

گرتے ہین قطرۂ خون زخم جبین سے پیہم
فکر ہے بخشش امت کی کچھ اپنا نہین غم
دست مجروح سے کچھ سکتے نہین تھم
کرتے ہین حمد خدا خشک زبان ہے ہر دم

ہے عبا تیرون سے غربال قبا گلگون ہے
ہونٹ یاقوت سے زخمی ہین دہن پُر خون ہے

زین سے ہوتا ہے جدا دوش محمدؐ کا مکین
برچھیان گرد ہین اور بیچ مین ہے سرور دین
چمن فاطمہؑ کا سرو ہے مائل بہ زمین
ہے یہ نزدیک گرے مہر نبوت کا نگین

www.urduchannel.in



پاؤن ہر بار رکابون سے نکل جاتے ہین
یا علیؑ کہتی ہے زینبؑ تو سنبھل جاتے ہین

لاکھ شمشیرین ہین اور ایک تنِ اطہر ہے
سیکڑون خنجر فولاد ہین اور اک سر ہے
ایک مظلوم ہے اور ظالمون کا لشکر ہے
نہ کوئی یار نہ ہمدم نہ کوئی یاور ہے

باگ گھوڑے کی لٹکتی ہے اٹھا سکتے نہین
سامنے اہل حرم روتے ہین جا سکتے نہین

کوئی سید کا نہین آہ بچانے والا
پیاس مین کوئی نہین پانی پلانے والا
حربے لاکھون ہین اور اک زخم اٹھانے والا
سینہ لے کس طرح سپر برچھیان کھانے والا

چرخ سے آگ برستی ہے زمین جلتی ہے
مارے گرمی کے زبان خشک ہے لبون نکلتی ہے

کہین دم لینے کو سایہ نہین ہر وقتِ زوال
کبھی زینبؑ کا ہی غم گاہ سکینہؑ کا خیال
اینٹھی جاتی ہے زبان پیاس کی شدت سے کمال
دن جو ڈھلتا ہے تو حضرت ہوئے جاتے ہین نڈھال

مثلِ خورشید بدن ضعف سے تھراتا ہے
نیرِ برجِ امامت پہ زوال آتا ہے

کہتے ہین ظالمون سے خشک زبان دکھلا کر
اہل کین ہنستے ہین یہ تیغِ ستم چمکا کر
بھر دو حق پانی کا اک جام پلا دو لا کر
آپ تشنہ ہین پہ بچے ہین بہت بیکل کہا کر

یہ سخن سنکے بھی ظالم نہین شرماتے ہین
یاس سے سب سوئے فلک دیکھ کے رہ جاتے ہین

عرض کرتے ہین یہ خالق سے کہ اے رب غفور
تو ہے عالم کہ نہین کچھ ترے بندے کا قصور

www.urduchannel.in



کرتے ہین یہ سبھی مجھے بیجرم و خطا یونہی چور ۔۔۔ ہاتھہ امت پہ اُٹھانا نہین مجھکو منظور

جانتے ہین کہ محمدؐ کا نواسا ہون مین
پانی دیتے نہین دو روز کا پیاسا ہون مین

# واقعہ نگاری

اُردو زبان کا ایک مشہور انشا پرداز لکھتا ہے۔

"فارسی مین صدہا نظم و نثر کی کتابین ہین جن کے خیالات، باریکی اور تاریکی عبارت مین جگنو سے اُڑتے نظر آتے ہین لیکن کیا حاصل؟ اس انداز مین اصلی ماجرا ادا کرنا چاہو تو ممکن نہین، ایسی ماں کا دودہ پی کر اُردو نے پرورش پائی تو اسکا کیا حال ہوگا"

فارسی کے متعلق تو یہ الزام تسلیم نہین کیا جا سکتا، لیکن کچھہ شبہہ نہین کہ اُردو مین جس چیز کی بڑی کمی ہے وہ یہی واقعہ نگاری ہے، شاعری کی جو صنفین اُردو مین آئین، وہ قصیدہ اور غزل تھی، ان دونون کو واقعہ طرازی سے کوئی نسبت نہ تھی، مثنویان جو لکھی گئین وہ مورخانہ نہین بلکہ عاشقانہ تہین، اِس لئے اصلی واقعات کے اظہار کی چندان ضرورت پیش نہین آئی، اُردو زبان کی نسبت جو کم مایگی کی شکایت ہے، وہ زیادہ تر اسی لحاظ سے ہے کہ وہ ہر قسم کے واقعات، معاملات، کاروبار۔ معاشرت، کے جزئیات کے ادا کرنے پر قادر نہین، اسی بنا پر، اگر اُردو نظم مین، کوئی تاریخ کی کتاب لکھنا چاہین تو نہین لکھہ سکتے،

واقعہ نگاری کی دو قسمین ہین،

(۱) واقعہ نگار کسی تاریخی واقعہ کو بے کم و کاست نظم کر دے، اسکے لئے صرف زبان پر قدرت درکار ہے، شاعری کی چندان ضرورت نہین۔

(۲) واقعہ، اجمالاً معلوم ہے، لیکن واقعہ نگار، واقعہ کے تمام جزئیات اور حالات، اپنی طبیعت سے پیدا

www.urduchannel.in



کرتا ہے، وہ واقعہ کی نوعیت کو دیکھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ اس قسم کے موقع پر فطرت کا اقتضا کیا ہے، ان تمام چیزون کو وہ موجود فرض کرلیتا ہے اور ان کو ادا کرتا ہے۔

اس قسم کی **واقعہ نگاری** کا کمال یہ ہے کہ جو کچھ بیان کیا جائے بالکل بیان واقعی ہو، اور تمام واقعات مین اس قسم کا تناسب، ربط، اور موزونی ہو کہ کسی واقعہ کی نسبت، شک کا احتمال بھی نہ آنے پائے۔ اس قسم کی واقعہ نگاری کے لئے صرف قدرت زبان کافی نہین، بلکہ فطرت کا بڑا نکتہ دان ہونا درکار ہے، مثلاً شاعر احباب کی جدائی کا واقعہ لکھنا چاہتا ہے تو اسکو اُن تمام جزوی کیفیتون پر نظر ہونی چاہئے جو اس حالت مین پیش آتی ہین مثلاً یہ کہ اس حالت مین ایک دوسرے کو کس حسرت آمیز نگاہ سے دیکھتا ہے؟ کس قسم کی باتین کرتا ہے؟ کن باتون سے دل کو تسلی دیتا ہے؟ رخصت کے وقت بے اختیار کیا حرکات صادر ہوتے ہین، آغاز کی کیفیت، کس طرح بتدریج ترقی کرتی جاتی ہے؟ حاضرین پر ان سے کیا اثر پڑتا ہے؟ پھر جدائی جدائی مین بھی فرق ہے، باپ بیٹے کی جدائی، بھائی بھائی کی جدائی، زن وشو کی جدائی۔ احباب کی جدائی، ان مین سے ہر ایک کی الگ الگ خصوصیات ہین، ان مختلف، اور کثیر الانواع خصوصیات کا احاطہ کرنا، اور ان کو موثر پیرایہ مین ادا کرنا شاعرانہ واقعہ نگاری ہے،

اسی طرح لشکر کشی، معرکہ آرائی، فتح وشکست، سفر وحضر۔ بیماری وموت، قید وبند۔ دشت نوردی و بادیہ پیمائی، سیکڑون ہزارون واقعات ہین، اور ہر واقعہ کی سیکڑون جزئیات ہین، ان تمام کا احاطہ کرنا، اور اُن کو ہو بہو ادا کر سکنا، کمال شاعری ہے۔

اُردو زبان مین چونکہ ایک مدت تک بیہودہ مبالغہ اور خیال بندی کی گرم بازاری رہی، اس لئے واقعات کے ادا کرنے کے لئے جو الفاظ۔ ترکیبین، اصطلاحات مقرر ہین، استعمال مین نہین آئین اس لئے آج نئے سرے سے ان کو استعمال کیا جائے تو یا ابتذال یعنی عامیانہ پن یا غرابت یعنی روکھا پن پیدا ہو جاتا ہے، نظیر اکبرآبادی کے کلام مین جو صوفیانہ پن ہے، اسکا یہی راز ہے۔ میر حسن نے اپنی مثنوی مین

www.urduchannel.in



اکثر واقعات کا سمان دکھانا چاہا ہے اور یہ ان کی صحیح المذاق کا نتیجہ ہے لیکن اکثر جگہہ ابتذال پیدا ہو گیا ہے،

ع کرتے ہے کو کڑے سے بجا تی چلی، اگر واقعہ نگاری ہے، تو شعرا نے اچھا کیا کہ واقعہ نگاری سے الگ رہے

واقعہ نگاری جب کمال کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے تو اسکو مرقع نگاری کہتے ہین جسکو آج کل کی زبان مین کسی چیز کا سمان دکھانا، یا سین دکھانا کہتے ہین۔

میر انیس نے، واقعہ نگاری کو جس کمال کے درجہ تک پہنچایا ہے، اُردو کیا فارسی مین بھی اسکی نظیر بمشکل سے مل سکتی ہین، اُنکے کمال کی خصوصیات حسب ذیل ہین۔

(۱) ہر قسم کے واقعات و معاملات و حالات اس کثرت سے نظم کیے ہین کہ واقعہ نگاری کی کوئی صنف باقی نہین رہی جو اُنکے کلام مین نہ پائی جاتی ہو۔

(۲) کوئی واقعہ جب سامنے آتا ہے تو عام نگاہین، صرف نمایان باتون پر پڑتی ہین اور اس لیے جب لوگ اُن کو بیان کرنا چاہتے ہین، تو انھی نمایان باتون کو بیان کرتے ہین، لیکن ایک دقیق النظر اُن تمام جزئیات پر بھی نظر ڈالتا ہے، اور اُن کو ظاہر کرتا ہے یہ جزئیات جب ادا کیے جاتے ہین تو سامعین پر اسطرح کا اثر پڑتا ہے گویا کوئی بھولی ہوئی بات یاد آگئی، اسکے علاوہ واقعہ کی پوری پوری تصویر کھینچنے سے دل پر ایک خاص اثر پڑتا ہے۔ یہ جزئیات، اکثر شعرا نظر انداز کر جاتے ہین جسکی وجہ اکثر تو یہ ہوتی ہے کہ اُن پر عام نگاہین پڑ نہین سکتین، اور زیادہ تر یہ کہ ہر شخص اُن کے ادا کرنے پر قادر نہین ہوتا، لیکن میر انیس چونکہ فطرت اور معاشرت انسانی، کے بہت بڑے رازدان ہین، اس لیے دقیق سے دقیق، اور چھوٹے سے چھوٹا نکتہ بھی اُنکی نظر سے بچ نہین سکتا اسکے ساتھ زبان پر یہ قدرت ہے، کہ کہین اُنکو دقت پیش نہین آتی،

مثلاً ایک موقع پر گھوڑے کی تیز روی کو لکھا ہے قاعدہ ہے کہ گھوڑا جب حد سے زیادہ تیز دوڑتا ہے تو اکثر اُسکی دونو کنوتیان کھڑی ہو کر مل جاتی ہین، اسکو بعینہ اسطرح ادا کیا ہے،

ع دونون کنوتیان بھی کھڑی ہو کے مل گئین۔

www.urduchannel.in



حضرت عباسؑ، جب نہر کے پاس پہنچے ہین، تو گھوڑا جو کئی دن کا پیاسا تھا، پانی دیکھکر بیتاب ہوگیا ہے لیکن حضرت عباسؑ اسکو پانی نہ پینے سے روکتے ہین، اس موقع پر واقعہ کی اصلی صورت کھینچنے کے لئے یہ ضرور ہے کہ اس کشمکش کے موقع پر جو اضطرابی حالت پیش آسکتی تھی، وہ دکھائی جائے چنانچہ میرانیس کہتے ہین ؎

دو دن سے بےزبان پہ جو تھا آب و دانہ بند
ہر بار کانپتا تھا سمٹتا تھا بند بند
دریا کو ھنھنا کے لگا دیکھنے سمند
چمکارتے تھے حضرت عباسؑ ارجمند
تڑپاتا تھا جگر کو جو شور آبشار کا
گردن پھرا کے دیکھتا تھا مُنہ سوار کا

واقعہ کی جزئیات

یا مثلاً حضرت امام حسینؑ کے سامنے اُن کے ترسانے کو جب عمر بن سعد نے پانی منگوا کر پیا ہے اس موقع پر کہتے ہین، ع ظالم نے ڈگڈگا کے پیا سامنے جو آب،

ڈگڈگا کے پانی پینا، ایک معمولی اور غیر مہتم بالشان واقعہ ہے لیکن ایک تشنہ لب کے ترسانے کے مضمون مین اسکا اظہار، حسن بلاغت کا ایک بڑا ضروری نکتہ ہے۔

یا مثلاً ایک موقع پر گھوڑے پر سوار ہونے کی حالت کو لکھا ہے، ع وہ ہات، ہٹ کے آپ نے رکھا ایال پر، گھوڑے سے ذرا ہٹ کر ایال پر ہات رکھنا، اور سوار ہونا، سواری کی مخصوص حالت ہے، اس لئے واقعہ کی تصویر کھینچنے کے لئے اس حالت کا دکھانا ضرور تھا۔

یا مثلاً حضرت شہربانوؑ جب اپنی بیٹی صغراؑ سے رخصت ہونے لگی ہین، تو اصغرؑ کی طرف سے جو صرف چھ مہینے کے تھے، رخصت کے معمولات ادا کرائے ہین اس موقع پر اکثر مستورات کا دستور ہے کہ بچے کا ہات اُسکی پیشانی پر رکھکر کہتی ہین کہ دیکھو یہ تمھین سلام کرتے ہین اس حالت کو بعینہ ادا کیا ہے ؎

بانوؑ نے کہا دستِ پسر ماتھے پہ رکھ کر
لو آخری تسلیم بجا لاتے ہین اصغر

www.urduchannel.in



یا مثلاً جوانانِ اہل بیت کی سیر و خوش خرامی کے موقع پر لکھتے ہین ؎

زلفین ہوا مین اُڑتی تہین، ہاتو نمین ہاتھ تھے
لڑکے کبھی بند کھولے ہوئے ساتھ ساتھ تھے

یا مثلاً جب رفقاے امام علیہ السلام صف نماز سے لڑائی کے لئے اُٹھے ہین اس موقع پر لکھتے ہین ؎

طیار جان دینے پر چھوٹے بڑے ہوئے
تلوارین ٹیک ٹیک کے سب اُٹھ کھڑے ہوئے

یا مثلاً حضرت عباسؑ، جب گھوڑا اُڑاتے ہوئے نہر کی طرف گئے ہین، تو دریا کے نگہبانون سے جو نشیب مین تھے اُسوقت آنکھ چار ہوجاتی تھی، جب گھوڑا زیادہ اُنچا اُڑجاتا تھا، اس حالت کو اسطرح ادا کیا ہے ؎

برچھیون اُڑتا تھا دب دب کے فرس رانون سے
آنکھ لڑجاتی تھی دریا کے نگہبانون سے

یا مثلاً سکینہؑ جب قید خانہ مین دربانون سے اپنا حال کہنے گئی ہین وہان لکھا ہے، ؎

بولا نہ جب کوئی تو ہوا غم زیادہ تر
دیوار پکڑے پکڑے گئی وہ قریب در
پٹ کو ہلا ہلا کے پکاری وہ نوحہ گر
دربانون جاگتے ہو کہ سوتے ہوئے بیخبر

بیکس ہون، تشنہ لب ہون، فلک کی ستائی ہون
کچھ تم سے اپنا حال مین کہنے کو آئی ہون

دو حریفون کی معرکہ آرائی کو جہان مرزا دبیر وغیرہ لکھتے ہین، صرف عام طرح پر اوپری اوپری باتین لکھ دیتے ہین یہ مطلق پتہ نہین چلتا کہ دونون نے فن جنگ کے کیا کیا ہنر دکھائے، لیکن میر انیس اکثر جگہ اُن خصوصیات کو تفصیل سے بیان کرتے ہین، اور یہ انکی قدرت زبان، کی سب سے بڑی دلیل ہے، مثالین رزمیہ کے عنوان مین آئینگی، اب ہم ہر قسم کی واقعہ نگاری کی چند مثالین درج کرتے ہین،

ا حضرت امام حسینؑ، کا کربلا مین داخلہ، دشمنون کی روک ٹوک، رفقاے امام کی برہمی، امام علیہ السلام کی صلح پسندی اور درگذر وغیرہ وغیرہ ؎

اُترا یہ کہکے کشتی امت کا ناخدا
جتنے سوار تھے وہ ہوے سب پیادہ پا

www.urduchannel.in



حضرت نے مسکرا کے یہ ہر ایک سے کہا
دیکھو تو کیا ترائی ہے کیا نہر کیا فضا
اکبرؑ شگفتہ ہو گئے صحرا کو دیکھ کر
عباسؑ جھومنے لگے دریا کو دیکھ کر

بولے یہ اشک بھر کے شہنشاہ سربلند
کیوں یہ مقام ہے تمہیں شاید بہت پسند
کی مسکرا کے عرض کہ یا شاہ ارجمند
بس یاں تو خود بخود ہوئی جاتی ہے آنکھ بند
شبیرؑ اب یہیں رہیں گے عنایت جو رب کی ہے
بس کیا کہوں حضور ترائی غضب کی ہے

روتے ہوئے وہاں سے بڑھے آپ چند گام
گویا زمیں کی سیر کو اترا مہ تمام
انجم کی طرح گرد تھے حیدرؑ کے لالہ فام
شکلیں وہ نور کی وہ تجلی وہ احتشام
زلفیں ہوا میں اڑتی تھیں ہاتھوں میں ہاتھ تھے
لڑکے بھی بند کھولے ہوئے ساتھ ساتھ تھے

تکنے لگے پہاڑوں کو مسلمؑ کے دونوں لال
پھولوں سے کھیلنے لگے زینبؑ کے نونہال
سبزے سے واں کے ابن حسنؑ خوش ہوئے کمال
کی عرض اس زمیں کا ہر اک گل ہے بے مثال
اے خسرو زمیں یہ جگہ ہے جلوس کی
خوشبو ہے یاں کی خاک میں عطر عروس کی

صحرا سے آئے پھر سوئے دریا شہ امم
الیاس شاد ہو کے پکارے بصد حشم
اچھلیں درود پڑھتی ہوئی مچھلیاں بہم
بولے حباب آنکھوں پہ شاہا ترے قدم
پانی میں روشنی ہوئی حسن حضور سے
لے لیں بلائیں پنجۂ مرجاں نے دور سے

www.urduchannel.in



ٹھہرے کنارے نہر جوانان ماہ رو
دھویا کسی نے رخ کسی نے کیا وضو
گھوڑے جو آئے پیاس بجھانے کنار جو
بھر لائے اشک آنکھوں مین شبیر نیکخو +
کھینچی اک آہ سرد ترائی کو دیکھکر
ہاتھون سے دل پکڑ لیا بھائی کو دیکھکر

بولے یہ ہاتھ جوڑکے عباسِ نامور
خیمہ کہان بپا کرین یا شاہ بحر و بر
ایذا ہے محملون مین بہت اہلبیت پر
بچے ہین نازکی مین گلون سے زیادہ تر
کب سے عماریون کے ہین پردے چھٹے ہوئے
گرمی کے مارے دم ہین سبون کے رُکے ہوئے

کچھ سوچ کر امامِ دو عالم نے یہ کہا +
زینب جہان کہین وہین خیمہ کرو بپا
پیچھے ہٹے یہ سنتے ہی عباسِ باوفا
جاکر قریب محملِ زینب یہ دی صدا
حاضر ہے جان نثار امام غیور کا
برپا کہان ہو خیمۂ اقدس حضور کا

بولی یہ سُنکے دخترِ خاتونِ روزگار
اس امر مین بھلا مجھے کیا دخل مین نثار
خشکی ہو یا ترائی چمن ہو کہ سبزہ زار
ہر جا مسافرون کا نگہبان ہے کردگار
مختار کائنات کے تم نورِ عین ہو
اُترو وہان جہان مرے بھائی کو چین ہو

آرام کو ترس گئے جب سے چھٹا ہے گھر
کن آفتون مین پانچ مہینے ہوئے بسر
یہ آندھیان یہ گرمی کے ایام یہ سفر
دن بھر چلے ہین دھوپ مین جاگے ہین رات بھر
گرمی سے کھیت خشک تھے جنگل اُجاڑ تھا

www.urduchannel.in



ایک ایک کوس راہ جبل مین پہاڑ تھا

آج اس زمین پر ہمین لایا ہے آسمان
اب دیکھیے دکھاتی ہے تقدیر کیا یہان
آقا کی خیریت کی دعا مانگو بھائی جان
یارب مسافرون کو مبارک ہو یہ مکان
دشمن بہت ہین بادشہ خوشخصال کے
بھائی بہن نثار ذرا دیکھ بھال کے

بھائی سے اس زمین کی سُنی ہے بہت صفت
ہے وہ امام واقفِ اسرارِ شش جہت
جو جو سخن ہین اُن سے بھی لازم ہے مصلحت
صدقے گئی حبیب سے بھی کرلو مشورت
ساحل پہ دشمنون مین کسیکا عمل نہو
بھیّا مجھے یہ ڈر ہے کہ ردّ و بدل نہو

دستِ ادب کو جوڑ کے اُس شیر نے کہا
تشویش کچھ نہ کیجیے اے بنت مرتضا
ہرچند مصلحت مری کیا او رعقل کیا
لیکن ترائی سے کوئی بہتر نہین ہے جا
جو مہر فاطمہؑ مین ہے یہ وہ فرات ہے
گرمی مین قربِ نہر کا آبِ حیات ہے

حضرت کے حکم کا متردد ہے جان نثار
ارشاد یہ ہوا کہ دیا تم کو اختیار
آیا حضورِ سبطِ پیمبر وہ ذی وقار
کی عرض خیمہ نہر پہ کرتا ہے خاکسار
اُترین یہین یہ مرضیِ آلِ رسول ہے
بولا وہ بحرِ فیض کہ اچھا قبول ہے

یہ سُن کے خادمون کو پکارا وہ مہ جبین
فرّاش آکے جلد مصفّا کرین زمین
حاضر ہون آب پاش محل دیر کا نہین
یان ہوگا خیمۂ حرمِ بادشاہِ دین

www.urduchannel.in



جلد اُن کو بھیجو لوگ ہیں جو کاروبار کے
لے آؤ اشتروں سے قناتیں اُتار کے

بولے زہیرِ قین کہ حاضر ہیں سب غلام
بڑھ کر حبیب بھی ہوئے مصروفِ اہتمام
کرسی منگا کے بیٹھ گئے اک طرف امام
رتبے میں ہو گئی وہ زمیں عرشِ احتشام
پرتو فگن تھا نورِ رسالت مآب کا
سر پر لگا تھا چترِ زری آفتاب کا

تھا فکر میں خسروِ شش و دو عالم کا تاجدار
کھلوا رہے تھے خیموں کو عباسِ ذی وقار
ناگہ اُٹھا شمال کی جانب سے اک غبار
رایت سیاہ و سرخ نظر آئے تین چار
مڑ کر کہا حبیب نے کچھ رنگ اور ہے
بولا کوئی یہ شام کے لشکر کا طور ہے

یہ ذکر تھا کہ بن میں سیاہی سی چھا گئی
ڈنکے کی دشتِ ظلم سے کوسوں صدا گئی
گھوڑوں کے دوڑنے سے زمیں تھرتھرا گئی
جنگی سپاہ گھاٹ کے نزدیک آ گئی
اک ایک پیل زور تہمتن شکوہ تھا
ابنِ رکاب سبز قدم سرگروہ تھا

بولے ملازموں سے یہ عباسؑ باوفا
دریافت تو کرو کہ ارادہ ہے انکا کیا؟
آتے ہی سرکشی یہ طریقہ ہے کونسا؟
کہدو کہ اہلبیت کے خیمہ کی ہے یہ جا
لازم رسول زادیوں کا احترام ہے
اُتریں الگ کہیں یہ ادب کا مقام ہے

کرسی نشین ہے لختِ دلِ سید البشر
آئینِ خسروی سے یہ واقف نہیں مگر

www.urduchannel.in



آتی ہے اُڑ کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے گرد اِدھر — کیا ہے جو روکتے نہیں باگیں یہ خیرہ سر

بھولے ہوئے ہیں اسپ کہ ہم خاکسار ہیں
شاید ہوا کے گھوڑوں پہ ظالم سوار ہیں

اُس فوج کے رئیس نے بڑھ کر کیا کلام — حکم امیر ہے یہیں اُترے سپاہ شام
چھوڑینگے ہم اُسے کہ جو راحت کا ہے مقام — دریا سے ہٹ کے آپ بپا کیجیے خیام

لشکر کشی ہے بادشہ کائنات پر
کل مورچے سپاہ کے ہونگے فرات پر

کوفے سے کل جو ابن ابحر آئے ہیں دس ہزار — رستے میں شام کے ابھی فوجیں ہیں بیشمار
خالی ہیں منزلیں نہ بیابان نہ کوہسار — شہروں سے برگنوں سے چلے آتے ہیں سوار

لاکھوں ہیں کوئی قبل کوئی بعد آئے گا
گیتی ھلیگی جب پسر سعد آئے گا

فوجوں کا جائزہ تھا وہاں ہم چلے تھے جب — گروے میں بیس کوس کے لشکر پڑا تھا سب
دستوں کی روم و شام کے آمد ہے روز و شب — اس ارض پر نہ ہو جو سمائی تو کیا عجب

کیجیے مقام گر کوئی گوشہ جدا ملے
ممکن نہیں کہ نہر پہ خیمے کی جا ملے

ہم گھاٹ روکنے کے لیے آئے ہیں اِدھر — ہے آج شب کو داخلہ شمر کی خبر
سنتے ہی یہ ترائی میں گونجا وہ شیر نر — تیوری چڑھا کے تیغ کے قبضہ پہ کی نظر

کم تھا نہ ہمہمہ اسد کردگار سے
نکلا ڈکارتا ہوا ضیغم شکار سے

www.urduchannel.in



غصے مین رکھہ کے دوش پہ شمشیر برق دم
نعرہ کیا اسد نے کہ تم سے چھٹینگے ہم
گر فوج قاہرہ کی سے آمد تو کیا ہے غم
گرتا ہے کٹ کے سر وہین جس جا جمے قدم
پھیرین جو شیر سامنے آتا نہین کوئی
یہ آنکھہ وہ ہے جس مین سماتا نہین کوئی

تم کون ہو حسینؑ ہے مختار خشک و تر
ان کے سوا ہے کون شہنشاہ بحر و بر
دیکھو فساد ہوگا بڑا ہو گئے اگر ادھر
شیرون کا یان عمل ہے تمہین کیا نہین خبر
سبقت کسی پہ ہم نہین کرتے لڑائی مین
بس کہہ دیا کہ پاؤن نہ رکھنا ترائی مین

ظالم بگڑ بگڑ کے بڑھے ایک بار سب
بلوہ جو ہو گیا سمٹ آئے سوار سب
نیزے علم کیے ہوئے تھے نیزہ دار سب
باندھے تھے ایک غول ضلالت شعار سب
لیکن ملا نہ سکتے تھے آنکھہ اُس دلیر سے
ایک شور تھا کہ چھین لو دریا کو شیر سے

بگڑے ابو ثمامہ و سعد فلک سریر
تولی زہیر قین نے شمشیر بے نظیر
جوڑا کمان مین ابن مظاہر نے ایک تیر
بولے اسد کہ زجر کے قابل ہین یہ شریر
عباس کو غیظ لشکر بد خو پہ آگیا
غصے سے بل ہلال کے ابرو پہ آگیا

اُلٹی جناب قاسم ذیشان نے آستین
قبضے پہ ہاتھہ رکھکے بڑھے اکبر حسین
بولے پکڑ کے نیمچے زینبؑ کے مہ جبین
شیرون سے کیا ترائی کو لین گے یہ اہل کین
کیسے تو نیزہ بازون کو ہم دیکھہ بھال لین

www.urduchannel.in



تیوری کوئی چڑہائے تو آنکہین نکال لین

آگے تہے سب کے حضرت عباسؑ ذی حشم
بڑہ بڑہ کے روکتے تہے دلیرونکو دمبدم
تیغین جو تولتے تہے ادہر بانیٔ ستم
کہتے تہے سر نہو گا بڑہایا اگر قدم
لرزہ تہا رعب حق سے ہر اک نابکار کو
روکے تہا ایک شیر جری دس ہزار کو

بڑہتا تہا جو ستارہ جس دم وہ شیر نر
گرتا تہا کوئی ڈر کے ادہر اور کوئی اُدہر
تیغین جو کچھ کہین تو ہوا اور شور و شر
گہبرا گئے اہلبیت شہنشاہِ بحر و بر
آغوش مین پہوپہی کے سکینہؑ دہل گئی
غل پڑ گیا کہ گہاٹ پہ تلوار چل گئی

چلائی روکے زینبؑ ناشاد و نامراد
ہے ہے خبر تو لو کہ یہ کس سے ہوا فساد
غربت زدون سے کیا سبب کینہ و عناد
دیکہے کوئی کدہر ہین شہنشاہِ خوش نہاد
ہمشیر کو نثار امام امم کرو
لوگو دعائین اکبرؑ مہرو پہ دم کرو

محمل سے منہ نکال کے فضہ نے یہ کہا
بلوہ کنار نہر ہے اے بنت مرتضیٰؑ
نیزے بڑہا بڑہا کے ہٹاتے ہین اشقیا
قبضے پہ ہاتہ رکہے ہین عباسؑ باوفا
کیا جانے کس نے ٹوک دیا ہے دلیر کو
سب دشت گونجتا ہے یہ غصہ ہے شیر کو

زینبؑ پکارین پیٹ کے زانو بصد ملال
ہے ہے غضب ہوا اگر آیا اُنہین جلال
کہدے کوئی کہ اے اسد کبریا کے لال
غربت پہ ابن فاطمہؑ کی تم کرو خیال

www.urduchannel.in



قربان ہو گئی نہ لڑائی کا نام لو
مین ہاتھ جوڑتی ہون کہ غصے کو تھام لو

یہ بات کہکے رونے لگی خواہر امام ۔۔۔ عباسؑ اُدھر غضب مین بڑھے سوی فوجِ شام
کرسی سے جلد اُٹھ کے پکارے شہِ انام ۔۔۔ بھتیا ہمارے سر کی قسم روک لو حسام

یکسان ہے بر و بحر ہماری نگاہ مین
غیظ و غضب کو دخل نہ دو حق کی راہ مین

آؤ تمھین قسم ہے جنابِ امیرؑ کی ۔۔۔ بگڑو نہ سرکشی پہ سپاہِ شریر کی
ہمراہ بیٹیان ہین شہ قلعہ گیر کی ۔۔۔ سب سے جدا ہی چاہیئے منزل فقیر کی

کیا دشت کم ہے صابر و شاکر کے واسطے
یہ اہتمام ایک مسافر کے واسطے؟

آقا نے دی جو اپنے سرِ پاک کی قسم ۔۔۔ بس تھرتھرا کے رہ گیا وہ صاحبِ کرم
پر تھی شکن جبین پہ نہ ہوتا تھا غیظ کم ۔۔۔ چپ ہو گئے قریب جب آئے شہِ اُمم

غیظ اور ادب۔

گردن جھکا دی تا نہ ادب مین خلل پڑے
قطرے لہو کے آنکھون سے لیکن نکل پڑے

تیغ و سپر کو پھینک کے بولا وہ نامور ۔۔۔ کہہ دیجیے ان سے کاٹ کے لیجائین میرا سر
حکمِ خدا ہے حکمِ شہنشاہ بحر و بر ۔۔۔ اب کچھ کہون زبان سے کیا تاب کیا جگر

مین ہون غلام آپ کے ادنیٰ غلام کا
آقا مجھے خیال تھا بابا کے نام کا

گردن مین ہاتھ ڈال کے حضرت نے یہ کہا ۔۔۔ کیون کانپتے ہو غیظ سے بھائی یہ کیا کیا

www.urduchannel.in



لو اب اٹھاؤ تیغ و سپر تم یہ مین فدا
دریا کو تم توڑ کے چلے اے میرے دلقا

وہ شمشیر ہو کہ داک ہے ساری خدائی مین
دیکھو کوئی تمھارے سوا ہے ترائی مین +

۴ حضرت عباس جب میدان جنگ مین گئے ہین تو شمر نے یہ ترغیب دی کہ ناحق آپ اپنی جان کیون گنواتے ہین اُدہر سے ٹوٹ کر ہماری طرف آجایئے تو منصب اور جاگیر اور کیا کچھ نہ ملے گا حضرت عباسؑ نے نہایت برہم ہو کر اسکی درخواست کو رد کیا، یہ سوال وجواب ہو رہے تھے کہ دشمنون نے یہ خبر اُڑا دی کہ عباسؑ ہماری طرف آگئے، اہل بیت اور خاص کر حضرت عباسؑ کی بیوی پر اس وقت جو اثر ہوا، اور جو باتین ہوئین ان کو کس خوبی سے ادا کیا ہے ۵

وان شمر و علمدار مین ہوتی تھی یہ تقریر
خیمے کے قریب آن کے اک ظالم بے پیر

یان خیمے کی ڈیوڑھی پہ کھڑے تھے شہ دلگیر
چلایا کہ لو ٹوٹ گئے بازوئے شبیر

اس فوج مین فرزند امیر نجف آیا
عباسؑ علمدار ہماری طرف آیا +

اکبر سے یہ بولا پسر مخبر صادق
یہ بات نہین رتبۂ عباسؑ کے لائق

کاذب ہین جفاکار ہین مفسد ہین یہ فاسق
وہ ہے مرا شیدا مرا یاور مرا عاشق

بھائی سے کنارا کبھی بھائی نہ کرے گا
عباسؑ علی مجھ سے بُرائی نہ کرے گا

ناموس نبی مین بھی یہ چرچا ہوا اک بار
کہنے لگی تب زوجۂ عباسؑ علمدار

زینبؑ نے کہا یہ تو نہ مانون گی مین زنہار
کیا ماجرا ہے بی بی ہو مجھ سے کرو اظہار

www.urduchannel.in



ہے دیر سے[۵۱] اک شور بپا لشکر کین مین
وارث مرا کیا قید ہوا لشکر کین مین

بولی یہ سکینہ[۵۲] کہ چچی تم سے کہون کیا
اور کہتے ہین آپس مین خوشی ہو کے یہ اعدا
روتے ہین کمر پکڑے ہوے اتنونسی بابا
عباسؑ ملا ہمسے شہ دین ہوئے تنہا

اس صدمے سے ننھا سا کلیجہ مرا شق ہے
مین پیاس ہی بھول ہون یہ عمو کا قلق ہے

چپکے سے سکینہ نے کہا جب یہ بصد یاس
گھبرائی ہوئی خیمے کی ڈیوڑہی کے گئی پاس
غرقِ عرقِ شرم ہوئی زوجۂ عباسؑ
پھر سوچ کے کہتی تہی کہ بیجا ہے یہ وسواس

قوت شہ والا کی اُنہین سے تو فقط ہے
عباسؑ پھرے شہ سے؟ نہ مانونگی غلط ہے

بھائی کو وہ پیارے ہین اُنہین بھائی ہے پیارا
یہ ننگ علمدار کو ہوگا نہ گوارا
عاشق کہین معشوق سے کرتے ہین کنارا
قسمت ہی اولٹ جائے تو اسکا نہین چارا

لیکن فلک اسطرح سے گرتے نہین دیکھا
بھائی کو کبھی بھائی سے پھرتے نہین دیکھا

اس سوچ مین پھرتی تھی سراسیمہ و مضطر
اسکا بھی نہ تہا ہوش کہ کب گر گئی چادر

۵۱ یہان عجب بلاغت کا اظہار کیا ہے۔ حضرت عباسؑ کی بیوی لوگون سے واقعہ کو تحقیق کرنا چاہتی ہین لیکن یہ اُن کے زبان سے نہین نکل سکتا کہ "کیا درحقیقت عباسؑ دشمنون سے مل گئے" اس لئے انھون نے اس پیرایہ مین سوال کیا کہ کیا دشمنون نے انکو قید کر لیا یعنی اگر وہ دشمنون کے مجمع مین چلے بھی گئے تو قید ہو کر گئے ہونگے ورنہ یہ امر بالکل ناممکن ہے کہ وہ دشمنون سے جا کر مل جائین۔ منہ

۵۲ اس بلاغت کو دیکھو کہ اہل حرم سے کسی نے اس جھوٹی خبر کا زبان پر لانا بھی نہ چاہا لیکن سکینہ بالکل بچی تہین اسلئے انہون نے جو سُنا تہا بیان کر دیا

www.urduchannel.in



رخ زرد تھا دل کانپتا تھا سینہ کے اندر
دھڑکا تھا کہ اب کیا کہینگے آن کے سرور
یارب نہ سنون مین کہ جدا ہو گئے عباسؑ
یہ غل ہو کہ بھائی پہ فدا ہو گئے عباسؑ

آخر کہا بیٹے سے کہ واری ادھر آؤ
باندھو کمر اور جنگ کے ہتھیار لگاؤ
تم شیر کے فرزند ہو میدان مین جاؤ
بیتاب ہون اے لال خبر باپ کی لاؤ
تھے پانی کو دریا کے کنارے گئے عباسؑ
دیکھ آؤ تو ڑتے ہین کہ مارے گئے عباسؑ

غیرت سے موئی جاتی ہون مین بیکس و ناچار
کہتے ہین عدو پھر گیا بھائی سے علمدار
صدقے گئی کہیو مری جانب سے بتکرار
کیا قہر ہے تم شمر سے کیون کرتے ہو گفتار
وہ تفرقہ انداز ہے مردود خدا ہے
شبیرؑ کے دشمن سے علاقہ تمھین کیا ہے

۴۳- ابن سعد کربلا مین داخل ہوتا ہے، اور خولی سے حالات دریافت کرتا ہے، خولی ایک ایک جزکی تفصیل بیان کرتا ہے ٥

یہ ذکر تھا کہ دور سے ظاہر ہوئے نشان
امڈا زمین پہ ظلم کا دریا سے بیکران
موجون کی طرح سب تھین صفین پیش و پس رواں
لہراتے تھے ہوا سے علم مثل بادبان
ہلتا تھا دشت کین دہل اس طرح بجتے تھے
باجون کا تھا یہ شور کہ بادل گرجتے تھے

جنگی وہ روسیون کے پرے شامیون کے دل
خوف خدا نہ جنکو نہ اندیشۂ اجل
مکار و اہل نار و دغا باز و پرُ دغل
شکلین مہیب دیو سے قد ابروؤن پہ بل

www.urduchannel.in



بدخواہ خاندان رسالت پناہ تھے
ایسے جلے ہوئے تھے کہ چہرے سیاہ تھے

تلوارین کھینچے بڑھ کے جمے دو طرف سوار
غل ہو گیا سلامی کے باجون کا ایک بار
ڈنکے کی دم بدم بھی صدا آسمان کے پار
آگے بڑھے چلو، یہ نقیبون کی تھی پکار
گھوڑون پہ گرد و پیش رئیسان شام تھے
زرین کمر جلو مین کئی سو غلام تھے

اُترا قریب خیمۂ فرس سے وہ خیرہ سر
سر پر لگایا دوڑ کے خادم نے چتر زر
پہلے تو اپنی فوج پہ ظالم نے کی نظر
بولا کسی سے پھر وہ سوئے نہر دیکھ کر
خیمہ ہے کس طرف کو شہ خوش خصال کا
دریا پہ تو عمل نہین زہرا کے لال کا

خولی نے تب کہا کہ ہماری طرف ہے نہر
آئے تھے یان اُترنے کی خاطر امام دہر
فرماتے تھے یہ نہر تو ہے میری ماں کا مہر
ہم نے اُٹھا دیا اُنھین لیکن بجبر و قہر
عباسؑ مستعد تھے بہت ہم سے لڑائی کو
شبیرؑ پھیر لے گئے سمجھا کے بھائی کو

وہ دھوپ مین ہے خیمۂ زنگاری حسینؑ
راحت نہ رات کو ہے کوئی دم نہ دن کو چین
ہر دن علیؑ کی بیٹیان روتی ہین کرکے بین
آفت مین مبتلا ہے محمدؐ کا نورِ عین
بچون کی مارے پیاس کے حالت عجیب ہے
خیمہ نہ سایہ مین ہے نہ دریا قریب ہے

بولا شقی کہ کتنی ہے فوج شہِ اُمم
سُنتے تھے وان سپاہ حسینی کی دھوم ہم

www.urduchannel.in



اسنے کہا حسینؑ کے یاور بہت ہین کم
فاقون کے مارے دم مین کسی کے نہین ہے دم

ایسی نہ فوج کچھ ہے نہ ایسے نشان ہین
مین نے تو خود گنا ہے اکاسی جوان ہین

ہے ایک علم یہ قلتِ لشکر کا ہے نشان
یہ حال ہے لٹا ہوا جیسے ہو کاروان
اُردو مین جنس غم کے سوا جنس ہے گران
غلّہ کی یہ کمی ہے کہ ہے قحط آب و نان

اسوار بھی قلیل پیادے بھی تھوڑے ہین
کُل سترہ تو اونٹ ہین اور بیسؔ گھوڑے ہین

سطح ہے سرد آگ کا اُسمین نہین ہے نام
سب پیچ ہوائے گرم سے بیتاب ہین تمام
خاک آبدار خانے مین اُڑتی ہے صبح و شام
کیونکر لڑینگے بیکس و مظلوم و تشنہ کام

یان سیکڑون کمانین ہین فوجِ امیر مین
دو دو گرینگے خاک پہ ایک ایک تیر مین

یہ سب غلط سُنا تھا کہ ہے لشکرِ کثیر
کچھ نوجوان ہین چار طفل مین کچھ اور کچھ ہین پیر
ہین اُن مین سات آٹھ تو لڑکے کئی صغیر
پس جائینگے وہ ٹاپون سے ہنگام دار و گیر

کیا چھوٹے چھوٹے ہاتھونکی طاقت دکھائینگے
اِن سے تو تیغے بھی سنبھالے نہ جائین گے

کیا جانے دل مین سوچے ستھے کیا شاہِ کربلا
مقتل مین کھینچکر اُنہین لے آئی ہے قضا
لشکر تو یہ قلیل اور اِس فوج سے وغا
عمرین ہین چھوٹی چھوٹی بھلا وہ لڑینگے کیا

کچھ آزمودہ کار نہین کچھ مسن نہین
اُنکے ابھی تو گھر سے نکلنے کے دن نہین

www.urduchannel.in



ہمشکل مصطفیٰ کو تو اٹھارواں ہے سال
تیرہ برس کا ہے ابھی شبر کا نونہال
نو دس برس کے ہونگے زینب کے دونوں لال
ہاں اک جوان ہیں حضرت عباس خوشخصال
چھوٹے ہیں اور سب کوئی اُن میں جوان نہیں
خط اک طرف مسین بھی کسی کی عیان نہیں

سنتا ہوں میں ہیں دو پسرِ شاہ نامدار
بیمار اُن میں ایک ہے اور ایک شیرخوار
زینب کے دو ہیں تین حسن کے ہیں گلعذار
دس ہیں عقیل و مسلم و حیدر کے یادگار
زہرا کے جان و دل ہیں محمد کے پیارے ہیں
یہ سترہ تو چاند ہیں باقی ستارے ہیں

بتیس سب سوار شہ دین کے پاس ہیں
اب رہ گئے پیادے سو دو کم پچاس ہیں
آفت میں مبتلا ہیں مگر با حواس ہیں
غازی ہیں سرفروش ہیں اور حق شناس ہیں
کھانے کا ہے خیال نہ پانی کی فکر ہے
سجدے ہیں اور دعائیں ہیں اور حق کا ذکر ہے

بولا وہ تب کہ ہونگے جوان بانکے کے ہزار
خولی نے کی یہ عرض کہ ممکن نہیں شمار
ہیں تین چار کوس کے گردے میں سب سوار
اک اک جوان ہے رستم میدان کارزار
کیا کوئی لڑ سکے گا قیامت کی فوج ہے
لشکر کی ہیں صفیں کہ سمندر کی موج ہے

پیدل ہیں اک طرف تو رسالے ہیں اک طرف
خنجر ہیں ایک سمت تو بھالے ہیں اک طرف
جانباز ہاتھ قبضوں پہ ڈالے ہیں اک طرف
اور دس ہزار برچھیوں والے ہیں اک طرف
سب لوگ فکر قتل شہنشاہِ دین میں ہیں

www.urduchannel.in



کھنچے ہوئے کمانون کو سرکش کمین مین ہین

ہاتھون مین پہلوانون کے ہین گرز گاؤ سر
ضرب سے جنکے ٹوٹتی ہے کوہ کی کمر
ہر جا چمکی ہوئی ہین کمندین ادھر اُدھر
کالی گھٹا سی چھائی ہے ڈھالون کی نہر پر

سب لوگ جا بجا پئے قتل و ستیز ہین
تیغین بھی ہین اوپی ہوئی خنجر بھی تیز ہین

بھالا ہلا کے کوئی یہ کہتا ہے بار بار
نوک اسکی سینۂ علی اکبرؑ کے ہوگی پار
کہتا ہے کس غرور سے اک شام کا سوار
آئے تو رن مین حضرت شبیرؑ کا یادگار

اب کوئی دم مین گھر کے حسنؑ کی صفائی ہے
تلوار آج زہر مین مین نے بجھائی ہے

۴ - فوج آراستہ ہو رہی ہے، اور علم لا کر رکھا گیا ہے - عون و محمد جو امام علیہ السلام کے بھانجے اور حضرت زینبؑ کے صاحبزادے ہین، علم کے استحقاق کے دعویدار ہین اور چاہتے ہین کہ امام علیہ السلام سے اس منصب کی درخواست کرین - اسوقت کی گفتگو، حضرت زینب کی آزردگی، اور فہمائش، اور دیگر واقعات

زینبؑ کے پسر مشورہ کرتے تھے یہ باہم
کیون بھائی علم لینے کو ماموں سے کہین ہم؟
تائید خدا چاہیے گو عمر مین ہین کم
عہدہ تو ہمارا ہے یہ آگاہ ہے عالم

واقف ہین سبھی حیدرؑ و جعفرؑ کے شرف سے
حق پوچھو تو حقدار ہین ہم دونون طرف سے

دادا بھی علمدار ہے نانا بھی علمدار
ہم اپنے بزرگون کے ہین منصب کے طلبگار
کہنا تھا بڑا اعرض کا موقع نہین زنہار
ہین بادشہ کون و مکان مالک و مختار

عہدہ تو بڑا یہ ہے کہ ماموں پہ فدا ہون

www.urduchannel.in

چپکے رہو اماں نہ کہیں سُن کے خفا ہوں

مطلب نہ علم سے نہ حشم سے ہمیں کچھ کام　　مٹ جائیں نشان بس یہی عہدہ یہی نام
یہ سر ہوں نثارِ قدمِ شاہِ خوش انجام　　عزت رہے بھائی یہ دعا ہے سحر و شام
آقا جسے چاہیں علمِ فوجِ خدا دیں
مشتاق اجل ہیں ہمیں مرنے کی رضا دیں

روتی تھی جو پردے کے قریں زینبؑ دلگیر　　سب اُس نے مفصل سُنی بیٹوں کی تقریر
غصّے سے یہ کہنے لگی وہ صاحبِ توقیر　　دونوں کو اشارے سے بُلا کے کسی تدبیر
کچھ کہنا ہے سُن لیں اُسے فرصت اُنہیں گر ہو
عباسؑ نہ دیکھیں نہ شہِ دیں کو خبر ہو

یہ کہتی تھی زینبؑ کہ خود آئے وہ نکوکار　　چھوٹے سے یہ فرمانے لگیں زینبؑ ناچار
کیا باتیں ابھی بھائی سے تھیں اے مرے دلدار　　اسوقت میں ہو کون سے منصب کی طلبگار
سمجھے نہ کہ مادر عقبِ پردہ کھڑی ہے
گھر لُٹتا ہے پر تمھیں منصب کی پڑی ہے

اللہ بڑا عزم کیا باندھ کے تلوار　　بچو تمھیں ایسا نہ سمجھتی تھی میں زنہار
دیکھو ابھی تم دونوں سے ہو جاؤں گی بیزار　　کچھ کہیو نہ ماموں سے خبردار خبردار
کیا دخل تمھیں امر میں سلطانِ اُمم کے
دیکھوں گی نہ پھر مُنہ جو گئے پاس علَم کے

کچھ اور ہی تیور ہیں علم نکلا ہے جب سے　　تم کون ہو جو آگے بڑھے جاتے ہو سب سے
استادہ ہو جا کر عقبِ شاہ ادب سے　　عہدہ ہے یہ جس کا تجھے معلوم ہے نسب سے

www.urduchannel.in



اس امر مین خاطر نہ کرین اور کسی کی
مین خوش ہون بجا لائین وصیت کو علیؑ کی

مانا کہ پہونچتا ہے تمھین منصبِ جعفرؑ
چھوٹا مرا بھائی بھی ہے بیٹون کے برابر
آقا کی غلامی سے ہے عہدہ کوئی بڑھ کر
عاشق کا تو عاشق ہے برادر کا برادر

بگڑون گی گلہ گر کسی اسلوب کروگے
عباسؑ سے کیا تم مجھے محجوب کروگے

زینبؑ نے عتابانہ جو کی اُن سے یہ گفتار
شاہون سے غلامون نے بھی کی ہے کبھی تکرار
یون کہنے لگے جوڑ کے ہاتھون کو وہ دلدار
مالک ہین جسے چاہین علم دین شہ ابرار

رخصت کے لئے تیغ و سپر باندھے ہوئے ہین
ہم صبح سے مرنے پہ کمر باندھے ہوئے ہین

زینبؑ نے کہا لیکے بلائین کہ سدھارو
مان صدقے گئی سر قدمِ شاہ پہ وارو
بس اب مرا دل شاد ہوا اے مرے پیارو
ہو عید مجھے گر عمر و شمر کو مارو

یہ وقت ہے امداد امامِ ازلی کا
دے چھوٹے سے ہاتھون مین خدا زور علیؑ کا

۵ ۔ حضرت علی اکبرؑ میدانِ جنگ مین جانے کے لئے پھوپھی اور امان سے اجازت طلب کرتے ہین، اُن دونون کا اضطراب ۔ اور سوال وجواب ۵

خیمے مین آئے روتے ہوئے اکبرِ حزین
اک آہ سرد بھر کے یہ بولا وہ مہ جبین
چھاتی لگا لیا ماں نے پھوپھی نے بلائین لین
نرغے مین ظالمون کے اکیلے ہین شاہِ دین

روتے ہین غیر سیّد والا کے حال پر

اماں مقام رحم ہے بابا کے حال پر

اعدا کا ظلم بھائی کا غم تین دن کی پیاس
بازو شکستہ ضعف بصارت ہجوم یاس
اب میں ہوں اور کوئی نہیں شاہ دیں کے پاس
اس پر بھی اضطراب نہیں کچھ نہ ہے حواس
گھیرے ہیں سب امام غریب الدیار کو
تنہا کھڑے ہیں تولے ہوئے ذوالفقار کو

تنہا کہاں امام کہاں وہ ہجومِ عام
میں یاں ہوں اب تو اور بڑھی ہوگی فوجِ شام
فریاد ہے کوئی نہیں آتا ہمارے کام
مٹتا ہے صفحۂ دو جہاں سے پدر کا نام
مظلوم باپ آنکھوں کے آگے ہلاک ہو
بیٹا جواں ہم سا نہ پیوندِ خاک ہو

تقدیر نے کیا نہ شہادت سے بہرہ یاب
اچھا مریں گے بعد شہِ آسماں جناب
ہم بھی نہیں اگر نہیں فرزند بوتراب
ذرہ کہاں غروب ہوا جب کہ آفتاب
دنیا کا نور نیرِ اعظم کے ساتھ ہے
اپنی تو زندگی شہِ عالم کے ساتھ ہے

مجھکو تو آرزو ہے کہ سر کو فدا کروں
راہِ خدا میں فوج سے تنہا وغا کروں
سے حقوق والد ماجد ادا کروں
مالک مرے اگر نہ رضا دیں تو کیا کروں
واں اقتلوا[۵] الحسینؑ کا اعدا میں شور ہے
پر کچھ ہمارا پالنے والوں سے زور ہے

تم دونوں صاحبوں سے مرے اب ہیں دو سوال
اول تو یہ کہ دیجیے مجھے رخصتِ جدال

ـــه ۵ یعنی قتل کرو تم سب حسینؑ کو ۱۲

www.urduchannel.in



رکھ لیجے آبرو سے پسر ذوالجلال　　آ سکے مرے شہید نہ ہو فاطمہؑ کا لال
للہ ہاتھ اُٹھائیے اب نورعین سے
اماں ہیں عزیز نہ کیجے حسینؑ سے

ہے دوسری یہ عرض جو رخصت نہیں قبول　　جلدی ہو کربلا سے روانہ یہ دل ملول
یثرب سے کیا علاقہ ہے بطحا سے کیا حصول　　نہ جائینگے نجف نہ سوئے روضۂ رسولؐ
جنگل کی راہ لینگے گریبان کو پھاڑ کے
کافی ہیں مُنہ چھپانے کو دامن پہاڑ کے

پوچھیں جو دوستانِ مدینہ مری خبر　　کہہ دیجیے نہ آئینگے اب وہ کبھی ادھر
صدقے امام دیں پہ ہوے سارے نامور　　کچھ اُن سے ہو سکی نہ مددگاری پسر
بستی بسا کے رن میں شہ کربلا رہے
کنبے سے مُنہ چھپا کے وہ جنگل میں جا رہے

رونے لگا یہ کہکے جو وہ چودھویں کا ماہ　　بنت علیؑ کی آنکھوں میں دنیا ہوئی سیاہ
بھاوج کے مُنہ پہ یاس سے زینبؑ نے کی نگاہ　　گردن ہلا کے ماں نے بھری ایک سرد آہ
بنت علیؑ تو خاک پہ تھرا کے گر پڑی
بانوؑ پسر کے پاؤں پہ غش کھا کے گر پڑی

ماں کو اٹھا کے خاک سے رونے لگا پسر　　بیٹے کے گرد پھر کے یہ بولی وہ نوحہ گر
مجھکو بھی لے لو ساتھ جو منظور ہے سفر　　زینبؑ پکاریں چھوڑ کے ہمکو چلے کدھر
اچھا رضا حسینؑ سے لے لو تو جائیو
کاندھا مرے جنازے کو دے لو تو جائیو

www.urduchannel.in



اک دن وہ تھا کہ سوتے تھے چھاتی پہ رات بھر
کرتہ وہ پہنے دوڑتے پھرنا اِدھر اُدھر
یاد آتی ہیں وہ ہنسلیاں وہ کان کے گہر
یا آج تیغ ہاتھ میں ہے دوش پر سپر
غازی ہو صف شکن ہو سعادت نشان ہو
کیا کام ہم سے نام خدا اب جوان ہو

دادا کا مرتبہ تمھیں دے رب ذوالجلال
قایم تمھارے سر پہ رہے فاطمہؑ کا لال
قابل ہے رحم کرنے کے واری ہمارا حال
بچپن کی دائیوں کا بھی رکھیے ذرا خیال
کس سے ہو پھر امید اگر تم سے یاس ہو
اب تو تمھیں ہمارے بڑھاپے کی آس ہو

قوت تمھیں ہو دل کی تمھیں پارۂ جگر
یہ بھی خبر نہیں ہے مجھے کب مر گئے پسر
لاشیں بھی گھر میں آئیں تو پیٹا نہ میں نے سر
میں کہتی تھی جیسے یہ مرے غیر تھے پسر
اکبرؑ تو ہے اگر مرے پیارے نہیں نہیں
روشن ہے گھر میں چاند ستارے نہیں نہیں

باتیں یہ کر کے منہ پہ لیا گوشۂ ردا
سر چوب سے پٹک کے کہا وا محمدا
بس گر پڑا پھوپھی کے قدم پہ وہ مہ لقا
کی عرض رو کے اے پھوپھی اماں کروں میں کیا
میں بے وفا نہیں ہوں یہ روشن ہے آپ پر
نرغہ ہے فوج کا مرے مظلوم باپ پر

منہ سے ہٹائیے تو ردا بہر کردگار
اچھا نہ جائیں گے سوے میدانِ کارزار
چادر ہٹا کے منہ سے یہ بولی وہ دلفگار
میں کون؟ صدقے جاؤں تمھیں کو ہے اختیار
اصغرؑ ہو یا کہ تم ہو مجھے سب کا پاس ہے

www.urduchannel.in



رخصت گلا کٹانے کی لو ماں تو پاس ہے

اکبرؑ نے ماں کے چہرۂ اقدس پہ کی نظر
ماں نے کیا اشارہ کہ اے غیرتِ قمر
تم سے پھوپھی خفا ہیں جھکا دو قدم پہ سر
قربان جاؤں عذر کرو ہاتھ باندھ کر
سر کی نہ کچھ خبر ہے نہ چادر کا ہوش ہے
واری یہ پالنے کی محبت کا جوش ہے

جلدی سے ہاتھ جوڑ کے بولا وہ لالہ فام
تقصیر عفو کیجیے اے خواہرِ امام
بس اب زبان سے کچھ نہیں کہنے کا یہ غلام
میری تو ماں ہیں آپ مجھے کیا کسی سے کام
بندے پہ کی ہے ماں نے یہ شفقت نہ باپ نے
راتوں کو جاگ کر مجھے پالا ہے آپ نے

اکبرؑ نے یہ کلام کیے جب بصد ادب
الفت کا جوش آ گیا بنتِ علیؑ کو تب
لیکر بلائیں چہرے کی بولی وہ تشنہ لب
کڑھتے ہو کس لیے میں تمھیں روکتی ہوں کب
سچ ہے جہاں میں تم سا کوئی باوفا نہیں
واری تمھارے سر کی قسم میں خفا نہیں

کیوں کانپتے ہو اشک ہیں آنکھوں سے کیوں رواں
تم راستگو ہو سچ ہے تمھارا یہ سب بیان
لو میں نے دی رضا تمھیں اے میرے نوجواں
تم جاؤ گے تو صدقے گئی اور تمھاری ماں
یوں تو تمام گھر کو محبت ہے آپ سے
کچھ ماں کا حق بھی کم نہیں ہوتا ہے باپ سے

آنکھیں بچھائیں ماں نے جو تم گھٹنیوں چلے
تلووں سے اپنے دیدۂ حق بیں ملا کیے
نازوں سے منتوں سے مرادوں سے تم پلے
صدقے ہوئی کبھی تو لگایا کبھی گلے

www.urduchannel.in



مادر نے اپنی عمر مصیبت مین کھوئی ہے
برسون یہ بی بی ایک ہی کروٹ سوئی ہے

بانو نے ہاتھ جوڑ کے زینب سے یہ کہا
صدقے گئی کنیز کی خدمت کا ذکر کیا
اِس قافلہ مین آپ ہین اب فاطمہ کی جا
مین نے بھی دی جو آپ نے بیٹے کو دی رضا

صدقے ہے یہ بھی صورتِ پروانہ آپ پر
پر کیا کرے کہ آج مصیبت ہے باپ پر

یہ ذکر تھا کہ آئے شہنشاہ بحر و بر
لے لین بلائین بھائی کی زینب نے دوڑ کر
بانو بھی روئی شہ کے قدم پر جھکا کے سر
بولی لپٹ کے بالی سکینہ کہ اے پدر

سُنتی تھی مین کہ رن سے علمدار آتے ہین
لو اب تو گھر سے نہر پہ بھیّا بھی جاتے ہین

بانو کے مُنہ کو دیکھ کے حضرت نے یہ کہا
کیون سچ ہے تمنے بیٹے کو مرنے کی دی رضا
وہ چپ ہوئی تو بولے بہن سے شہ ہدا
کہیے پھوپھی بھتیجون مین کیا فیصلہ ہوا

راہین سب اُنکے روکنے کی بند ہوگئین
سنتا ہون مین کہ تم بھی رضامند ہوگئین

ہاتھون کو جوڑ کر علی اکبر نے عرض کی
اماں نے بھی رضا ہمین دی اور پھوپھی نے بھی
زہرا کی وہ بہو ہین تو یہ دخترِ علی
آقا سوال رد نہین کرتے کبھی سخی

رویا جو مین تو مان نے گلے سے لگا لیا
مرنے کا اذن دے کے پھوپھی نے جلا لیا

مان نے کہا پسر کی فصاحت تو دیکھیے
نامِ خدا زبان کی طلاقت تو دیکھیے

www.urduchannel.in



زینبؑ یہ بولیں ذہن کی جودت تو دیکھیے
ہر بات میں ثبوت اجازت تو دیکھیے

کیا بات بھائی ان کی بھلا بول چال کی
گویا زبان ہے مصحفِ ناطق کے لال کی

رومال رکھ کے آنکھوں پہ بولے امامِ دین
سچ ہے اجل سے کچھ کسی انساں کا بس نہیں

تم دو گی رخصت انکو مجھے یہ نہ تھا یقین
آیا تھا اتنی عمر ہی لیکر یہ مہ جبین

بیجا ہے روکنا جو یہ طالب رضا کے ہیں
اے بنتِ فاطمہؑ یہ کرشمے قضا کے ہیں

۷- عون اور محمد زخمی ہوکر قریب المرگ ہیں، حضرت علی اکبرؑ ان کی لاش اٹھانے کیلئے جانا چاہتے ہیں، حضرت زینبؑ (عون و محمد کی ماں) ان کو روکتی ہیں، لاشیں گھر میں آتی ہیں۔ حضرت زینبؑ لوگوں کو رونے سے منع کرتی ہیں، لیکن آخر ضبط نہیں ہوسکتا، اور خود بین کرتی ہیں ٥

گھبرا کے در خیمہ سے زینبؑ یہ پکاری
اولاد مجھے تم سے زیادہ نہیں پیاری

سر ننگے میں نکلوں گی جو تم جاؤ گے واری
تم لاکھ تو میں انکی ہوں عاشق کہ تمھاری

میدان کی طرف قاسمؑ بے پر بھی نہ جائیں
تلواروں میں عباسؑ دلاور بھی نہ جائیں

بیٹوں سے ہوئی گر تو ہوئی آج جدائی
اک دولتِ اولاد لٹائی تو لٹائی

سر پر مرے دنیا میں سلامت رہیں بھائی
کیا لٹ گیا وہ کون سی ایسی تھی کمائی ✦

کیوں روؤں میں دنیا میں جو دلبند نہیں ہیں
کیا اکبرؑ و اصغرؑ مرے فرزند نہیں ہیں

www.urduchannel.in



یہ ذکر ابھی تھا کہ ستمگار پکارے
لو شاہ کی ہمشیر کے بیٹے گئے مارے
ٹکڑے کیا معصومون کو تلوارون کے مارے
وہ لوٹتے ہین خاک پہ دو عرش کے تارے
پامالی کو ان دونون کے اسوار بڑھین گے
بچون کے سر اب کٹ کے نشانون پہ چڑھین گے

یہ سُنتے ہی تھرانے لگے حضرتِ عباسؑ
گھبرا کے اُٹھے خاک سے شبیرؑ بصد یاس
سر کھولے ہوئے بیبیان ڈیوڑھی کے جو تھین پاس
سب نے کہا لو شہ کی بہن ہو گئی بے آس
ٹوٹا ہے فلک بنت شہنشاہ نجف پر
زینبؑ کو چلو لے کے بس اب ماتمی صف پر

ہے ہے یہ کہا تو اک شور ہوا رانڈون مین برپا
زینبؑ بھی ہٹی چھوڑ کے دروازے کا پردا
چلائی ارے چپکے رہو غل ہے یہ کیسا
بھائی ہین سلامت مجھے کیون دیتی ہو پرسا
ہے ہے نہ کرو صدا جو گھبرائین گے شبیرؑ
پھر کون ہے زینبؑ کا جو مرجائینگے شبیرؑ

باتین یہ کہین سب سے پہ سنبھلا نہ دلِ زار
تڑپا یہ کلیجہ کہ گری خاک پہ اک بار
وان لاشون پہ روتے ہوئے پہنچے شہ ابرار
مہمان کوئی ساعت کے ملے وہ جگر افگار
کس عمر مین ہستی کا چمن چھوڑ رہے تھے
گودی کے پلے خاک پہ دم توڑ رہے تھے

رُخ زرد تھے اور خاک مین آلودہ تھے گیسو
جُھک آئے تھے کٹ کٹ کے مہ نو سے وہ ابرو
تلوارون سے ٹکڑے تھے وہ بلور سے بازو
مہتاب سی وہ چھاتیان اور تیر سے پہلو
چُھلکا تھا جگر آنکھ نہ کُھل سکتی تھی غش سے

www.urduchannel.in



ہونٹوں پہ زبانیں نکل آئیں تھیں عطش سے

ٹکڑے ہوا سینہ میں دل سبط پیمبرؑ — ہے ہے کہا اور لاشوں سے لپٹے شہ صفدر
چھوٹے سے بڑے نے یہ کہا ہوش میں آکر — بالیں پہ حضور آئے ہیں چونکو تو برادر
مشتاق تھے تم سید ذیجاہ کو دیکھو
مرتے ہوئے دیدار شہنشاہ کو دیکھو

سُنکر یہ صدا غش سے جو چونکا دل افگار — دونوں نے رکھا سر قدم شاہ پہ اک بار
اکبرؑ سے یہ کی عرض کہ اے شاہ کے دلدار — دشمن ہیں بہت قبلۂ عالم سے خبردار
ہم دونوں غلاموں کا نہ غم کھائیو بھائی
سر پیٹیں جو اماں انھیں سمجھائیو بھائی

حضرت کے جو رونے کی صدا خیمے میں آئی — رانڈوں نے اُدھر ماتمی صف گھر میں بچھائی
زینبؑ نے کہا ہائے غضب روتے ہیں بھائی — فضہ یہ پکاری کہ دہائی ہے دہائی
لو چاک گریبان کئے آتے ہیں شبیرؑ
معصوموں کی لاشوں کو لئے آتے ہیں شبیرؑ

بیٹھی صفِ ماتم پہ ادھر شاہ کی خواہر — سیدانیوں نے اُٹھ کے اُدھر کھولدیئے سر
لاشوں کو لئے آئے جو گھر میں شہ صفدرؑ — زینبؑ کے قریں بیٹھ گئے سر کو جھکا کر
فرمایا کہ لو لخت جگر آئے تمہارے
لو دودھ انھیں بخشو پسر آئے تمہارے

دیکھا جو لہو بچوں کا چھاتی اُمنڈ آئی — نزدیک تھا مر جائے ید اللہ کی جائی
پر فاطمہؑ کے صبر کی شان اُسنے دکھائی — سب سے یہ کہا نیگ لگی میری کمائی

www.urduchannel.in



بچے مرے قربان ہوئے احسان خدا کا
لے بی بی یہ صدقہ ہے یہ شاہِ شہدا کا

رو کر شہ والا نے کہا صدقے میں تم پر
دم بھر انھیں رو لو کہ یہ مہمان ہیں خواہر
بانو نے اشارا کیا اے سبطِ پیمبرؐ
قربان گئی آپ بس اب جائیے باہر

گر ضبط اسی طرح سے فرمائیں گی زینبؑ
یہ ماتمِ اولاد ہے مر جائیں گی زینبؑ

روتے ہوئے خیمہ سے جو ڈیوڑھی پہ گئے شاہ
فرزندوں کو چلانے لگی زینبؑ ذیجاہ
یہ نیند ہے کیسی کہ خبر تم کو نہیں آہ
صدقے گئی جاؤ شہ کونین کے ہمراہ

زخمی ہوئے شبیرؑ تو جان اپنی میں دوں گی
اچھا میں تمھیں دونوں سے ماں جائے کو لوں گی

لو نیچے کاندھوں پہ دھر لے مرے پیارو
تیغے ہوئے شبیرؑ کے ہمراہ سدھارو
گو پیاسے ہو دونوں کے یہ ہمت کو نہ ہارو
یہ خون میں ڈوبے ہوئے کپڑے تو اُتارو

اُٹھ بیٹھو میں صدقے گئی اتنا نہیں سوتے
اس طرح تو جاگے ہوئے دولھا نہیں سوتے

سوتا ہے لڑائی کے دن ایسا کوئی غافل
بچو تمھیں کیا اُن کے کہیں گے شہ عادل
دیکھو کہ تڑپتی ہے یہ ماں صورتِ بسمل
سلجھاؤ یہ زلفیں کہ اُلجھتا ہے مرا دل

[۵۱] کیا غش میں ہو یہ سونے کا نقشا نہیں ہوتا
ایسا تو کوئی نیند کا ماتا نہیں سوتا

[۵۱] یہ اشعار جذبات کے عنوان میں بھی داخل ہو سکتے ہیں۔

www.urduchannel.in



**مثال ۱۸**۔ شیرین کو خبر ہوئی ہی کہ امام حسین علیہ السلام مع تمام خاندان کے اسکے گھر تشریف لاتے ہین، اور وہ مہمانی کا سامان کرتی ہے اور اپنے عزیزون کو خوشخبری دیتی ہے۔

یہ کہکے اُسنے فرش کیا گھر مین سبز
مومن کے دل کیطرح مصفا ہوا وہ گھر

مسند بچھائی بہر شہنشاہ بحر و بر
تکیون کو صاف کرکے لگایا ادھر اُدھر

کہتی تھی میرے گھر مین ابھی سے جو نور ہے
یہ آمدِ امام زمن کا ظہور ہے

دالان سہ ہے یہ شاہ کی خواہر کے واسطے
یہ نرم فرش ہے علی اکبرؑ کے واسطے

جھولے کی جا یہ ہے علی اصغرؑ کیواسطے
یہ گھر ہے شاہ دین کے برادر کے واسطے

راحت سے شہ نشین پہ امام زمن رہین
حجرہ یہ اس لئے ہے کہ دو لھا دلھن رہین

کرسی کو لاکے جلد کسی جا بچھاتی تھی
تحفون کو کشتیون مین کبھی وہ لگاتی تھی

سجدے مین بہر شکر کبھی سر جھکاتی تھی
گھبرا کے صحن سے کبھی ڈیوڑھی پہ جاتی تھی

چہرے پہ اک خوشی تھی پہ دل بیقرار تھا
فرزند فاطمہؑ کا اُسے انتظار تھا

جا کر کبھی خواصون سے کرتی تھی یہ کلام
کھانا پکاؤ جلد کہ آتے ہین اب امام

بھر بھر کے آب سرد کے رکھدو ہوا مین جام
لبریز آب گرم کے کر دو سبو تمام

پردیسیون کو خیر سے جب گھر مین لاؤن گی
ہاتھون سے اپنے پانون سبھون کے دُھلاؤنگی

ہمسائیون سے کہتی تھی ہنس ہنس کے بارہا
اب کیجیو زیارت سلطان نامدار

www.urduchannel.in



ہے باغِ فاطمہؑ یہ عجب حسن کی بہار　　رشکِ ریاضِ خلد ہے ایک ایک گلعذار

سب نونہالِ گلشنِ دین لاجواب ہین
قد سرو باغِ حسن ہین رُخ آفتاب ہین

شمشادِ بوستانِ پیمبرؐ کو دیکھیو　　سروِ ریاضِ حضرتِ شبیرؑ کو دیکھیو
کیا نوجوان ہین شہ کے برادر کو دیکھیو　　سب ایک سمت تم علی اکبرؑ کو دیکھیو

ہوگا کبھی یہ حُسن مَلک کا نہ حور کا +
جلوہ ہے اُس جری مین محمدؐ کے نور کا +

خالق رکھے اُسے صدوسی سال برقرار　　نام خدا ہے شادی کے قابل وہ گلعذار
بنین فدا ہین باپ تصدق ہے مان نثار　　سر پہ پھوپھی نے پیار سے گیسو رکھے ہین چار

چہرے کے آگے نیّرِ تابان بھی ماند ہے
عالم کی روشنی ہے اندھیرے کا چاند ہے

اب خیریت سے گذرے گا اٹھاروان جو سال　　شادی کرینگی بیٹے کی بانو سے خوشخصال
زینبؑ کو اُس کے بیاہ کا ارمان ہے کمال　　ہردم یہی دعا ہے کہ دولھا بنے یہ لال

آتی ہین نسبتین حلب و شام و روم سے
شادی خدا جو چاہے تو ہوویگی دھوم سے

جب ڈھل گئی اُسے انھین باتونمین دوپہر　　شوہر سے پھر یہ کہنے لگی وہ نکوسیر
اب تک نہ آئے گھر مین شہنشاہ بحروبر　　اُترے کہان کسی سے مفصل سُنی خبر

بستی سے ساتھ لے کے ہر اک اپنے بھائی کو
جا پہنچوا ہے خلق کی تو پیشوائی کو

www.urduchannel.in



کہیو مری طرف سے یہ تو چوم کر قدم
کرتے ہین اغنیا غربا پر سوا کرم
لونڈی کو سرفراز کرو یا شہ امم
اب بے حضور چین نہین مجھکو ایکدم
کچھ آج ہے تپش سی دل بیقرار مین
آنکھین سپید ہو گئی ہین انتظار مین

قربان ہو گئی مرا گھر کچھ نہین ہے دور
ہم لوگ مشت خاک ہین حضرت خدا کے نور
خاصہ تناول آن کے اس جا کرین حضور
ہو گا یہ کوہ آپ کے آنے سے رشک طور
کہنا حضور راہ ہدایت کی شمع ہین
پروانے یان سحر سے زیارت کو جمع ہین

عرصہ ابھی ہے آپ کے آنے مین کچھ اگر
ڈیوڑھی پہ بندوبست ہے یا شاہ بحر و بر
آنے مین کیون حرم کے ہوئی دیر اسقدر
گردا رکھی ہین کھینچ قناتین ادھر ادھر
محل مین گھٹتی ہونگی زہرا کی پیاریان
عباسؑ لے کے آئین زنانی سواریان

## رزمیہ

رزمیہ شاعری اگرچہ واقعہ نگاری ہی کی ایک قسم ہے لیکن وسعت اور اہمیت کے لحاظ سے اسکے لیے بھی جداگانہ عنوان درکار ہے اردو بلکہ عربی مین بھی رزمیہ شاعری کو چندان ترقی نہین ہوئی، عربی مین مثنوی سرے سے مفقود ہے، اور مسلسل واقعات مثنوی کے سوا، اور کسی صنف مین ادا ہی نہین ہو سکتے، شعراے جاہلیت لڑائی کے جستہ جستہ واقعات، قصاید مین ادا کر لیا کرتے تھے، لیکن اس تمام شاعری مین، کوئی مسلسل رزمیہ نظم ۵۰ شعرون کی بھی نہین مل سکتی،

www.urduchannel.in



فارسی مین، شاہ نامہ، اور سکندر نامہ کو الگ کر لیا جاسے، تو کچھ باقی نہین رہتا لیکن ایک شاہ نامہ ہزار کتابون پر بھاری ہے اس لئے فارسی شاعری کا رتبہ اس حیثیت مین، عربی سے بڑھا رہا - اور اسکو خود اہل زبان عرب نے تسلیم کیا چنانچہ ابن الاثیر نے مثل السایر مین صاف لکھدیا کہ عربی زبان باوجود اسقدر وسعت اور مایہ داری کے، شاہ نامہ کی نظیر نہین پیش کر سکتی،

اُردو مین لے دیکر، میر تقی ہوس کے چند اشعار ہین جو نوفل اور لیلی کے قبیلہ کی لڑائی کے موقع پر لکھے ہین اسکا نمونہ یہ ہے ؎

شانون سے گذر کے رُمح چالاک ‎ ‎ ‎ ‎ ستھے ہوش رُبا سے مار ضحاک

مرثیہ مین، میر ضمیر نے رزمیہ کی ابتدا کی، لیکن وہ بالکل نقش اولین تھا، میر انیس نے جس طرح اس صنف کو کمال کے درجہ تک پہنچایا اسکے لحاظ سے اُردو شاعری گو فارسی کے برابری کا دعویٰ نہین کر سکتی لیکن عربی سے کسی طرح پیچھے نہین،

رزمیہ شاعری کا کمال، امور ذیل پر موقوف ہے - سب سے پہلے لڑائی کی طیاری، معرکہ کا زور شور، تلاطم، ہنگامہ خیزی، ہل چل، شور و غُل، نقارون کی گونج، ٹاپون کی آواز، ھتیارون کی جھنکار، تلوارونکی چمک دمک، نیزون کی لچک، کمانون کا کڑکنا، نقیبون کا گرجنا، اِن چیزون کا اس طرح بیان کیا جاسے کہ آنکھون کے سامنے معرکہ جنگ کا سمان چھا جاسے، پھر بہادرون کا میدان جنگ مین جانا، مبارز طلب ہونا، باہم معرکہ آرائی کرنا، لڑائی کے دائون پیچ دکھانا، ان سب کا بیان کیا جائے، اسکے ساتھ، اسلحہ جنگ، اور دیگر سامان جنگ کی الگ الگ تصویر کھینچی جاسے، پھر فتح یا شکست کا بیان کیا جاسے اور اسطرح کیا جاسے کہ دل دہل جائین، یا طبیعتون پر اُداسی اور غم کا عالم چھا جاسے -

فردوسی کے ہان یہ تمام باتین پائی جاتی ہین، شلاً وہ معرکہ جنگ کا سمان اسطرح کھینچتا ہے ؎

جہان لرز لرزان شد ودشت و کوہ ‎ ‎ ‎ ‎ زمین شد زنعل ستوران ستوہ

گھوڑے ‎ ‎ عاجز

| | |
|---|---|
| برآمد ز هر سو ز لشکر خروش | همی پیل را زان بدرّید گوش |
| ز بس نیزه و گرز و گوپال و تیغ | تو گفتی همه ژاله بارد ز میغ |
| بلند آسمان چون زمین شد ز خاک | ز هر سو همی بر شده چاک چاک |
| درخشیدن تیغ هاے بنفش | ازان سایهٔ کاویانی درفش |
| تو گفتی که اندر شبِ تیره چهر | ستاره همی بر فشاند سپهر |
| سیه شد ز گرد سپه آفتاب | ز پیکان پولاد و پرّ عقاب |
| دل کوه گفتی بدرّد همی | زمین با سواران بپرّد همی |
| تو گفتی که ابرے برآمد سیاه | بباریدخون اندران رزمگاه |
| ز گرد سیه روشنائی نماند | ز خورشید شب را جدائی نماند |
| ز جوشش سواران و زخم تبر | دگر کوه خارا برآورد سر |
| زمین شد ز نعل ستوران ستوه | همان کوه دریا شد و دشت کوه |
| ز بس نعره و نالهٔ کرناے | همی آسمان اندر آمد ز جاے |
| سنان هاے رخشان و تیغِ سران | درفش از بر و زیر گرز گران |
| بجوشید دشت و بجنبید کوه | ز بانگ سواران هر دو گروه |
| ز آهن زمین بود و از گرز میغ | ستاره سنان بود و خورشید تیغ |
| زمین لاله گون شد هوا نیلگون | برآمد همی موج دریاے خون |

اسکے مقابلہ مین میر انیس کا رزمیہ دیکھو ۔ ے

| | | |
|---|---|---|
| ہنگامۂ جنگ | نقارۂ دغا پہ لگی چوب یک بیک | اُٹھا غریو کوس کہ ہلنے لگا فلک |
| | شہپور کی صدا سے ہراسان ہوے ملک | قرنا پھُنکی کہ گونج اُٹھا دشت دور تک |

شور دُہل سے حشر تھا افلاک کے تلے
مُردے بھی ڈر کے چونک پڑے خاک کے تلے

گھوڑوں سے گونجتا تھا وہ سب وادیٔ نبرد
گردون مین مثل شیشۂ ساعت بھری تھی گرد
تھا چرخ چارمین پہ رُخِ آفتاب زرد
ڈر تھا گرے زمین پہ نہ مینائے لاجورد
گرمیٔ ہجومِ فوج سے دہ چند ہو گئی
خاک اسقدر اُڑی کہ ہوا بند ہو گئی

کانپے طبق زمین کے، ہلا چرخ لاجورد
مانند کہربا ہوا مٹی کا رنگ زرد
اُٹھ کر زمین سے بیٹھ گئی زلزلہ مین گرد
تیغون کی آنچ دیکھ کے بھاگی ہوائے سرد
گرمی سے رن کے ہوش اُڑے وحش و طیر کے
شیر اُس طرف اُتر گئے دریا کو پیر کے

اللہ رے زلزلہ کہ لرزتے تھے دشت و در
جنگل مین چھپتے پھرتے تھے ڈر ڈر کے جانور
جنّات کانپ کانپ کے کہتے تھے الحذر
دنیا مین خاک اُڑتی ہے اب جائین ہم کدھر
اندھیر ہے، اُٹھی برکت اب جہان سے
لو مل گیا زمین کا طبق آسمان سے

تھرا رہا تھا خوف سے مینائے لاجورد
ہلتے تھے کوہ، کانپتا تھا وادیٔ نبرد
تھا دن بھی زرد، دھوپ بھی زرد، اور زمین بھی زرد
خورشید چھپ گیا، یہ اُٹھی کربلا مین گرد
اک تیرگی غبار سے تھی چشمِ مہر مین
ٹاپو پڑے ہوئے تھے محیطِ سپہر مین

www.urduchannel.in



## فوج کی طیاری اور سامان

اُمڈی ہوئی تھی فوج پہ فوج اور دل پہ دل
تھے برچھیوں کی صورتِ مقراض پھل پہ پھل
خنجر وہ جنکی آب بہن تھی تلخی اجل
وہ گرز جنکے ڈر سے گرے دیو منہ کے بھل
وہ دو دو بتر تھے پاس ہر اک خود پسند کے
حلقون پہ تھے بچھے ہوئے حلقے کمند کے

وہ دھوم طبل جنگ کی وہ بوق کا خروش
کر ہو گئے تھے شور سے کروبیون کے گوش
تھرا اٹھی یون زمین کہ اُڑے آسمان کے ہوش
نیزے ہلاکے نکلے سواران درع پوش
ڈھالین تھین یون سرون پہ سواران شوم کے
صحرا مین جیسے آئے گھٹا جھوم جھوم کے

حد سے فزون ہے کثرتِ افواجِ نابکار
نیزہ پہ نیزہ، تیغ پہ ہے تیغ آبدار
ہر سمت ہے سنان پہ سنان مثل کارزار
ہر صف مین ہے سپر پہ سپر مثل لالہ زار
پیکان بہم ہین جیسے ہون گل بے کھلے ہوئے
گوشون سے ہین کمانون کے گوشے ملے ہوئے

دریا کی طرح لشکر کین مارتا ہے جوش
نیزے ہلا رہے ہین جوانان درع پوش
ہل من مبارز کا ہر اک صف مین ہے خروش
چلے کھچے ہوئے ہین کمانون کے تا بگوش
ہر صف مین برچھیان بھی ہزارون لچکتی ہین
ناوک وہ تیز ہین کہ دلون مین کھٹکتی ہین
نیزے تُلے ہوئے ہین سنانین چمکتی ہین
ترکش کھلے ہوئے ہین کمانین کڑکتی ہین
سنگین دلون نے ہاتون مین تبر اٹھائے ہین
تیغون کے ساتھ گرز گران سر اُٹھائے ہین

www.urduchannel.in



### سپاہیون کی آمادگی جنگ

تنتا ہوا بڑھا کوئی قبضہ کو چوم کے
بھالا کسی نے رکھ لیا کاندھے پہ جھوم کے

ولہ
چتون کسی کی شور وغل سے بگڑ گئی
مُنہ سُرخ ہوگیا شکن ابرو پہ پڑ گئی

ولہ
نکلا کوئی سمند کو زانو مین داب کے
غصہ سے رہ گیا کوئی ہونٹون کو چاب کے

ولہ
پاس ادب سے شاہ کے صف بڑھ کے تھم گئی
پٹری ہر اک سوار کے گھوڑے پہ جم گئی

### حملہ کا زور شور اور فوجون کی ہلچل

نکلی جو رن مین تیغ حسینی غلاف سے
بجلی گری چمک کے جو دشتِ مصاف سے
اُڑنے لگے شرر دم خارا شگاف سے
صاف آئی الامان کی صدا کوہ قاف سے
طبقے فلک کے صورت گہوارہ ہل گئے
دب کر پہاڑ خاک کے دامن سے مل گئے

لرزہ تھا تحت و فوق و جنوب و شمال مین
مضطر تھے شش جہت کے مکین ایک حال مین
مُسکان غرب و شرق تھے بیم زوال مین
غل تھا کہ گھر گئے غضبِ ذوالجلال مین
شہ کا غضب نمونۂ قہر اِلٰہ تھا
تلوار کیا علم تھی کہ عالم تباہ تھا

جنگل مین تھی علم جو وہ تیغ شرر فشان
غار اثر درون سے چھٹے گئے شیر دن سے نیستان
تھرا کے آسمان مین چھپتا تھا آسمان
برپا تھا بر و بحر مین اک شور الامان
مانند موج جھیلون مین اضطراب تھا
زہرہ ہر ایک سنگ کا پانی مین آب تھا

اٹھا جو الحفیظ کا روحانیون مین شور
مُردے دہل کے چونک پڑے سب میان گور

www.urduchannel.in



چلّاتے گرگ و شیر و غزالان و مار و مور
ہے بازوئے حسینؑ میں دستِ خدا کا زور
اُلٹے ہیں مثلِ شیرِ خدا آستین کو
اے کردگارِ عرش بچالے زمین کو

تھا فوجِ قاہرہ میں تلاطم کہ الحذر
تھیں موج کی طرح سب اُدھر کی صفیں اِدھر
چکر میں تھی سپاہ کہ گردش میں تھا بھنور
پانی میں تھے نہنگ، ابھرتے نہ تھے مگر
فوجیں فقط نہ بھاگی تھیں مُنہ موڑ موڑ کے
دریا بھی ہٹ گیا تھا، کنارہ کو چھوڑ کے

تھا شش جہت میں غل کہ یہ ہے روزِ انقلاب
اُلٹے گا اس زمین کا ورق ابنِ بوترابؑ
اس شیر پر نہ ہوگی کوئی فوج فتحیاب
بس اب بنائے عالمِ امکان ہوئی خراب
حملہ غضب ہے بازوئے شاہِ حجاز کا
لنگر نہ ٹوٹ جائے زمیں کے جہاز کا

ملتی تھی جائے امن نہ زیرِ فلک کہیں
غل تھا کہ مل نہ جائے سما سے سمک کہیں
جنات بے حواس کہیں تھے ملک کہیں
سایہ کہیں تھا، تیغ کہیں تھی چمک کہیں
پانی سے جل بجھا تھا کوئی کوئی نار سے
گرتی تھیں تین بجلیاں اک ذوالفقار سے

پریوں سے قاف چھوٹ گیا اور جنوں سے گھر
شیروں سے دشت گرگ سے بن اژدروں سے در
شاہین و کبک چھپ گئے اک جا ملا کے سر
اُڑ اُڑ گرے جزیروں میں جنگل کے جانور
سمٹے پہاڑ مُنہ کو جو دامن سے ڈھانپ کے
سیمرغ نے گرادئے پر کانپ کانپ کے

www.urduchannel.in



فوجون کی ابتری اور ہل چل

کرتی تھی برق تیغ جو ہر پل ادہر اُدھر
سمٹے ہوے تھے ڈھالون کے بادل ادہر اُدہر
شبدیز تھا کہ پھر رہی تھی کل ادہر اُدہر
بھاگڑ تھی قلب فوج مین ہل چل ادہر اُدہر
ہر جا تنون کے ڈھیر سرون سے بلند تھے
بھاگین کہان، اگریز کے کوچے تو بند تھے

تیغین سپر کے ساتھ کٹین، خود سر کے ساتھ
سینہ کمر کے ساتھ کٹا۔ دل جگر کے ساتھ
ہل چل یہ تھی کہ باپ نہ ٹھیرا پسر کے ساتھ
اس معرکہ مین چھوٹ گئے عمر بھر کے ساتھ
بھاگے شریر خلعت و منصب کو چھوڑ کر
جانین روانہ ہو گئین قالب کو چھوڑ کر

سرہنگ شام ٹھوکرین کھا کھا کے مر گئے
جو بچ گئے ادہر سے اُدہر جا کے مر گئے
کتنے جوان سمون کے تلے آ کے مر گئے
پس پس کے سرمہ ہو گئے ٹکرا کے مر گئے
ہل چل نے استخوان بدن چور کر دیے
بیٹون نے پانون باپ کی چھاتی پہ دھر دیے

تھا الامان کا شور پریشان تھے اہل شر
تیغون کے پیچھے ڈر کے چھپی تھی ہر اک سپر
ماتھے علم گرتے تھے جھک جھک کے خاک پر
پرچم نے بال کھولے تھے فریادیون نے سر
دانتون مین خس، ہراس سے تھے ہر جوان کے
چادر ہلا رہے تھے پھریرے نشان کے

بے رخ کمانین تیرون سے اچھلے کمان سے دور
مرغان تیر سہمے ہوے آشیان سے دور
برچھے سے پھل گرے ہوئی نیزے سنان سے دور
پیرون سے عقل دور، تہور جوان سے دور

www.urduchannel.in



تیغون کی کچھہ خبر تھی نہ ڈہالون کا ہوش تھا ؛
نیزہ ہر اک سوار کو اک بار دوش تھا

در پے تھی سرکشون کی جو وہ تیغ جان ستان
گوشون سے تھی بلند صدا ــ امان امان
ترکش سے تیر بھاگتے تھے، تیر سے کمان
گردن سے سر، رگون سے لہو اور تنون سے جان
یارا عقاب تیر کو پرواز کا نہ تھا
رن مین کہین نشان قدر انداز کا نہ تھا

ملتا نہ تھا صفون مین علم کا نشان کہین
چلّے کہین تھے شست کہین تھی کمان کہین
نیزے کہین تھے ڈانڈ کہین تھی سنان کہین
جمدھر کہین، کمند کہین برچھیان کہین
اک اک سیاہ رو کا جگر داغ داغ تھا
جنگل تمام ڈھالون کے پھولون سے باغ تھا

وہ گھاٹ باڑھ اور وہ اسکی چمک دمک
کانپی کبھی زمین، کبھی تھرا گئے فلک
شعلہ مین یہ چمک تھی نہ بجلی مین یہ لپک
ہر ضرب مین سما سے تلاطم تھا تا سمک
کونین مین حواس بجا تھے نہ ایک کے ؛
گاو زمین سمٹتی تھی گھٹنون کو ٹیک کے ؛

ڈر ڈر کے پچھلے پانون سپاہ لعین ہٹی
یہ صف سوے یسار وہ سوے یمین ہٹی
سمٹے جبال، نہر کہین سے کہین ہٹی
دہشت سے آسمان ہوا اونچا ــ زمین ہٹی
بھاگڑ پڑی کہ ایک سے ایک آگے بڑھ گیا
دریا لہو کا کشتی گردون پہ چڑھ گیا ؛

نعرہ جدا، صداے بگیر و بدہ جدا
گوشے کمان سے دو، تھے گوشون سے زہ جدا

بکتر جدا زمین پہ ٹکڑے، زرہ جدا
نسزون کو دیکھیے تو گرہ سی گرہ جدا

اللہ رے فرق، اگردن و سر بھی بہم نہ تھے
کشتون کا ذکر کیا ہے کہ تیغون مین دم نہ تھے

مغفر نہ سر کے پاس، نہ خنجر کمر کے پاس
بیٹے کے پاس باپ، نہ بیٹا پدر کے پاس
قبضہ کے پاس تیغ، نہ دستہ تبر کے پاس
کڑیان زرہ کے پاس نہ دامن سپر کے پاس

نیزے نہ تھے سنان پہ نہ پرچم نشان پر
پیکان نہ تیر پر تھا، نہ چلّہ کمان پر

**معرکہ آرائی، اور فنون جنگ کا اظہار** قدیم زمانہ مین جنگ کا دستور تھا کہ عام لڑائی سے پہلے، دونون طرف سے پہلے، ایک ایک شخص میدان مین نکلکر حریف سے معرکہ آرا ہوتا تھا، اس بنا پر تمام مرثیہ گویون نے اس قسم کی معرکہ آرائیان بیان کی ہین۔ لیکن مرزا دبیر وغیرہ یہ واقعہ اسطرح لکھتے ہین کہ یہ نہین اندازہ ہوتا کہ حریفون نے فن جنگ کے کیا کیا ہنر دکھائے، بخلاف اسکے میر انیس اسکو اسطرح ادا کرتے ہین کہ گویا فن جنگ کا بڑا ماہر لڑائی کے تمام داؤن پیچ بتا رہا ہے چونکہ عرب مین سب سے پہلے لڑائی کی ابتدا رجز سے ہوتی تھی اس لئے پہلے ہم رجز کا انداز دکھاتے ہین۔

**رجز** عرب مین سب سے پہلے، حریف میدان مین نکل کر رجز پڑھتا تھا یعنی اپنی شجاعت، اور دلیری کا خود اظہار کرتا تھا، اس بنا پر میر انیس نے جابجا رجز لکھا ہے لیکن چونکہ امام حسین علیہ السلام کی زبان سے پہلوانی کا اظہار، ان کے رتبہ کے شایان نہ تھا اسلئے اکثر رجزون مین پہلوانی اور بہادری کے بجائے فضیلت اور شرف کا اظہار کیا ہے مثلاً ؎

www.urduchannel.in



مین ہون سردار شباب چمن خلد برین
مین ہون خالق کی قسم دوش محمد کا مکین
مین ہون انگشتر پیغمبر خاتم کا نگین
مجھ سے روشن ہے فلک مجھ سے منور ہے زمین

ابھی نظرون سے نہان نور جو میرا ہو جائے
محفل عالم امکان مین اندھیرا ہو جائے

پھر یہ بیان کر کے کہ جناب رسول اللہ صلعم اور جناب امیرؑ و حمزہ سید الشہداء کے تمام تبرکات مجھی کو وراثت مین ملے ہین، فرماتے ہین ؎

یہ قبا کسکی ہے بتلاؤ یہ کسکی دستار
بر مین کسکا ہے یہ چار آئینۂ جوہر دار
یہ زرہ کسکی ہے پہنے ہون جو مین سینہ فگار
کسکا رہوار ہے یہ آج مین جسپر ہون سوار

کسکا یہ خود ہے، یہ تیغ دو سر کسکی ہے
کس جری کی یہ کمان ہے، یہ سپر کسکی ہے

لیکن عام رجز کے قاعدے کے لحاظ سے، بعض بعض جگہ شجاعت اور زور و قوت کا بھی اظہار کیا ہے، چنانچہ فرماتے ہین ؎

بخشا ہے مجھکو حق نے شہ لافتی کا زور
ہے انگلیون کے بند مین خیبر کشا کا زور
اس دست مرتعش مین ہے دست خدا کا زور
پانی ہے میرے زور کے آگے ہوا کا زور

اُلٹون فلک کو یون، جو ہو قصد انقلاب کا
جس طرح ٹوٹ جاتا ہے ساغر حباب کا

آگے بڑھون جو تیر کو چلّے مین جوڑ کے
بیکار کر دون شیر کا پنجہ مروڑ کے
بھاگین خطا شعار کمانون کو چھوڑ کے
پٹکون زمین پر در خیبر کو توڑ کے

اُلٹون طبق زمین کے یون جھک کے زین سے

www.urduchannel.in



جس طرح جھاڑ دیتے ہین گرد آستین سے

دنیا ہو اک طرف تو لڑائی کو سر کرون
بے جبرئیل کار قضا و قدر کرون

آپ ہے غضب خدا کا اُدھر رخ جدھر کرون
انگلی کے اک اشارے مین شق القمر کرون

طاقت اگر دکھاؤن رسالت مآب کی
رکھدون زمین پہ چیر کے ڈھال آفتاب کی

یہ تیغ سر پہ گر کے ٹھہرتی ہے زین پر
خیبر مین کیا گذر گئی روح الامین پر

جب ہاتھ اُٹھائے برق گری ہر زمین پر
کاٹے ہین کسکی تیغ دو پیکر نے تین پر

گھوڑے پر سوار ہونا

لو اب سوار ہوتے ہین عباس نامور
لو ہٹ کے ہاتھ آپ نے رکھا ایال پر

لو دامن قبا نے لیا بوسۂ کمر
لو آفتاب خانۂ زین مین ہے جلوہ گر

برچھا لیا سمند مین زانو کو داب کے
لو دو ہلال بن گئے حلقے رکاب کے

دو حریفون کی معرکہ آرائی اور فنون جنگ

**فردوسی** کا یہ بڑا کمال خیال کیا جاتا ہے کہ وہ لڑائی کے تمام جزئیات داؤن پیچ، اور فنون جنگ کا نقشہ کھینچتا ہے، لیکن انصاف یہ ہے کہ وہ سرسری اور معمولی باتون کے سوا لڑائی کے ہر قسم کے تمام کرتب نہین دکھاتا، سب سے بڑا سین جو اُس نے دکھایا ہے وہ رستم اور اشکبوس کا معرکہ ہے، اس موقع کے اشعار یہ ہین ؎

خدنگے بر آورد پیکان چو آب
نہادہ برو چار پر عقاب

بمالید چاچی کمان را بدست
بہ چرم گوزن اندر آمد شکست

ستون کرد چپ را و خم کرد راست
خروش از خم چرخ چاچی بخاست

www.urduchannel.in



چو زد تیر بر سینۂ اشکبوس
سپہر آن زمان دست او داد بوس

چو پیکان ببوسید انگشت اوے
گذر کرد از مہرۂ پشت اوے

اِن اشعار مین تیراندازی کا وہی معمولی طریقہ ادا کیا ہے، البتہ نہایت شاندار اور پُرزور الفاظ مین ادا کیا ہے۔ لیکن میر انیس لڑائی کے ہر قسم کے کرتب اور ہنر اس تفصیل سے بیان کرتے ہین کہ عربی اور فارسی مین اسکی نظیر نہین مل سکتی، ملاحظہ ہو ؎

یہ کہہ کے اپنے چھوٹے سے نیزہ کو دی نکان
چمکی انی تو برق پکاری کہ الامان

اک بندہ باندہ کر جو ذرس سے کھاکہ ہان
ڈانڈا کی ڈانڈ پر تو سنان سے لڑی سنان

بل کیا کرے کہ زور ہی موذی کا گھٹ گیا
غل تھا کہ اژدہے سے وہ افعی لپٹ گیا

جھنجلا کے چوب نیزہ کو لایا وہ ذرق پہ
قاسم نے ڈانڈ ڈانڈ پہ مارا اچھا کے سر

دو انگلیون مین نیزۂ دشمن کو تھام کر
جھٹکا دیا کہ جھک گئی گھوڑے کی بھی کمر

نیزہ بھی دب کے ٹوٹ گیا نابکار کا
دو انگلیون سے کام لیا ذوالفقار کا

سنبھلا وہ بے شعور یہ جھٹکا اُٹھا کے جب
قبضہ مین لی کمان کیانی بہ صد غضب

چلّہ مین تیر جوڑ چکا جب وہ بے ادب
تیوری چڑہائی قاسم نوشاہ نے بھی تب

تیر نگاہ سے وہ خطا کار ڈر گیا
کانپے یہ دونون ہات کہ چلّہ اُتر گیا

ہر با جانبین سے ہوتے تھے وار رد
تھا حرب و ضرب مین وہ شقی ہی بلا سے بد

حسب ڑہ کے وار کرتا تھا وہ بانی حسد
کہتا تھا بازوے شہ دین، یا علیؑ مدد

www.urduchannel.in



یون روکتے تھے ڈھال پہ تیغِ جہول کو ؞
جسطرح روک لے کوئی سشہ زور پھول کو

لایا جو حرفِ سخت زبان پر وہ بدخصال
گھوڑے سے بس ملا دیا گھوڑا الصد جلال
جھپٹا مثال شیر درندہ حسنؑ کا لال
اتنے بڑے ہے کہ ڈگئی اسکی سپر سے ڈھال

ادھر لگی کہ ہوش اُڑے خود پسند کے
گھوڑے نے پانون رکھدیے سر پر سمند کے

عباسؑ نامدار نے پہلو سے دی صدا
دشمن کے مار ڈالنے کی بس یہی ہے جا
ہان اب نہ جانے دیجیو احسنت مرحبا
سنتے ہی یہ فرس سے فرس کو کیا جدا

گھوڑا ابھی اسطرف کو اُدھر ہو کے پھر پڑا
مارا کمر پہ ہات، کہ دو ہو کے گر پڑا ؞ ؞

ایک اور موقع سے

نیزے ہلے، وہ چل گئین چوٹین کہ الامان
چنگاریان اُڑین جو سنان سے لڑی سنان
ہر طعن قہر کی تھی، قیامت کے ہر نکان ؞
دو اژدہے گتھے تھے نکالے ہوئے زبان

پہلے شرر، پرندون کی جانین ہوا ہوئین
شمعون کی تھین لَو یہ کہ ملین اور جدا ہوئین

انکا نہ ایک وار، نہ اس کے ہزار بند
کیتا د نیزہ بازی مین تھا بار بار بند
بڑھ بڑھ کے کھول دیتا تھا یہ شہسوار بند
چوٹون سے نیلگون تھے جفاجو کے چار بند

خالی گئی نہ فرق کی نہ دست و پا کی چوٹ ؞
کھلتی بھی ہے، بندھی ہوئی مشکلکشا کی چوٹ

www.urduchannel.in



ڈوبی گرہ مین نیزۂ ظالم کی جب سنان
گھوڑا اُڑا کے ہات کو اکبرؑ نے دی تکان
اللہ رے زور اُٹھ گیا گھوڑے سے پہلوان
دستِ شقی سے چھوٹ گئی ڈانڈ نا گہان
نیزہ کے ساتھ شور اُٹھا اس گروہ سے
لو اژدہے کو لے گیا سیمرغ کوہ سے

ظالم نے ڈھال دوش سے لی اور کھینچی تیغ
بدلا تھا اسنے ٹھاٹ کہ چمکی ادہر سے تیغ
دو چار بار ڈوب کے نکلی سپر سے تیغ
چلنے مین گھٹتی بڑھتی تھی کس کس ہنر سے تیغ

ولہ

چمکی سپر کے پاس، کبھی برق کی مثال
شانے پہ آئی سینہ پہ لی جب شقی نے ڈھال
سر کو بتا کے کاٹ گئی، وہ زرہ کا جال
چوٹین کڑی کڑی تھین کہ مضطر تھا بد خصال
رو کے کسے؟ جواب کسے دے؟ کدہر پھرے؟
بجلی کے ساتھ ساتھ کہان تک سپر پھرے

چمکی جو تیغ، ڈھال وہ لایا قریب سر
اک برق سی گری کہ دو پارہ ہوئی سپر
مغفر سے سر مین تھی، سر و گردن سے صدر پر
سینہ سے جب بڑھی تو ہوا تب وہ باخبر
سب نشۂ غرور جوانی اُتر گیا
تلوار تھی کہ حلق سے پانی اُتر گیا

ایک اور موقع سے

تولا شقی نے سنتے ہی یہ گرز گاؤ سر
اکبرؑ نے دوش پاک سے لی ہاتھ مین سپر
آیا اُدھر سے گرز ادھر سے چلا تبر
دو ہو گیا عمود مثال خیار تر
گرز اسطرح نکل گیا پنجے سے چھوٹ کے
سمجھے یہ سب زمین پہ گرا ہاتھ ٹوٹ کے

www.urduchannel.in



سنبھالا دشمنِ ایمان نے ملک کے ہاتھ — نیزے کے چار پانچ نکالے سنبھل کے ہاتھ
پہلے ہی بک چکا تھا ستمگر اجل کے ہاتھ — بڑھتا نہ تھا جو پانو تو رکتا تھا چل کے ہاتھ
کم تھے نہ یہ بھی زور میں گروہ زیاد تھا
نیزے کے بند بند کا توڑ اُن کو یاد تھا

رکھکر تبر نیام سے لی تیغ شعلہ ور — تھرا کے نودامان نے صدا دی کہ الحذر
بھالے کے ہاتھ بھول گیا سب وہ خیرہ سر — یہ بھی اُدھر تھے پھرتا تھا نیزہ جدھر جدھر
جاتا کدھر یہ تیغ سے جائے امان نہ تھی
دیکھا جو غور سے تو سنان کی زبان نہ تھی

بالا سے سر جوڑ انڈ کو لایا وہ خود پسند — کھولے تمام نیزہ بیدا دگر کے بند
پھینکی شقی نے فرق پہ جھنجھلا کے پھر کمند — سر کو بچا کے شیر نے تلوار کی بلند
گردش تھی ہاتھ کی نہ بڑھے کچھ نہ ہٹ گئے
حلقے کھلے تھے جو وہ اشارے میں کٹ گئے

ہٹکر خطا شعار نے جوڑا کمان میں تیر — تیر افگنی میں شہرۂ آفاق تھا شریر
سرکش خدنگ مرگ سے کیونکر ہو گوشہ گیر — چلّہ کٹا کمان کا زہے تیغ بے نظیر
قربان زور ضربت نصرت نشان کے
کھُلکر قضا پہ بندھ گئے بازو کمان کے

خادم نے تیر جوڑ کے دی دوسری کمان — نیزہ اُٹھا کے شیر نے آواز دی کہ ہان
سیسر ادھر اٹھی تھی کہ چمکی اُدھر سنان — بھالے کی نوک جھوک نئی تھی نئی کمان
سہما یہ دل کہ بن گئی موذی کی جان پر

www.urduchannel.in



ناوک زمین پہ تھا تو کمان آسمان پر

ایک اور موقع ؎

پیہم ہوئین کمان پہ کمانین جو یکدگر + ظالم کبھی ادھر تھا تو حضرت کبھی اُدھر
کس نوک جھوک سے وہین نیزے کو پھیر کر فرزند شیر حق نے دکھایا عجب ہنر

ظالم پہ آسمان سے بلا ناگہان گری
دو تین نیزہ اُڑ کے زمین پر سنان گری

چلّہ مین رکھ کے تیر پڑھے قبلۂ اُمم اک ہات راست کرکے کیا دوسرے کو خم
کچھ کہہ کے گوش شہ مین چلا تیر تیز دم آواز دی کمان نے زہے شاہ باکرم

چلّہ تو شست شاہ ز من سے نکل گیا +
وان تیر دل کو توڑ کے سن سے نکل گیا

گھوڑا | **فردوسی** کے ہان گھوڑے کی تعریف مین جستہ جستہ دو چار شعر پائے جاتے ہین، لیکن متاخرین نے اس مضمون کو بہت وسعت دی، اور مبالغہ کو حد سے بڑھا دیا، سب سے پہلے **عبد الواسع جبلی** نے ایک قصیدہ کی تشبیب، گھوڑے کی مدح سے کی ؎

اے بہ بالا ہمچو آتش وے بسوے پستی چو آب خاک وصفی در درنگ و باد رنگی در شتاب
گر کنی پویہ نباشد ابر با تو ہم عنان گر بری حملہ، نباشد برق با تو ہم رکاب

مبالغہ ملاحظہ ہو ؎

از جبل پنہان شوی در سایۂ پرّ پشہ وز ہنر جولان کنی، در گوشۂ چشم ذباب

"ایک شعر کے بعد لکھتے ہین کہ جب تو بلندی سے پستی کی طرف آتا ہے، یا پستی سے بلندی پر چڑھتا ہے تو ؎

www.urduchannel.in



| | |
|---|---|
| نسبتی داری ہمانا با قضاے آسمان | قربتے داری ہمانا با دعاے مستجاب |

عرفی نے بھی ایک قصیدہ گھوڑے کی مدح مین لکھا ہے

| | |
|---|---|
| اے طعن فلک نوشتہ بر سُم | وے زلف صبا بریدہ از دُم |
| بر غنچہ سبک روی بدانسان | کش خندہ نزاید از تبسّم |
| تازی بہ لب فسانہ پرداز | زان گونہ کہ نشکنی تکلّم + |

ایک اور قصیدہ مین لکھتا ہے

| | |
|---|---|
| آن سبک سیر کہ گر گرم عنانش سازی | از ازل سوے ابد وزرا بدآید بہ ازل |
| قطرہ ہا کش دم رفتن چکد از پیشانی | شبنم آسائش نشیندگہ رجعت بہ کفل |
| گر سر خصم تو بندند بہ پایش دم نزع | تا قیامت بہ گلویش نرسد دست اجل |

زلالی لکھتا ہے

| | |
|---|---|
| ز جستن جستن او سایہ در دشت | چو زاغ از آشیان گم کردہ می گشت |

یعنی گھوڑا اسطرح جنگل مین اُڑتا پھرتا تھا کہ خود اس کا سایہ اس کو یون ڈھونڈھتا پھرتا تھا جس طرح کوّا اپنے گھونسلے کو ڈھونڈھتا پھرے۔

اُردو مین مرزا سودا نے کہا ہے

| | |
|---|---|
| روبرو سے اگر آئینہ کے اس گلگون کو | پھینکدے لیکے کبھی شرق سے تو غرب تلک |
| اتنے عرصہ مین پھر آوے تو اسے باور کر | عکس بھی آئینہ سے ہونے نہ پاوے منفک |

مرزا دبیر صاحب فرماتے ہین ع یہ جست کا یہ عالم ہے کہ سن بڑھ نہین سکتا +

ان تمام اشعار کے نقل کرنے سے مقصود یہ ہے کہ فارسی اور اُردو مین جو کچھ گھوڑے کی مدح مین لکھا گیا، وہ صرف ناممکنات کے افسانے تھے، کسی نے یہ نہین کیا کہ گھوڑے کا اصلی خد و خال، ڈیل ڈول

www.urduchannel.in



چہرہ مہرہ، چال پھیر، اڑجانا، کا نقشہ دکھاتا،

میر انیس صاحب بھی اگرچہ مذاق عام کی پیروی سے اکثر جھکے ہین چنانچہ فرماتے ہین

ع آنکھوں مین یون پھیرے کہ مژہ کو خبر نہ ہو

| | | |
|---|---|---|
| تنگی سے آسمان کی خفا یہ سمند ہے | | کیونکر اڑے، پری ہے کہ شیشہ مین بند ہے |

تاہم ان کا اصلی جوہر بھی ہر جگہ نمایان ہے، ملاحظہ ہو

| | | |
|---|---|---|
| باریک جلد وہ کہ نظر آئے تن کا خون<br>رفتار مین وہ سحر کہ پریون کو ہو جنون | | گنڈے سے کو دیکھ کر مہ نو ہووے سرنگون<br>غنچے بھی کچھ بڑے ہین کنوتی کو کیا کہون |

قربان ہزار جان فرس سبے نظیر پر
پیکان دو چڑھے ہوے ہین ایک تیر پر

| | | |
|---|---|---|
| نازک مزاج و خوش قد و طناز و سر بلند | | وہ پیش دبس، وہ سم وہ کنوتی وہ جوڑ بند |
| کوتاہ و گرد و صاف، کنوتی، کمر، کفل | وله | کیا خوشنما کشادگی سینہ و بغل |
| وہ تھوتھنی، وہ ابلی ہوئی انکھڑیان اوٹیان | وله | گویا کھلے تھے حور کے گیسو پری کے بال |
| وہ جلد، وہ دماغ، وہ سینہ، وہ سم وہ چال | وله | دم مین کبھی ہما، کبھی ضیغم کبھی غزال |

وہ قصر آسمان پہ بھی جانے مین طاق تھا
دو پر خدا اگر اسے دیتا براق تھا

| | | |
|---|---|---|
| وہ جست و خیز و سرعت و چالاکی سمند<br>سُم ترص ماہتاب سے روشن ہزار چند | | سانچے مین تھے ڈھلے ہوئے سب اسکے جوڑ بند<br>نازک مزاج و شوخ و سیہ چشم و سر بلند |

تیلی جدھر سوار نے پھیری وہ مڑ گیا
اترا براق سب کہے پری ہو گے اڑ گیا

www.urduchannel.in



جرأت مین رشک شیر، تو ہیکل مین پیل تن
پوئی کے وقت کبک دری، جست مین ہرن
بجلی کسی جگہ تو کہین ابر قطرہ زن
بن بن کے آنے جانے مین طاؤس کا چلن
سیماب تھا زمین پہ فلک پر سحاب تھا
دریا پہ موج تھا تو ہوا پر عقاب تھا

افزون ہے زلف حور سے خوشبو ایال کی
دیکھین تو لین بلائین سدا بال بال کی
پریان خرام ناز مین شاگرد چال کی
غصہ مین جست شیر کی، شوخی غزال کی
وہ حسن تن پہ سانڈ کا — جوبن براق کا
دُلدُل کے ہات پانون تو چہرہ براق کا

غصے مین انکھڑیون کے اُبلنے کو دیکھیے
جوبن مین جھوم جھوم کے چلنے کو دیکھیے
سانچے مین جوڑ بند کے ڈھلنے کو دیکھیے
تھم کر کنوتیون کے بدلنے کو دیکھیے
وہ تھوتھنی کہ غنچۂ سوسن سے تنگ تر
وہ انکھڑیان خجل ہون ہرن جسکو دیکھ کر

ع وہ شوخیان فرس کی، وہ سرعت، وہ آؤ جاؤ

گھوڑے کے غیظ کی تصویر

مانند شیر غیظ مین آیا وہ پیل تن
آنکھین اُبل پڑین صفت آہوے ختن
ماری زمین پہ ٹاپ کہ لرزا تمام بن
غل پڑ گیا کہ گھوڑے پہ بھی لو چڑھا ہے رن
میخین زمین کی اسکی تگاپو سے ہل گئین
دونون کنوتیان بھی کھڑی ہو کے مل گئین

www.urduchannel.in



### گھوڑے کی تیز روی اور چل پھر

سمٹا، جما، اُڑا، اِدھر آیا، اُدھر گیا
تیرون سے اُڑ کے برچھیون مین بے خطر گیا
چمکا، پھرا، جمال دکھایا، ٹھہر گیا
برہم کیا صفون کو، پرے سے گذر گیا
گھوڑون کا تن بھی ٹاپ سے اس کے فگار تھا
ضربت تھی نعل کی کہ سروہی کا وار تھا

پھرتا تھا کیا، صفون مین فرس جھوم جھوم کے
پامال تھے پرے سپہ شام و روم کے
سرعت بلائین لیتی تھی مُنہ چوم چوم کے
غُل تھا یہ غول مین پسر سعدِ شوم کے
رخش ایسا روم و رے مین نہین، شام مین نہین
یہ شوخیان تو ابلقِ ایام مین نہین

آہو کی جست، شیر کی آمد، پری کی چال
سبزہ سُبک روی مین قدم کے تلے نہال
کبک دری خجل، دلِ طاؤس پائمال
اک دو قدم مین بھول گئے، چوکڑی غزال
جو آگیا قدم کے تلے گرد برد تھا
چھل بل غضب کی تھی کہ چھلاوہ بھی گرد تھا

بجلی کبھی بنا، کبھی رہوار بن گیا
گہ قطب، گاہ گنبدِ دوار بن گیا
آیا عرق تو ابرِ گہربار بن گیا
نقطہ کبھی بنا، کبھی پرکار بن گیا
حیران تھے اسکے گشت پہ لوگ، اُس ہجوم کے
تھوڑی سی جا مین پھرتا تھا کیا جھوم جھوم کے

**تلوار** مرثیہ گویون کا سب سے بڑا موضوع شاعری یہی ہے، اور مرزا دبیر صاحب تو اس عالم مین لامکان تک پہنچ جاتے ہین، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ سب کچھ کہتے ہین اور غور سے دیکھیے تو (تلوار کے متعلق

www.urduchannel.in



کچھ نہیں کہتے، چنانچہ فرماتے ہین۔

## مرزا دبیرؔ

| | | |
|---|---|---|
| مدِ نگہ چشمِ نیام اوج پر آیا + | | اور صاف ہر اک فردِ بشر کو نظر آیا |
| خط کھینچنے کو کلکِ دوات ظفر آیا | ولہ | یا دوڑ کے ظلمت کے گلے سے خضر آیا |
| ظلمات مین یہ فتح پہ قبضہ کیے پھری | ولہ | یونس کو جیسے بطن مین ماہی لیے پھری |
| مثلِ ہوا سرون مین سمائی چلی گئی | ولہ | بو کی طرح دماغون مین آئی چلی گئی |
| ذات اک طرف مٹا دیا اسنے صفات کو | ولہ | کیسی زبان، زبان مین یہ کاٹ آئی بات کو |
| کاف نگاف بن کے درون جگر گئی | ولہ | مانند میم مرگ، میانِ کمر گئی |
| لفظ شکم مین دینے کو زیر و زبر گئی | ولہ | مانند پیش ہر جزوکل سے گذر گئی |
| تلوارون پر وہ سیف جو شعلہ فشان ہوئی | ولہ | جل بھن کے آب تیغون کی زمین دہلون ہوئی |
| گیا جو فوق سے تحت الثریٰ کو آب حسام<br>فلک نے تختۂ یونان رکھا زمین کا نام | ولہ | بنا خزانۂ قارون خرابہ حمام<br>ہوا رطوبت اطراف سے زمین کو زکام |

دماغ خاک پہ نزلہ بصد وفور گرا +
کیا جو عطسہ تو قارون نکل کے دور گرا +

خود انصاف کرد، یہ تلوار کی تعریف ہے یا ہوائی طلسم ہے۔

میر انیس صاحب بھی اگرچہ سامعین کی بدمذاقی کے اثر سے کہین کہین بے راہ نکل جاتے ہین، تاہم واقعیت اور اصلیت کا جوہر ہر جگہ نمایان رہتا ہے، سب سے پہلے، دیکھو تلوار کا سراپا کس طرح کھینچتے ہین ؎

| | | |
|---|---|---|
| پشتہ وہ اس کا اور وہ باریکی خمیر | | کس بل مین بے مثال اصالت مین بے نظیر |
| دلسوز شعلہ خو اشر انداز دجانگداز | ولہ | لشکر کش و شکست رسان و ظفر نواز |

www.urduchannel.in



خونخوار و کج ادا و دل آزار و سرفراز
حاضر جواب، تیز طبیعت زبان دراز

سچ اس کی ہے پسند جہان گو کبھی نہ ہو
معشوق بھی سر نہین کہ جو اتنی کجی نہ ہو

ذوالفقار سے تشبیہ ؁

جوہر وہی، برش کا وہی طور، خم وہی
چلنا اسی طرح کا، چمک دمبدم وہی
تیزی وہی غضب کی، وہی گھاٹ، دم وہی
رنگت زمردی وہی، پانی مین سم وہی +

تلوار کا کاٹ اور اسکی تعریف

چمکی، گری- اُٹھی، ادھر آئی اُدھر گئی
کاٹے کبھی قدم، کبھی بالاے سر گئی
خالی گئے پرے، تو صفین خون مین بھر گئی
ندی غضب کی تھی کہ چڑھی اور اُتر گئی

غل تھا یہ کیا ہے، جو قہرِ صمد نہین
ایسا تو رود نیل مین بھی جزر و مد نہین

بجلی گری کہ فوج پہ تیغ دو سر گری
چمکی کبھی فلک پہ، کبھی فرق پر گری
کٹ کر کسیکی تیغ، کسیکی سپر گری
سر کاٹ کر ادھر سے جو اُٹھی اُدھر گری

زرہین تنون مین شکلِ کفن چاک ہو گئین +
اک آن مین صفین کی صفین خاک ہو گئین

اک شور تھا کہ تیغ ہے یہ یا خدا کا قہر
ناگن ہے یہ کہ کاٹے کی جسکی نہین ہے لہر
بہتی ہے جسکی آگ سے کو سون لہو کی نہر
اُتری گلے سے اچڑھ گیا سارے بدن مین زہر

زخمون سے جسم ڈر سے کلیجے فگار ہین +
جوہر نہین ہین تیغ مین، دندان مار ہین

www.urduchannel.in



یکتا برش میں جوہر ذاتی میں قدر میں
چمکی احد میں خیبر و خندق میں بدر میں
تیزی وہی تھی سان کی اس آشوب غدر میں
بڑھ کر سپر سے سر میں گئی اس سرے سے صدر میں
کھچتی ہوئی سپر سے نیا رنگ ڈھنگ تھا
راکب تھا نہ فرس تھا نہ زین تھا نہ تنگ تھا

غل تھا کہ وہ چمکتی ہوئی آئی، یہ گری
برچھی سے اڑ گئی وہ سنان، یہ گرہ گری
ترکش کٹا کمان کیانی سے زہ گری ٭
یہ سر اڑا، وہ خود اڑا، یہ زرہ گری
آتی ہے لشکروں پہ تباہی اس طرح
گرتی ہے برق قہر الٰہی اس طرح ٭

سر لوٹتے تھے برچھیوں والوں کے ہر طرف
ٹکڑے پڑے تھے دشت میں بھالوں کے ہر طرف
پامال تھے سوار رسالوں کے ہر طرف
پرکالے اڑتے پھرتے تھے ڈھالوں کے ہر طرف
خاطر نشان نہ تھی کسی آفت نشان کی ٭
انبار تھیں کٹی ہوئیں شاخیں کمان کی

کیا کیا چمک دکھاتی تھی سر کاٹ کاٹ کے
تنہی تھی بس تنوں سے زمیں پاٹ پاٹ کے
پانی وہ خود پیے ہوئے تھی گھاٹ گھاٹ کے
دم اور بڑھ گیا تھا لہو چاٹ چاٹ کے
کیا جانئے ملا تھا مزا کیا زبان کو ٭
کھا جاتی تھی ہما کی طرح استخوان کو

ہر ہات میں اڑا کے کلائی نکل گئی ٭
کوندی اگری - زمیں میں سمائی نکل گئی
کاٹی زرہ دکھا کے صفائی نکل گئی
مچھلی تھی اک کہ دام میں آئی نکل گئی
چار آئینہ کے پار تھی اس آب و تاب سے

www.urduchannel.in



جس طرح برق گر کے نکل جائے آب سے

کٹ کٹ کے ذوالفقار سے گرتے تھے خاک پر
پہنچوں سے ہات، شانوں سے بازو، تنوں سے سر
قبضہ سے تیغ، بر سے زرہ، ہات سے سپر
برچھی سے پھل، کمان سے زہ، زین سے تبر

ترکش کہیں پڑے تھے نشان زری کہیں
پیکان کہیں تھی ہشست کہیں تھی، سری کہیں

جب صف پہ وار کرتے تھے سلطان بحر و بر
اُڑتی تھی کٹ کے صورت کاغذ ہر اک سپر
چھپتی تھیں بھاگی جاتی تھیں، گرتے تھے خاک پر
قبضوں سے تیغیں جسم سے رہتیں تنوں سے سر

سپے تھے قدم، گریز کے کوچے بھی بند تھے
شعلہ وہ تیغ تھی اسے اعدا اسپند تھے

چھپتے تھے یوں وہ دیکھ کے اس تیغ کی چمک
بھاگے شعاع مہر سے جس طرح شپرک
اوج سما سے زلزلہ برپا تھا تا سمک
چمکی وہ جب تو کانپ گئے چرخ پر ملک

ہر شے تھی خوف جان سے خضوع و خشوع میں
سجدے میں تھی زمیں تو فلک تھا رکوع میں

جوشن کو کاٹ جاتی تھی یوں آکے اوج سے
پیراک جس طرح نکل آتا ہے موج سے
چمکی جو برق سی تو نکل آئی تنگ سے
رکتی تھی نہ سپر سے نہ آہن نہ سنگ سے

خالق نے منہ دیا تھا عجب آب و تاب کا
خود اسکے سامنے تھا پھپولا حباب کا

چم خم وہ تیغ کا وہ لگاوٹ وہ آب و تاب
آتش کسی جگہ کہیں بجلی کہیں سحاب
سیلی تھی اک پری کے تکلم پر کہ اسکی تاب
تیزی زباں میں وہ کہ فرشتوں کو دے جواب

www.urduchannel.in



جوہر نہ سے اُس کا جسم جو آئینہ نگار تھا
گویا گلے مین حور کے ہیرے کا ہار تھا

پیاسی بھی خون فوج کی اور آبدار بھی
بجلی بھی ابر تر بھی خزان بھی بہار بھی

غل تھا کہ ایک گھاٹ مین پانی بھی نار بھی
تلوار بھی چھری بھی سپر بھی کٹار بھی

پانی نے اسکے آگ لگا دی زمانے مین
اک آفت جہان تھی لگا نے بجھانے مین

نیزون کے بند بند قلم برچھیان دونیم
چار آئنہ کٹے ہوئے گرزگران دونیم

مثل قلم زبان دراز سنانِ دونیم
مغفر سے تا کمر جسدِ پہلوان دونیم

سالم تھا پیشِ آئنۂ تیغ جو نہ تھا
لشکر مین کونسا تھا وہ یکتا جو دو نہ تھا

وہ تیغ جب بڑھی صف کفار ہٹ گئی
دم بھر مین یون صفون کو اُلٹ کر پلٹ گئی

چمکی جو برق ڈھالون کی بدلی سمٹ گئی
رن کی زمین لہو کے ڈریڑون سے کٹ گئی

دریا بھی آبِ تیغ سے بے آبرو ہوا
غل تھا کہ لو فرات کا پانی لہو ہوا

اس موقع پر شاید تمھارے ذہن مین یہ خیال آئے کہ میر انیس کی رزمیہ مین گو الفاظ کی شکوہ و شان کی کچھ انتہا نہین لیکن اصلیت اور واقعیت سے یہ مرحل دور ہے، کربلا کا واقعہ نتایج کے لحاظ سے بے شبہہ ایک اہم واقعہ ہے لیکن معرکہ آرائی کے لحاظ سے اسکی صرف یہ حیثیت ہے کہ ایک طرف سو سوا سو آدمی تشنہ لب اور بے سر و سامان تھے دوسری طرف تین چار ہزار کا مجمع تھا جو دفعۃً ٹوٹ پڑا، اور تین گھنٹے مین لڑائی کا فیصلہ ہو گیا، ایسے واقعہ کے متعلق یہ کہنا کہ زمین تھرا گئی آسمان کانپنے لگے پہاڑ جگہ سے ہٹ گئے،

www.urduchannel.in



دریا اُبل پڑے، فرشتے آسمانون مین چھپتے پھرتے تھے وغیرہ وغیرہ، واقعیت سے کسقدر دور ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ شاعری مین اصلیت اور واقعیت کا لحاظ تاریخی حیثیت سے نہین کیا جاتا، بلکہ صرف یہ دیکھا جاتا ہے کہ شاعر کوان واقعات کا یقین ہے یا نہین؟ اگر وہ ان باتون پر یقین رکھتا ہے، اُن کے اثر سے لبریز ہے، اور جس قدر اسکے دل پر اثر ہے اسی جوش کے ساتھ اُن کا اظہار بھی کرتا ہے تو اس کی شاعری بالکل اصلی ہے، فرض کرو کہ **شاہنامہ** کے تمام واقعات غلط ثابت ہوجائین تو اس سے **فردوسی** کی کمال شاعری مین کیا فرق آئے گا۔

شاعر کو قطعی یقین ہے کہ امام حسین علیہ السلام، تمام عالم کے کاروبار کے مالک ہین، جن و انس، شجر حجر، سب ان کے محکوم ہین اُن کا غیظ مین آنا گویا عالم کا غیظ مین آنا ہے، اس صورت مین اگر ان کی حملہ آوری سے زمین و آسمان دہل جائین، اور دنیا متزلزل ہو جاسے تو استعجاب کی کیا بات ہے، یہ ضرور ہے کہ اس حالت مین بھی وہی واقعات بیان کرنے چاہئین جن سے طبیعت پر واقعی اثر ہو، صرف موہوم خیال بندی اور لفاظی نہ ہو، جیسا **مرزا دبیر صاحب** کا انداز ہے۔

یہ بات بھی بظاہر کھٹکتی ہے کہ رزم کے بیان مین عشقیہ الفاظ، استعمال کرنا، بلاغت کے خلاف ہے، اور **میر انیس** اکثر تلوار کی تعریف مین اس قسم کے الفاظ استعمال کرتے ہین، مثلاً ؎

| | |
|---|---|
| کس تکلف سے وہ لیلائے ظفر، راہ چلی، | گہ بڑھی، گاہ رُکی، گاہ تھمی، گاہ چلی، |
| کاٹھی سے اسطرح ہوئی وہ شعلہ رو جدا | جیسے کنار شوق سے ہو خوبرو جدا، |
| سچ اس کی ہے پسند جہان کو سبھی نہ ہو | معشوق پھر نہین کہ جو اتنی کجی نہ ہو، |

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ اعتراض کی بات نہین، بلکہ میر انیس کے محاسن شاعری مین داخل ہے، علامہ **ثعلبی** نے یتیمۃ الدھر مین جہان **متنبی** کے محاسن گنائے ہین وہان لکھتے ہین، ؎

www.urduchannel.in



| | |
|---|---|
| منها استعمال الفاظ الغزل والنسیب فی اوصاف الحرب وهو ایضاً مما لم یسبق الیه وتفرّد به واظهر فیه الحذق | متنبی کے محاسن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ لڑائی کے بیان میں غزل کے الفاظ استعمال کرتا ہے اور یہ بھی اُس کی اُن خصوصیات میں ہے جن کی پہلی کوئی نظیر نہیں ملتی، اور جنمیں وہ متفرد ہے، |

اس کے بعد متنبی کے بہت سے اشعار نقل کیے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے ؎

| | |
|---|---|
| قد صبغت خدها الدماء کما<br>یصبغ خد الخریدۃ الخجل | زمین کے چہرہ کو خون نے اسطرح رنگین کردیا ہے جسطرح شرم کی حالت میں معشوق کے چہرہ پر سرخی آجاتی ہے، |

لیکن یہ بہت نازک موقع ہے رزم میں عشقیہ الفاظ اور تشبیہات کا استعمال وہیں تک جایز ہے جہاں تک کلام کا اثر نہ جانے پائے، اور کلام میں ابتذال نہ آجائے، مرزا دبیر صاحب نے بھی میر انیس کی تقلید کرنی چاہی لیکن کلام کا یہ رنگ ہوگیا ؎

| | | | |
|---|---|---|---|
| تلوار کی تعریف | جب خون میں بھری، فوج کے انبوہ سے نکلی | | غل یہ تھا کہ وہ لال پری کوہ سے نکلی |

## سلام

اُردو شاعری کی اصلی بنیاد غزل کی زمین پر قایم ہوئی، اور اقسام سخن میں سے اسی کو سب سے زیادہ فروغ ہوا، عام مرثیہ گویوں نے اپنے مضمون کی نوعیت کے لحاظ سے مسدس کا طریقہ اختیار کیا لیکن غزل کی لے اسقدر کانون میں رچ چکی تھی کہ ان لوگون کو بھی اُس انداز میں کچھ نہ کچھ کہنا ہی پڑتا تھا اس بنا پر انھون نے غزل کی طرز پر سلام ایجاد کیا، سلام کی بحرین وہی غزل کی ہوتی ہیں، غزل کی طرح مضمون کے لحاظ سے ہر شعر الگ الگ ہوتا ہے، سلام کی خوبی یہ ہے کہ طرح شگفتہ اور نئی بندش سادہ اور صاف، مضمون دردانگیز اور پُرتاثیر ہو، میر انیس کے سلامون میں یہ تمام باتین پائی جاتی ہین، نمونہ ملاحظہ ہو ؎

www.urduchannel.in



صبر کرتے تھے سلامی! شہ والا کیا کیا — اہل کین دیتے تھے مظلوم کو ایذا کیا کیا

شاہ فرماتے تھے پانی نہین ملتا لیکن — سامنے آنکھون کے لہراتا ہے دریا کیا کیا

سرِ شبیرؑ سے کہتے تھے یہ رو رو سجّادؑ — رنج دیتے ہین مجھے راہ مین اعدا کیا کیا

ق

طوق و زنجیر سنبھالون کہ مہار اونٹون کی — کام اتنے ہین کرون مین تن تنہا کیا کیا

رو رو کہتی تھی صغرؑا کہ کہے جا قاصد — تو نے کیا کیا کہا اور شاہ نے پوچھا کیا کیا

دیکھ کر فوج حسینی کو عدو کہتے تھے — ساتھ لائے ہین جوان سید والا کیا کیا

خط لئے لاشۂ اکبرؑ پہ یہ کہتے تھے امام — دیکھو بیٹا! تمھین صغرؑا نے ہے لکھا کیا کیا

## ایضاً

کچھ اور جز زبان نہین اہل سخن کے پاس — مجرای کیا زبان کے سوا ہی؟ دہن کے پاس

سمجھے یہ سب کہ عونؑ و محمدؑ ہوئے شہید — روتے ہوئے حسینؑ جو آئے بہن کے پاس

چلائی بانوؑ دیکھ کے اصغرؑ کو قبر مین — مجھکو بھی گاڑ دے کوئی اس گلبدن کے پاس

صدمہ سے کانپنے لگے عابدؑ کے ہاتھ پانون — جس وقت بیڑیان نظر آئین رسن کے پاس

## ایضاً

سلامی! آنکھ سے رہ رہ کے خونِ دل ٹپکتا ہے — غمِ سجادؑ بیکس دل مین کانٹا سا کھٹکتا ہے

دمِ تحریر گلریزی ہے یا سطرین ہین کاغذ پر — صریر کلک ہے یا باغ مین بلبل چہکتا ہے

پھرے تھے کربلا کی راہ سے کچھ سوچ کر حضرت — وگرنہ رہبر عالم کہین رستہ بہکتا ہے

حرم روئے کہا جب آسمان کو دیکھ کر شہؑ نے — علی اکبرؑ اذان دو صبح کا تارا چمکتا ہے

زمین کربلا پر فاطمہؑ کے پھول بکھرے ہین — شہیدون کی یہ خوشبو ہے کہ سب جنگل مہکتا ہے

تنِ رنجور پر ہاتھ اپنا زینبؑ رکھ نہین سکتی — تپِ غم سے بدن سجادؑ کا ایسا دہکتا ہے

www.urduchannel.in



کہا بانو نے تشنہ سے تیر چلتے ہیں کلیجہ پر
مرا منہ جب یہ بچہ نرگسی آنکھوں سے تکتا ہے
ق
یہ ننھے ننھے دونوں ہاتھ بل کھاتے ہیں سینہ پر
سوڑے ہو گئے ہیں پلکوں تالو ٹپکتا ہے

## ایضاً

مجرئی! جب کہ عیاں ماہ عزا ہوتا ہے
چرخ پر ماتم شاہ شہدا ہوتا ہے +
پھیر دیں آنکھیں جو اصغر نے پکاری بانو
دوڑو اسے بی بی ہوا دیکھو تو یہ کیا ہوتا ہے
دیر بیٹوں کو لگی رن میں تو زینب نے کہا
لاشیں آتی ہیں اگر فضل خدا ہوتا ہے
کہتی تھی خلق خدا دیکھ کے عابد کو اسیر
کہیں بیمار بھی رسی سے بندھا ہوتا ہے

## ایضاً

سدا ہے فکر ترقی بلند بینوں کو
ہم آسمان سے لائے ہیں ان زمینوں کو
یہ جھریاں نہیں ہاتوں پہ ضعف پیری نے
چُنا ہے جامۂ اصلی کی آستینوں کو
نگار رہا ہوں مضامین نو کے پھر انبار
خبر کرو مرے خرمن کے خوشہ چینوں کو
بھلا تردد بیجا سے اس میں کیا حاصل
اٹھا چکے ہیں زمیندار جن زمینوں کو
خیال خاطر احباب چاہیے ہر دم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

# رباعیات

صوفیانہ اور اخلاقی مضامین کے اظہار کے لئے سب سے زیادہ موزوں چیز رباعی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جن شعراء مثلاً خیام، سحابی، سلطان ابو سعید ابوالخیر نے ان مضامین کو اپنا موضوع شاعری قرار دیا تھا، انھوں نے رباعی کے سوا، تمام عمر میں اور کچھ نہ لکھا،

اُردو شاعری میں چونکہ یہ مضامین بہت کم ادا کئے گئے، اس لئے رباعیاں بہت کم پائی جاتی ہیں،

www.urduchannel.in



سودا نے البتہ نہایت کثرت سے رباعیان لکھین لیکن اکثر عشقیہ یا خیال آفرینی کی غرض سے لکھی ہین، میر انیس کی رباعیون کا ایک بڑا دفتر ہے اور ہر رباعی مین کوئی نہ کوئی اخلاقی مضمون ادا کیا گیا ہے بعض ایسی بھی ہین جن مین صرف مضمون بندی، یا کوئی صنعت ہے، چنانچہ ہر قسم کے نمونے ذیل مین درج ہین۔

| | | |
|---|---|---|
| اب خواب سے چونک، وقت بیداری ہے<br>مر مر کے پہنچتے ہین، مسافر وان تک | رباعی | بے زاد سفر، کوچ کی طیاری ہے<br>یہ قبر کی منزل بھی عجب بھاری ہے |
| ہموار ہے، اگر تو تجکو کچھ باک نہین<br>پاتا نہین تند خو، کدورت کے سوا | ایضاً | سرکش ہے اگر، تو عقل و ادراک نہین<br>دامن مین ہوا کے کچھ بجز خاک نہین |
| راہی طرف عالم بالا ہون مین<br>یارب ترا نام پاک جپنے کے لئے | ایضاً | دنیا سے عدم کو جانے والا ہون مین<br>گویا اک سمرن کی مالا ہون مین |
| مر مر کے مسافر نے بسایا ہے تجھے<br>کیونکر نہ لپٹ کے، تجھ سے سوؤن اے قبر | ایضاً | رخ سب نے پھرا کے، منہ دکھایا ہے تجھے<br>مین نے بھی تو جان دیکے پایا ہے تجھے |
| کٹ جاتے ہین، خود، رنگ بدلنے والے<br>اللہ رے سخن کی تیری تاثیر انیس | ایضاً | کب تھمتے ہین اشک جو ہین ڈھلنے والے<br>رو دیتے ہین مثل شمع، جلنے والے |
| ہشیار کہ وقت ساز و برگ آیا ہے<br>محتاج عصا ہوے تو پیری نے کہا | ایضاً | ہنگام یخ و برف و تگرگ آیا ہے<br>چلیے اب چوبدار مرگ آیا ہے |
| نافہم سے کب داد سخن لیتا ہون<br>پھبتی نہین، بو سے دوستان یکرنگ | ایضاً | دشمن ہو کہ دوست سب کی سن لیتا ہون<br>کانٹون کو ہٹا کے پھول چن لیتا ہون |

www.urduchannel.in



| | | |
|---|---|---|
| رتبہ جسے دنیا ہے خدا دیتا ہے | رباعی | وہ دل مین فروتنی کو جا دیتا ہے |
| کرتے ہین تہی مغز ثنا آپ اپنی | | جو ظرف کہ خالی ہے صدا دیتا ہے |
| کیا قدر زمین کی آسمان کے آگے | دیگر | جھکتے ہین قوی بھی ناتوان کے آگے |
| نرمی سے مطیع سنگدل ہوتے ہین | | دندان صف بستہ ہین زبان کے آگے |
| جس شخص کو عقبےٰ کی طلبگاری ہے | دیگر | دنیا سے ہمیشہ اُسے بیزاری ہے |
| ایک آنکھ مین کس طرح سمائین دونون | | غافل! یہ خواب ہے، وہ بیداری ہے |
| کس دن فرسِ خامہ تگ و دو مین نہین | دیگر | مجھ سا بھی سیہ بخت کوئی سو مین نہین |
| ہرچند کہ ہون خسروِ اقلیمِ سخن | | پر غیر دوات، کچھ قلمرو مین نہین |
| جس جا ذکرِ حسین ہو جاتا ہے | دیگر | رونے سے دلون کو چین ہو جاتا ہے |
| آکر بزمِ عزائے شہ مین رونا | | ہر شخص پہ فرضِ عین ہو جاتا ہے |
| جو روضہ مین باریاب ہو جاتا ہے | دیگر | ہر کام مین، کامیاب ہو جاتا ہے |
| جلتا ہے جو شب کو قبرِ حیدر پہ چراغ | | وہ صبح کو آفتاب ہو جاتا ہے |

# اعتراضات

میر انیس کے کمال کا اگرچہ جس قدر مجھکو اعتراف ہے شاید ہی کسی اور کو ہوگا، تاہم میرا یہ دعویٰ نہین کہ انکا کلام فروگذاشتون اور غلطیون سے پاک ہے۔

ہمارے زمانہ مین جو سوانح عمریان لکھی گئی ہین، ان مین باوجود دعویِ آزادی کے تنقید اور جرح سے بالکل کام نہین لیا گیا، اور اس کا عذر یہ کیا جاتا ہے کہ ابھی قوم کی یہ حالت نہین کہ تصویر کے دونون رخ اسکو دکھائے جائین، لیکن عذر کرنے والے خود اپنی نسبت غلطی کر رہے ہین، جس چیز

www.urduchannel.in



نے ان کو اظہار حق سے روکا ہے وہ ایشیائی شخص پرستی ہے جس کا اثر رگ و پے مین سرایت کر گیا ہے۔ اور عذر کرنے والون کو خود اس کا احساس نہین ہوتا اس غلامانہ شخص پرستی سے ایک بڑا ضرر یہ ہے کہ جو لوگ، ان اکابر کی تقلید کرتے ہین ان مین ہزارون ایسے ہوتے ہین جن کو خود نیک و بد کی تمیز نہین ہوتی اس لئے وہ اچھی باتون کے ساتھ، اکابر کی غلطیون کی بھی تقلید کرنے لگتے ہین، اور سلسلہ درسلسلہ تمام قوم مین اسکا اثر پھیل جاتا ہے۔

بہر حال ہماری رائے ہے کہ جس وسعت اور تفصیل کے ساتھ میر انیس کی خوبیان ظاہر کی گئی ہین، اسی طرح نہایت آزادی اور بے باکی کے ساتھ ان کی ہر قسم کی فروگذاشتین اور غلطیان بھی ظاہر کی جائین۔

ایک زمانہ ہوا عبدالغفور خان نساخ نے میر انیس کی بہت سی غلطیان ایک رسالہ مین ظاہر کی تھین، چنانچہ شروع کتاب مین اسکا ذکر گذر چکا ہے۔ پہلے ہم ان اعتراضات کو اجمالاً مع جواب کے نقل کرتے ہین۔

۱- میر صاحب نے جابجا۔ سینہ۔ مدینہ۔ کینہ۔ قرینہ۔ کو دانا اور بینا کا قافیہ باندھا ہے مثلاً ؎

| | |
|---|---|
| حق نما ہے تو جہان مین ہے یہی آئینہ | اسکا عاشق ہو تو ہون کور کی آنکھین بینا |

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ قدما کا طریقہ تھا اور میر انیس کا ابتدائی کلام، قدما کے استعمال کے موافق ہے۔ اس جواب پر اسقدر اور اضافہ کرنا چاہیئے کہ گو متاخرین نے اسکو ترک کر دیا لیکن کلام کی وسعت کے لیے یہ سختیان اٹھا دینی چاہئین، شاعری سے وصل اور ہجر کے سوا، اور بھی کام لینے ہین اور وہ بغیر اس کے نہین ہو سکتا کہ قافیہ مین وسعت پیدا کی جائے، ورنہ شاید یورپ کی طرح اسرے سے قافیہ سے دست بردار ہونا پڑے گا۔

۲- جن الفاظ مین نون کا اعلان ضرور ہے میر صاحب اکثر جگہ، اعلان نہین کرتے۔ مثلاً ؎

www.urduchannel.in



| | | | |
|---|---|---|---|
| عباسؑ سے یہ کہنے لگے شاہ دو جہان | | تم جا کے اس عرب کو بلا لاؤ بھائی جان | |

اس اعتراض کا بھی، یہی جواب ہے

۳- جہان نون کا اعلان جائز نہین، وہان اعلان کرتے ہین، مثلاً ؀

| | | | |
|---|---|---|---|
| تلپٹون گلے سے مین پدرِ ناتوان کے | | سینے سے تو سرک تو مرے بابا جان کے | |

اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ شعر میر صاحب کا ہے ہی نہین، الحاق ہے- لیکن میر صاحب کے ہان کثرت سے اس کی مثالین پائی جاتی ہین، اس لئے یا تو میر صاحب کی غلطی تسلیم کرنی چاہیے یا یہ کہنا چاہیے کہ یہ بھی میر صاحب کی توسیعات شعری مین داخل ہے ؀

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۴ | گویا کہ تھا شبیہ الم سبز نشان | | ڈوبا تھا خون سے پنجۂ پر نور او نشان |

اس شعر مین سبز کا قافیہ اور ہے اور یہ بالکل غلط ہے- اسکا جواب یہ دیا ہے کہ مصرع ثانی اصل مین یون ہے- "ڈوبا تھا خون مین پنجۂ پر نور زر نشان"-

۵- اکثر جگہ شائیگان قافیے ہین، چنانچہ نساخ نے بہت سے اس قسم کے شعر نقل کئے ہین، مجیب نے، ان تمام شعرون سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ یون نہین بلکہ یون ہین، مثلاً اس بند مین ؀

| | | | |
|---|---|---|---|
| ناگاہ بڑھی فوج، ہوا جنگ کا سامان<br>شہزادے پہ جب پڑنے لگا تیرون کا باران | | اور گھٹنے لگی طاقتِ جسمِ شہ مردان<br>تلوار علم کر کے کہا باشہ مردان | |

شہ مردان مکرر آیا ہے، مجیب صاحب کہتے ہین کہ دوسرے مصرع مین شہ مردان کے بجائے شہ ذی شان تھا- غلط نویسون نے ذی شان کا شہ مردان بنا دیا، لیکن اس قسم کی تاویلات پر اعتبار کرنا مشکل ہے، اور اگر اسکو وسعت دی جائے تو جہان جس لفظ پر اعتراض ہو نہایت آسانی سے دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ یون نہین، یون تھا- اس شعر مین تو سرے سے اعتراض ہی غلط ہے کیونکہ شہ مردان سے ایک جگہ امام حسینؑ، اور دوسری جگہ حضرت علیؑ مراد ہین، اس لئے قافیہ مکرر نہین، لیکن

www.urduchannel.in



جہان واقعی قافیہ شایگان ہے وہان بھی تاویل کی ضرورت نہین، جو اساتذہ کثیر الکلام ہین اور جنکو سیکڑون قسم کے مضامین ادا کرنے پڑتے ہین، وہ اس قسم کی قیدون کی پابندی نہین کرتے ۔

۶ - اکثر جگہ حروف تقطیع مین گرجاتے ہین ۔ مثلاً

ع رانڈ ہوتی ہے اک رات کی بیاہی ہوئی دختر،

ع یہ کہہ کے بس عورات نے عریان کئے سر،

ع باہین جو گلے مین تھین تو بند دیدۂ خونبار،

ان اعتراضات کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ سب کاتبون کی غلطی ہے، پہلا مصرع یون ہے

ع بیوہ ہوئی اک رات کی بیاہی ہوئی دختر، اسیطرح اور مصرعون کو بدلا ہے ۔

حرفون کا تقطیع مین گرنا، اگرچہ واقعی ناگوار معلوم ہوتا ہے لیکن اساتذہ کے ہان کثرت سے اس کی مثالین پائی جاتی ہین ؎

| | | |
|---|---|---|
| عزت شیرازی | مرا پند خردمندان بحال خود نمے آرد | باین افسانہا مجنون عشق عاقل نمیگردد |
| عاقل | تا توانی تختہ بند یک مقام عاقل مباش | |
| علی | اے رگ جان بہار این ہمہ بیرحمی چیست | خاک از مقدم تو خون شدن عادت دارد |
| غنی | تن گل عارض گل، بدن گل چہرہ گل رخسار گل، | |
| | بدہ ساقی آن آب یاقوت را | کہ سازم علاج عقل فرتوت را |

ان کے سوا اور بہت سی مثالین ہین، جنکو تطویل کے لحاظ سے قلم انداز کیا گیا ۔

۷ - ناگاہ بجا فوج عدو مین طبل جنگ ۔

ہو مغفرت خلیق کی یارب ذوالکرام ۔

طبل متحرک الاوسط صحیح نہین، اور ذوالکرام مہمل لفظ ہے مجیب صاحب کہتے ہین کہ اصل مین

www.urduchannel.in



طبل کے بجاے دُہل، اور ذوالکرام کے بجاے یا خالق الانام ہے۔

۸۔ تھا زیرِ زرہ گاو دُمہ اسطرح کا بکتر

اعتراض بکتر گاو دُمہ نہین ہوتا۔

جواب۔ اصل مین یون تھا ع پہنے ہوے زیرِ زرہ اسطرح کا بکتر۔

۹۔ اُترا یہ سخن کہہ کے وہ کونین کا عالی، "کونین کا عالی" غلط ہے۔

جواب۔ اصل مین عالی کے بجاے والی ہے۔

۱۰۔ رنگ رخ کفار رعب ہو گیا فق سے — رنگ فق سے ہو گیا محاورہ نہین،

اسکا جواب یہ دیا ہے کہ میر انیس جو کچھہ کہہ دین وہی محاورہ ہے۔

۱۱۔ شرمندہ زمانہ سے گئے وایل و سحبان، — وایل کوئی فصیح نہین گذرا۔

جواب۔ اصل یون ہے۔ وہ عیل و سحبان۔

ان اعتراضات کے علاوہ، نسّاخ نے اور بھی بہت سے اعتراض کیے ہین لیکن چونکہ وہ صحیح نہ تھے قلم انداز کیے گئے، نسّاخ نے بہت سے صحیح اعتراضات چھوڑ بھی دیے اُن کی تفصیل ذیل مین ہے

| | |
|---|---|
| بت توڑ کے کعبہ کو صفا کر دیا کس نے، | "صاف کر دیا" چاہیے۔ |
| برخاست کی چراغون کو پروانگی ہوئی، | پروانگی غلط ہے۔ |
| جو حرف قرٰان کا ہے وہ ہے لایق تعظیم | قرآن بروزن فُعلان ہے۔ |
| ایسا بھی کوئی بیکس و بے آس نہ ہوگا | بے آس کا عطف بیکس پر جایز نہین۔ |
| گرتے تھے طیوران ہوا کٹوے ہوکے پر | طیور۔ خود جمع ہے، اسکی جمع الجمع نہ صحیح ہے نہ مستعمل |
| جو خوبیان کہ چاہین وہ سب حصول ہین | حصول کے بجاے حاصل چاہیے۔ |
| کہتی نہین یانی کی سلامت رہین عباسؑ | کہتی انفار اور اراذل کی زبان ہے۔ |

www.urduchannel.in



| | |
|---|---|
| والد اُس سے زور عیان لاتعد ہوا | قتل اسکے ہات سے عمر عبدود ہوا |

عبدود، لاتعد کا قافیہ نہین ہوسکتا۔

| | |
|---|---|
| کرار ہے وہ شخص نہ غیر فرار ہے | فرار پہ تشدید را چاہیئے۔ |
| عالم کی تغیری پہ بحالی کی ہے آمد، | تغیری۔ صحیح نہین۔ |
| مت روکنا ہے خاطر مہمان واجبات | واجبات سے، یا واجب چاہیئے۔ |
| اس مژدہ کو سنتے ہی خوشی ہوگئی شیرین | خوش چاہیئے۔ |

اِس قسم کی اور بہت سی غلطیان ہین، اور غلط نویسی کا عذر ہر جگہ کام نہین آسکتا حقیقت یہ ہے کہ میر انیس کے کلام مین اس قسم کی غلطیان ضرور موجود ہین لیکن یہ عجیب بات ہے کہ جس قدر قادر الکلام اور پُرگو شعرا گذرے ہین سب کی یہی حالت ہے فردوسی سے بڑھ کر کون قادر الکلام ہوگا، متاخرین مین قاآنی کا جواب نہین، ان دونون کے کلام مین اس قسم کی بے اعتدالیان نہایت کثرت سے موجود ہین۔ لوگ، اُن شعرا کو نمونہ بناتے ہین جنکی شاعری کا دایرہ۔ چند عشقیہ خیالات تک محدود ہے۔ لیکن جو شخص سیکڑون قسم کے مختلف واقعات کو شعر مین ادا کرنا چاہتا ہے ان مسامحات سے کیونکر بچ سکتا ہے۔ اس لئے قادر الکلام شعرا کو اس جرم سے بری رکھنا چاہیئے۔

لفظی غلطیون کے سوا معنوی حیثیت سے بھی بہت سی باتین قابل اعتراض ہین جنکی تفصیل حسب ذیل ہے،

ا۔ اکثر جگہ مصرعون مین باہم ربط نہین ہوتا، اور صاف نظر آتا ہے کہ دوسرا مصرعہ برجستہ نکل آیا تھا، اسکے لئے زبردستی قافیہ اور ردیف کی رعایت سے اوپر کا مصرعہ پیوند کیا ہے مثلاً ؎

| | | |
|---|---|---|
| کی تعریف | سر پر کہین ہوئے ہین سنجی سے دنی کہین<br>سمجھو نہ دور آنکھ ملانے کی دیر ہے | بوڑھی کہین بھی ڈانڈ کہین تھی ہانی کہین<br>پتلی ہے چشم مین کہ ترائی مین شیر ہے |

www.urduchannel.in



تلوار کی تعریف میں

بے مثل تھی شرف میں اصالت میں نیک تھی ‎ ملجا تھیں دو زبانیں جو اس کو تو ایک تھی
خواہان تیر زیب گلشن زہرا جو آب کے ‎ شبنم نے بھر دیے تھے کٹورے گلاب کے
ہالے تھے دو ملے ہوئے گھوڑ دگی گشت سے ‎ خاک آسمان پہ جاتی تھی اُڑ اُڑ کے دشت سے
بدھات میں شکست ظفر نیک ہات میں ‎ ہات اُڑ کے جا پڑا کبھی ہاتھ ایک ہات میں

اس قسم کے اور سیکڑوں اشعار ہیں۔

(۲) اکثر جگہ لفظی رعایت کی پابندی کی وجہ سے کلام، اوچھا اور بے اثر ہو جاتا ہے مثلاً حضرت امام حسین علیہ السلام کا تمہیدی فقرہ سُن کر تمام لشکر میں جب سناٹا چھا گیا ہے تو اس موقع پر لکھتے ہیں ؎

یہ صدا سنتے ہی خود رک گیا قرنا کا خروش ‎ تھم گیا طبل وغا کی بھی وہ آواز کا جوش
ہو گیا جوڑ کے ہاتوں کو جلاجل خاموش ‎ کیا بجاتے کہ بجاتے تھے نہ کسی شخص کے ہوش

چھیڑنا اُن کو سرود دون کا بھی ناساز ہوا
رُعب فرزند نبیؐ سرمۂ آواز ہوا

پہلے تین مصرعوں میں رعب اور ہیبت کا جو اثر پیدا ہوا تھا، "سرود"، "ناساز" کی ضلع جگت نے اسکو بالکل زایل کر دیا،

یا مثلاً اس دعا میں ؎

اس باغ میں چشمے ہیں ترے فیض کے جاری، ‎ بلبل کی زبان پر ہے تری شکرگذاری
ہر نخل برومند ہے یا حضرتِ باری ‎ پھل ہمکو بھی مل جائے ریاضت کا ہماری

نخل، برومند، باری، پھل ـ ریاضت، کا التزام یہ اثر پیدا کرتا ہے کہ دعا مانگنے والے کا دل، خضوع خشوع سے زیادہ لفظی رعایتوں میں لگا ہوا ہے،

یا مثلاً ان اشعار میں نہایت مبتذل طریقہ سے لفظی رعایت کو صرف کیا ہے،

ع بوسے نہنگ، خوب نہین یہ اگر مگر،

ع سایہ کنوئین مین اُترا تھا پانی کی چاہ سے،

ع اب ہات دستیاب نہ تھے مُنہ چھپانے کو۔

ع آرہی جو ہوگئی تھین وہ سب ذوالفقار سے۔

کونسا باغ تجھے شاہ نے دکھلایا ہے — کہین کوثر کے تو چھینٹون مین نہین آیا ہے
شجر قامت سرور پہ جو ڈالے گا نظر — سر چڑھے گا ترا برچھی پہ یہ ہے اسکا ثمر

(ابن سعد حُر سے کہتا ہے)

الفت زلف سے بھی پیچ مین پڑجائے گا
خال رخ دیکھا تو تو خال سے لگ جائیگا

بدر پیشانی سرور کا جو ہے سر مین خیال — تو اسی ماہ مین نقصان ترا ہوئیگا کمال
سب مین ہو جائیگا انگشت نما مثل ہلال — تیر و شمشیر ہے ابرو کی محبت کا وبال

عشق رخسار مین رتبہ ترا گھٹ جائے گا
مُنہ پہ کہتا ہون کہ چہرہ تیرا کٹ جائیگا

پانون یہ وہ ہین کہ ان پانون کو جو ہات لگائے — تو سر دست سرفرازی کونین کو پائے

اس قسم کی تکلف کی ہزارون مثالین ہین۔

ان تکلفات کی وجہ سے اکثر جگہ بلاغت کا سر رشتہ بالکل ہات سے جاتا رہتا ہے مثلاً صغرٰی کو جب حضرت امام حسین علیہ السلام، سفر مین ساتھ نہین لے جانا چاہتے اور اُن کی بیماری کا عذر کرتے ہین تو وہ کہتی ہین، کہ کیا گھر پر تنہا رہنے اور رونے پیٹنے سے مین اچھی ہو جاؤن گی اس موقع پر لکھتے ہین

ع غم کھانے سے آجائیگی قوت میرے تن مین؟

ان تمام اعتراضات کا صرف یہ جواب ہے کہ لفظی رعایت کی پابندی کے سوا جو لکھنو کی خمیر بنگیا

www.urduchannel.in



تھا، باقی عیوب، لازمۂ انسانی ہین، اور کسی بشر کا کلام اِن سے پاک نہین ہوسکتا،

## سرقات

اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ میر انیس (اور مرزا دبیر) کے بہت سے اشعار پر سرقہ کا گمان ہوسکتا ہے کیونکہ وہی مضامین بعینہ، یا بہ خفیف تغیر قدیم اساتذہ کے ہان پائے جاتے ہین، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان سب پر سرقہ کا اطلاق نہین ہوسکتا اساتذہ کا قاعدہ ہے جب وہ دیکھتے ہین کہ ایک مضمون کسی متقدم شاعر نے باندھا لیکن اچھی طرح نہ بندھ سکا یا اس پر ترقی ممکن ہے تو وہ دانستہ اسی مضمون کو لیکر اسطرح ادا کرتے ہین کہ جو کسر تھی نکل جاتی ہے، اور شعر بلند رتبہ ہوجاتا ہے، فردوسی نے خیمہ کی تعریف لکھی تھی ؎

| | |
|---|---|
| یکے خیمہ داشت افراسیاب | ز مشرق بہ مغرب کشیدہ طناب |

نظامی نے دیکھا کہ مبالغہ اچھا ہے لیکن کوئی ثبوت نہین، انھون نے ایک تشبیہ پیدا کر کے ثبوت دیدیا ؎

| | |
|---|---|
| یکے خیمہ داشت چون آفتاب | ز مشرق بہ مغرب کشیدہ طناب |

آفتاب کی تشبیہ نے مشرق سے مغرب تک طنابون کا کھنچا ہونا ثابت کر دیا کیونکہ آفتاب خیمہ سے اور اسکی کرنین طناب سے مشابہ ہین،

سعدی کا شعر تھا ؎

| | |
|---|---|
| ترا ہر آئینہ باید بہ شہر دیگر رفت | کہ دل نماند درین شہر تا ربائی باز |

شہر کے شہر کا دل چھین لینا معشوق کا کمال ہے لیکن معشوق کو یہ صلاح دینی کہ وہ کسی اور شہر کو چلا جائے لغویات ہے۔ اس لئے امیر خسرو نے اسکا چارہ کار یہ بتایا ؎

www.urduchannel.in



کسی نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی ٭ مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی

سلمان ساوجی کا شعر تھا ؎

شاہد آن نیست کہ دارد خط سبز و لب لعل ٭ شاہد آن است کہ این دارد و آنے دارد

خواجہ حافظ نے اسکو مطلع کر کے بلند کر دیا ؎

شاہد آن نیست کہ موئے و میانے دارد ٭ بندۂ طلعت آن باش کہ آنے دارد

سلمان کے شعر مین این و آن کا جو لطف تھا، وہ اچھی طرح ادا نہ ہو سکا تھا کیونکہ آن مین نون بہ اعلان ہے اسلیئے آن (جو این کا مقابل ہے) کا ایہام نہین ہوتا۔ خواجہ حافظ نے اس نقص کو یون پورا کیا ؎

این کہ می گویند آن بہتر ز حسن ٭ یار ما این دارد و آن نیز ہم

صاف نظر آتا ہے کہ ان لوگون نے دیکھا کہ ایک عمدہ بات پیدا ہوئی تھی لیکن ناقص رہ گئی ایک چیز کو ناقص چھوڑ دینا اچھا نہ تھا، اسکو پورا کر دیا، اگر اسکا نام سرقہ ہے اور یہ معیوب ہے تو دنیا مین ہر قسم کی صنعتین جو ایجاد ہوئین وہ اُسی پہلی حالت پر قایم رہنی چاہئے تھین چھکڑے کے بجائے فٹن اور بروہم طیار کرنا بھی سرقہ قرار پاتا۔

میر انیس صاحب کے ہان جو سرقے پائے جاتے ہین اکثر اسی قسم کے ہین۔

مثلاً حضرت امام حسین علیہ السلام نے جب یزید کی فوج کے سامنے اتمام حجت کے طور پر جناب رسالت پناہ سے اپنا تعلق ثابت کیا ہے تو یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسوقت میرے بدن پر جو اسلحہ اور ملبوسات ہین وہ آنحضرت صلعم کے ملبوسات تھے۔ اس مضمون کو میر ضمیر نے اس طرح ادا کیا تھا ؎

پہچانتے ہو کسکی ہے سر پہ یہ دستار ٭ دیکھو تو قبا کسکی ہے کاندھے پہ نمودار
یہ کسکی زرہ، کسکی سپر کسکی ہے تلوار ٭ مین جس پہ سوار آیا ہون کسکا ہے یہ رہوار

www.urduchannel.in



باندھا ہے کہ مین جسے یہ کسکی ردا ہے
کیا فاطمۂ زہرا نے نہین اس کو سیا ہے؟

یہ واقعہ مرثیہ کا ایک ضروری جزو تھا، اس لئے میر انیس صاحب اسکو بالکل چھوڑ نہین سکتے تھے لیکن دیکھو، اسی بات کو کیونکر ادا کیا ہے ؎

یہ قبا کس کی ہے بتاؤ یہ کسکی دستار
بر مین کس کا ہے یہ چار آینہ جو ہر دار

یہ زرہ کس کی ہے پہنے ہون جو مین سینہ فگار
کس کا رہوار ہے یہ آج مین جسپر ہون سوار

کس کا یہ خود ہے یہ تیغ دو سر کسکی ہے
کس جری کی یہ کمان ہے یہ سپر کسکی ہے

| | | |
|---|---|---|
| میر ضمیر | جب تک کہ ذوالفقار نے کاٹے نہ تن پر | ہرگز نہ دم لیا پر روح الامین پر ؎ |
| میر انیس | خیبر مین کیا گذر گئی روح الامین پر | کاٹے مین کس کی تیغ دو پیکر نے تن پر |
| میر ضمیر | اس نیزہ سیاہ سے تھا سب کو بیم جان | تھا اژدہا ہے موسی عمران کی وہ زبان |
| میر انیس | ع گویا زبان نکالے ہوئے اژدہا چلا۔ | |
| میر ضمیر | اک نیزہ ہوا پار وہ سو سو کے جگر سے | رشتہ کا گذر ہوتا ہے جون سلک گہر سے |
| میر انیس | ہوتا تھا پار آکے وہ ہنگام دار و گیر | سو دل سے مثل رشتۂ تسبیح ایک تیر |
| میر ضمیر | کونین مین پکار ہوئی الاماں کی ؎ | انسان تو کیا جنون کو پڑی اپنی جان کی |
| میر انیس | ع چلاتی تھین پریان کہ خدا جن بچائے۔ | |

لیکن بہت سے اشعار ایسے بھی ہین جن مین کسی قسم کی ترقی نہین ہوئی بلکہ کسی فارسی شعر کو بعینہ لے لیا ہے، اس قسم کے مضامین کو حسن ظن ہو تو توارد، ورنہ سرقہ کہنا چاہیئے۔ چند مثالین نمونہ کے طور پر ذیل مین لکھی جاتی ہین ؎

www.urduchannel.in



| | | | |
|---|---|---|---|
| میرانیس | پیچھے کبھی قافلہ سے رہتا نہ انیس | | اے عمر دراز تیری کوتاہی ہے |
| لاحد | | | کوتاہ ہئے کہ بود ز عمر دراز بود |
| میرانیس | عقدے سب حل ہوے مگر آہ انیس | | یہ بند اجل کسی سے کھولا نہ گیا |
| بوعلی سینا | کردم ہمہ مشکلاتِ عالم را حل | | ہر بند کشودہ شد مگر بند اجل |
| میرانیس | نافہ کی طرح عمر خطا مین گذری | | بالون پہ سفیدی ہے، سیاہی دل مین |
| کاتبی | بودیم ہمچو نافہ ہمہ عمر در خطا | | موے سفید بین، و درون دل سیاہ ما |
| میرانیس | ہر سمت تھی سنان پہ سنان مثل خار زار | | ہر صف مین تھی سپر پہ سپر مثل لالہ زار |
| نظامی | سنان بر سنان رستہ چون نوک خار | | سپر بر سپر بستہ چون لالہ زار |
| میرانیس | خود پیام زندگی لائی قضا میرے لئے | | شمع کشتہ ہون، فنا مین ہے بقا میرے لئے |
| لاحد | چو نفی نفی اثبات است از رون نمی ترسم | | بقاے من چو شمع کشتہ باشد در فنا من |

## میرانیس اور مرزا دبیر کا موازنہ

اُردو علم ادب کی جو تاریخ لکھی جائیگی، اس کا سب سے عجیب تر واقعہ یہ ہوگا کہ مرزا دبیر کو ملک نے میرانیس کا مقابل بنایا، اور اس کا فیصلہ نہ ہو سکا کہ اِن دونون حریفون مین ترجیح کا تاج کس کے سر پر رکھا جاے،

شاعری کس چیز کا نام ہے؟ کسی چیز کا، کسی واقعہ کا، کسی حالت کا، کسی کیفیت کا، اس طرح بیان کیا جاے کہ اسکی تصویر آنکھون کے سامنے پھر جاے،

دریا کی روانی، جنگل کی ویرانی، باغ کی شادابی، سبزہ کی لہک، پھولون کی مہک، خوشبو کی لپٹ، نسیم کے جھونکے، دھوپ کی سختی، گرمی کی تپش، جاڑون کی ٹھنڈ، صبح کی شگفتگی، شام کی دلآویزی یا

www.urduchannel.in



رنج وغم، غیظ وغضب، جوش ومحبت، افسوس وحسرت، عیش وطرب، استعجاب وحیرت، ان چیزون کا اسطرح بیان کرنا کہ وہی کیفیت دلون پر چھا جائے اسی کا نام شاعری ہے۔

اسکے ساتھ الفاظ مین فصاحت، سلاست، روانی، بندش مین چستی اور چستی کے ساتھ بے تکلفی و لاویزی اور برجستگی، لطیف اور نازک تشبیہات اور استعارات، اصول بلاغت کے مراعات ان تمام اوصاف مین سے کون سی چیز مرزا دبیر مین پائی جاتی ہے۔ فصاحت، ان کے کلام کو چھو بھی نہین گئی، بندش مین تعقید اور اغلاق، تشبیہات اور استعارات، اکثر دور از کار، **بلاغت** نام کو نہین، کسی چیز یا کسی کیفیت یا حالت، کی تصویر کھینچنے سے وہ بالکل عاجز ہین، خیال آفرینی اور مضمون بندی البتہ ہی لیکن اکثر جگہ اسکو سنبھال نہین سکتے،

ہماری یہ غرض نہین کہ ان کے کلام مین سرے سے یہ باتین پائی ہی نہین جاتین وہ نہایت پرگو تھے ان کے اشعار کا شمار ہزارون کیا لاکھون تک ہے، اخیر اخیر مین وہ میر انیس کی تقلید بھی کرنے لگے تھے اس بنا پر ان کے کلام مین جا بجا شاعری کے لوازم اور خاصے پائے جاتے ہین، لیکن گفتگو قلت اور کثرت مین ہے، میر انیس کے بہت سے اشعار مین فصاحت و بلاغت کا حصہ بہت کم ہے، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ دونون مین سے نسبتہً کس کا کلام، شاعری کے معیار پر پورا اُترتا ہے۔ میر انیس کا عیب و ہنر تم دیکھ چکے اب مرزا صاحب کے متعلق ہم ایک ایک چیز پہ تفصیل لکھتے ہین۔

**فصاحت** ۔ یہ امر بدیہی ہے کہ مرزا دبیر کے کلام مین وہ فصاحت، اور شستگی نہین جو میر انیس کے کلام مین ہے، اور اس کے مختلف اسباب ہین،۔

(ا) مرزا صاحب اکثر ثقیل اور غریب الفاظ استعمال کرتے ہین مثلاً

ع مسند عی شق القمر آکر ہوئے گمراہ۔

ع ھسر کوہ کی آواز انا الطور انا الطور۔

www.urduchannel.in



ع الحشر کا ہنگامہ ہے اس وقت حشر مین۔

لبیک و سعدیک تھا ورد ملک وہو۔

المنتہی یہ ربط یہ ضبط اس وغا مین تھے۔

خاص الخلاصۂ بنی آدم، کمال مین۔

یا رو اُستاد ابجد نوشاہ کا بیان

رُخ بیّنۂ صدقِ کراماتِ پیمبر

مستجمعِ جمیعِ فضائل، ملک سیر

مُستغرقِ روح اُسنے کیا تب تحسّس و شیر

لیکر رطب و لبِ ودم کہنے لگے شاہ

میدانی و نقیب و عصا دار و چوبدار

عرشی فلکی بڑہ کے نقیبانہ پکارے

اس قسم کے سیکڑون الفاظ ہین، ہم نے صرف دو تین مرثیون سے سرسری انتخاب کیا ہے، ورنہ سیکڑون ہزارون تک نوبت پہونچتی، یہ الفاظ، اگرچہ صحیح ہین، عربی اور فارسی مین مستعمل ہین، لیکن اُردو نظم کی سلاست اور روانی اُنکی متحمل نہین ہوسکتی۔

(۲) بعض الفاظ بجائے خود ایسے ثقیل و رگران نہین لیکن مرزا صاحب جن ترکیبون کے ساتھ ان کو استعمال کرتے ہین، ان سے نہایت ثقل اور بعد اپنا پیدا ہوجاتا ہے، یہ امر ان مثالون مین صاف واضح ہوجاتا ہے جہان ایک ہی لفظ یا الفاظ کو میر و میرزا دونون نے استعمال کیا ہے۔

ھل اتی۔ انّما۔ قل کفیٰ۔ یہ چارون لفظ حضرت علیؑ کے فضایل کی تلمیحات (الیوژن) ہین ان تلمیحات کو ایک ایک بند مین دونون نے باندھا ہے، مرزا صاحب فرماتے ہین ؎

www.urduchannel.in



اہل عطا مین تاج سر اہل اتقا ہین یہ — اغنیا ر لاف زن ہین، شہ لافتا ہین یہ
خورشید انور فلک اِتقا ہین یہ — کافی ہے یہ شرف کہ شہ قل کفی ہین یہ

ممتاز گو خلیل رسولانِ دین مین ہین
کاشف ہے لوکشف یہ زیادہ یقین مین ہین

میر انیس کہتے ہین ؎

حق نے کیا عطا یہ عطا اہل اتقا کے — حاصل ہوا ہے مرتبہ لافتا کے
کونین مین ملا شرف انما کے — کہتی ہے خلق، بادشہِ قل کفا کے

دنیا مین کون منتظم کائنات ہے
کس کو کہا خدا نے کہ یہ میرا ہات ہے

مرزا صاحب کے کلام مین اس قسم کی ناموزونی نہایت کثرت سے ہے، ہم صرف چند مثالون پر اکتفا کرتے ہین ؎

ع اک شخص کمر شہ کی لگا باندھنے خورسند
ع اک دلو بھرو پانی سے اور ایک طلب لو
ع نوبت زنِ شہ بام عروج فلک پیر
ع ملبوس قلمکار نہ دون ہے نہ پرانا ؎

سر کو عوض پارۂ مدحت مین دھرون گا — شرح کہن ناطقہ منسوخ کرون گا

ع یہ صورت پیغمبر تو سنین مکان ہے ؎

ہے طلعت جلد و نفس سینہ یہ محسوس — وہ برق شفق مین تو یہ پروانہ یہ فانوس
ناگاہ کھلا دشت مین بازار زد و کشت — تیغین کھچین یکدست نکلے گرز بھی یکشت

www.urduchannel.in



ع نہ چشم جراحت نہ رہ قوت کو دیکھ

کہتے ہین جسے عاشق شیدا ملک وناس

خیاط عہد طفل شاہِ انام تھے

اسکی ثنا مشقتِ مالایطاق ہے

نانانے تو قلم کئے جبریلؑ کے پر ؎

کفار بڑھے طیش سے ہونٹون کو دبا کے — دانتون کے تلے بال محاسن کے دبا کے

آمد ہے امام سوم ہر دوسرا کی ؎

اس سرچہ دہرے ہات بہ قسمیہ اجل ہے — بس ہدیۂ اللہ کے قابل یہی پھل ہے

**بندش کی سستی اور ناہمواری** میرانیس اور مرزا دبیر مین اصلی جو چیز مابہ الامتیاز ہے وہ الفاظ کی ترکیب، نشست اور بندش، کا فرق ہے، میرانیس کا کلام تم پڑھ چکے ہو، ان کا اصلی جوہر بندش کی چستی - ترکیب کی دلآویزی - الفاظ کا تناسب، اور برجستگی وسلاست ہے، یہ چیزین مرزا صاحب کے ہان بہت کم ہین، ایک ہی مصرعہ مین ایک لفظ نہایت بلند اور شاندار ہے دوسرا مبتذل اور پست ہے، بند کا ایک شعر اس زور شور کا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ بادل گرجتا آرہا ہے، دوسرا بالکل پھیکا اور کم وزن ہے، دو تین بند صاف اور سلیس نکل جاتے ہین پھر تعقید اور بے ربطی شروع ہوتی ہے، اکثر جگہ، الفاظ بڑے دہوم دہام کے ہین لیکن حاصل کچھہ نہین، یہ باتین اگرچہ عام طور پر اُن کے تمام مرثیون مین پائی جاتی ہین لیکن نمونہ کے طور پر ہم چند بند اُن مرثیون کے نقل کرتے ہین جو بڑے زور کے مرثیے خیال کئے جاتے ہین اور جن مین بعض میرانیس کے جواب مین لکھے گئے ہین ؎

اے دبدبۂ نظم دو عالم کو ہلا دے — اے طنطنۂ طبع جزو کل کو ملا دے

اے معجزۂ فکر فصاحت کو جلا دے
اے زمزمۂ نطق بلاغت کا صلہ دے

اے ماہ سے بیان معنی تسخیر کو حل کر
اے سین سخن، قاف سے تا قاف عمل کر

یہ مرثیہ میر انیس کے جواب مین ہے، کس زور شور کی اُٹھان ہے، کیسے پُر رعب الفاظ ہین لیکن معانی مین بہت کم ربط ہے، مطلع کو مقطع کی باتون سے کیا نسبت ہے؟ زمزمۂ نطق سے بلاغت کا صلہ مانگنے کے کیا معنی ہیں؟ بیان کی ماہ کو تسخیر سے کیا خاص تعلق ہے؟ اس طرح سخن کے سین کو دف سے قاف تک عمل کرنے کے لئے کیا خصوصیت ہے۔

بولا قلم خامہ فلک پر مین گرون گا
معنی سے لے کہا بیت مین آئینہ جڑون گا

سکے نے ندا دی زرا نجم پہ پڑون گا
مضمون پکارا مین کسی سے نہ لڑون گا

بندش یہ کھُلی دم مین فصاحت کا بھرونگی
چلائی طبیعت کہ مین اصلاح کرونگی

پہلے دو مصرعے کسقدر دھوم دھام کے ہین، تیسرے مین تنزل شروع ہوا، چوتھا بالکل گر گیا کیونکہ اوپر کے مصرعون کی مناسبت کے لحاظ سے موقع یہ تھا کہ اسمین بھی کوئی ایجابی دعوی کیا جاتا۔ مضمون کا نہ لڑنا اگرچہ معنی تعریف کی بات ہے، لیکن یہان لڑائی سے گریز کرنے کا موقع نہین، اخیر کا شعر اور خصوصاً اسکا دوسرا مصرع کسقدر پھیکا اور مبتذل ہے، طبیعت کے چلانے کا یہ کیا موقع ہے اور طبیعت کے لئے چلانا کتنا ناموزون لفظ ہے۔

مین کون ہون صاحب علم کلک جہانگیر
تاج سر لفظ و سخن و معنی و تحریر

نوبت زن ثُریا ہم و درج فلک پیر
خاک قدم محتشم و مقبل شبیر

شکر کرے ہان تو شکایت بھی نہین ہے

www.urduchannel.in



انصاف تو کہتا ہے خداوند یون ہی ہے

پہلے تین مصرعون کا جو انداز ہے، چوتھا مصرع اس سے کسقدر بیگانہ ہے؛ ؎

مضمون مین نئی کرتا ہون ایجاد ہمیشہ
کہنے مین ہے تاثیر خداداد ہمیشہ

کہتا ہے سخن حضرت استاد ہمیشہ
بھولے سے بتادون تو رہے یاد ہمیشہ

بے لطف خدا یہ ہمہ دانی نہین آتی
پر شمع صفت چرب زبانی نہین آتی

جو چیز خداداد ہے اُسکے لیے ہمیشہ کی قید حشو محض ہے، چوتھا مصرع، تیسرے مصرع سے بالکل بے تعلق ہے، استادی کا ذکر دوسرے مصرع مین ہے، اور اُس کے ساتھ اس مصرع کو ربط ہوسکتا ہے، ٹیپ کے دو مصرع بھی باہم بالکل بے تعلق ہین۔

تین چار بند کے بعد فرماتے ہین ؎

مضمون تر و تازہ ہے جیتی مین یگانا
اس دہیان کے آنے سے کرم شاہ کا جانا

ملبوس قلم کا رہ نہ دون ہے یہ پرانا
خدام ولا ہو کے کہان ہاتھ بڑہانا

لے ہدیۂ تائید قدیر ازلی سے
لے خلعت تحسین حسین ابن علی سے

پہلے اور دوسرے شعر کی ترکیب اور انداز مین باہم کسقدر تفاوت ہے، دوسرا شعر پہلے شعر سے بالکل الگ ہوگیا ہے، دوسرے شعر کی بندش ایسی ہے کہ مطلب بھی آسانی سے سمجھ مین نہین آتا۔ اس دہیان کا مشارالیہ کون ہے ؎

حامی جو سلیمان دوعالم نظر آئے
طاؤس تصور کی طرح دل مین در آئے

مضمون جو عنقا تھے وہ پر جوڑ کر آئے
شیشہ مین پری زاد معانی اُتر آئے

www.urduchannel.in



یاقوت بدخشان سے، در آتے ہین عدن سے
لعل اُگلوں گا مین طائر سدرہ کے دہن سے

حضرت سلیمان کو عنقا سے کیا تعلق ہے، تصور کی تشبیہ طاؤس سے کس بنا پر ہے، اور پھر اس کے کیا معنی کہ عنقا سے مضمون دل مین اسطرح اُترا سے جسطرح طاؤس تصور دل مین اُترتا ہے، طاؤس دل مین نہین اُترتا، اور اگر تصور کے طاؤس ہونے کی بنا پر ہے تو مضمون کا عنقا خود دل مین اُتر سکتا ہے طاؤس کی مشابہت کی کیا ضرورت ہے، ٹیپ مین عجب بے ربطی ہے شاعر لعل اُگلے گا لیکن طائر سدرہ کے دہن سے اُگلے کا اسکے کیا معنی ہ شاید اُگلنے کو اُگلوانے کے معنی مین لیا ہے، یا اپنے آپ کو طائر سدرہ قرار دیا ہے ٥

کب شعلۂ خس بوز کی قندیل کو پہونچے
پشہ کا نہ غل صور سرافیل کو پہونچے

اُڑ کر نہ مگس طنطنۂ فیل کو پہونچے
بلبل نہ لب ولہجۂ جبریل کو پہونچے

ارباب سخن پر جو سخن ور ہے ہمارا
القاب سخن سنج سخن ور ہے ہمارا

کسقدر بھدّے الفاظ اور بھدّی ترکیبین ہین۔ اسکے علاوہ بے ربطی کو دیکھو، شعلہ کا مقابلہ قندیل سے نہین بلکہ قندیل کی روشنی سے ہوسکتا ہے، پرواز کو طنطنہ سے کیا نسبت ہے ؟ بلبل کو جبریل سے کیا مناسبت ہے، لقب کے بجائے القاب باندھا ہے ٥

سرکار ہے ہر مجلس تسخیر ہماری
آئینۂ سکندر ہے تسخیر ہماری

مضمون کی طرح بیت ہے جاگیر ہماری
ہے مہر سلیمان کی تحریر ہماری

تنہا مہ دماہی پہ نہین سکہ پڑا ہے
سورج کا نگینہ بھی انگوٹھی پہ جڑا ہے

www.urduchannel.in



بیت کا درجہ مضمون سے کم ہے، کیونکہ بیت کی جو خوبی ہے مضمون ہی کی وجہ سے ہے اس بنا پر تشبیہ کہ مضمون کی طرح بیت ہماری جاگیر ہے، بے معنی ہے، جب مضمون جاگیر ہو چکا تو بیت خود ہی جاگیر ہو گئی، ٹیپ کا اخیر مصرع بالکل بے معنی ہے، پہلے انگوٹھی سے کسی چیز کا استعارہ کرنا تھا پھر سورج کا نگینہ جڑنا تھا ورنہ ظاہر ہے کہ ہات مین پہننے کی انگوٹھی پر سورج کا نگینہ جڑنا کس قدر لغویات ہے، ٥

قابل مین سخن کے ہون سخن ہے مرے قابل
رضوان کو جنت یہ چمن ہے مرے قابل

لیکن سخن شہرہ فگن ہے مرے قابل
موتی کو صدف اور یہ عدن ہے مرے قابل

شہرہ ہے یہ تا یدشہ جن و ملک سے
مضمون مرا گھر پوچھتے آتے ہین فلک سے

سخنِ شہرہ فگن نئی ترکیب ہے؛ ع رضوان کو جنت، یہ چمن ہے مرے قابل، ناموزون ترکیب ہے، یا تو یون ہونا چاہیئے تھا کہ رضوان کو جنت چاہیئے، اور مجھکو یہ چمن، یا یون کہنا تھا کہ رضوان کے قابل جنت ہے، اور میرے قابل یہ چمن، چوتھے مصرع کی ترکیب کا بھی یہی حال ہے، ٹیپ کے دونون مصرع قریباً باہم متناقض ہین، شہرہ بھی انتہا کا ہے اور مضمون کو گھر پوچھنے کی بھی ضرورت ہے، شاید یہ مراد ہو کہ صرف نام مشہور ہو چکا ہے لیکن چونکہ مضامین کو کبھی مرزا صاحب سے روشناسی نہین ہوئی اور آستانۂ مبارک تک پہونچنے کی نوبت نہین آئی، اس لئے گھر کا پتہ پوچھنا پڑا ٥

ہین وقف ہمیشہ میرے الفاظ و معانی
ہر حبیب مین ہے بحر طبیعت کی روانی

ہان قلزم شیرین کا سبھی پیتے ہین پانی
ہے زور سخن شور یہ موجون کی زبانی

قطرہ سے مگر بحث یہین مین صرف نہین ہون
دریا ہون سخن کا مین تنک ظرف نہین ہون

www.urduchannel.in



تیسرے مصرع کا مطلب مشکل سے سمجھ میں آسکتا ہے، مقصد یہ ہے کہ زور سخن شور پر ہے لیکن اس بات کو مین نہین کہتا بلکہ موج کی زبان کہتی ہے، بحث مین صرف ہونا کونسا محاورہ ہے، ٹیپ کے دوسرے مصرع مین "مین" کا لفظ محض فضول ہے، پہلے مصرع مین "مین" کا لفظ آچکا ہے ۵

| | | | |
|---|---|---|---|
| خامہ ہے فروتن مرا افراط ادب سے | | جھک کر سر شرفا اور بجا لاتے ہین سب سے | |
| نخوت کے معانی ہین الگ لفظون کے لب سے | | جس طرح سے بد اصل جدا نیک نسب سے | |

دشمن سے بھی ہم قطع نہین کرتے حیا کو
مانند غبار اُٹھتے ہین تعظیم ہوا کو

پہلے مصرع مین انکساری اور خاکساری کے بجائے ادب کہا ہے، حالانکہ دونون مین بہت فرق ہے، تیسرے مصرع کی ترکیب اور لفظ کے لب کا استعارہ سابق ولاحق کی سادگی وصفائی سے نہایت بیگانہ ہے، ۵

| | | | |
|---|---|---|---|
| شیرین سخنی کا ہنر اکبر سے لیا ہے | | اس ذرہ مین سب مہر حسینؑ کی ضیا ہے | |

ہم بھی افلاک سے گو خاک بسر ہون
ہان عیب بڑا یہ ہے کہ مین اہل ہنر ہون

گو خاک بسر ہون کا جواب، ہان عیب بڑا یہ ہے کسقدر بے جوڑ ہے "مین" کا لفظ بالکل حشو ہے،

**مرزا صاحب** کا ایک اور نہایت مشہور مرثیہ ہے ۵

| | | | |
|---|---|---|---|
| کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے | | رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے | |
| رستم کا جگر زیر کفن کانپ رہا ہے | | خود عرش خداوند زمن کانپ رہا ہے | |

شمشیر بکف دیکھ کے حیدرؑ کے پسر کو
جبریلؑ لرزتے ہین سمیٹے ہوے پر کو

www.urduchannel.in



ہیبت سے ہین نہ قلعۂ افلاک کے دربند
وا ہے کمرِ چرخ سے جوزا کا کمربند
جلادِ فلک بھی نظر آتا ہے نظربند
سیارے ہین غلطان صفت طائرِ پربند
انگشت عطارد سے قلم چھوٹ پڑا ہے
خورشید کے پنجہ سے علم چھوٹ پڑا ہے

یہ دونون بند اپنے انداز مین پورے ہین، اب تیسرا بند ملاحظہ ہو ؎

خود فتنہ و شر پڑھ رہے ہین فاتحۂ خیر
جان غیر بدن غیر مکین غیر مکان غیر
کہتے ہین انا العبد لرز کر صنم و دیر
نے چرخ کا ہے چرخ نہ سیارون کی ہی سیر
سکتہ مین فلک خوف سے مانند زمین ہے
جز بخت یزید اب کوئی گردش مین نہین ہے

انا العبد کسقدر سلاست کے خلاف ہے، یہ مصرع ع جان غیر بدن غیر مکین غیر مکان غیر
اس بند مین کسقدر بیگانہ واقع ہوا ہے ؎

بیہوش ہے بجلی پہ سمند انکا ہے ہشیار
پوشیدہ ہے خورشید علم انکا نمودار
خوابیدہ ہین سب طالع عباسؑ ہے بیدار
بے نور ہے مُنہ چاند کا رخ انکا ضیابار
سب جزو ہین کل رتبہ مین کہلاتے ہین عباسؑ
کونین پیادہ ہے سوار آتے ہین عباسؑ

یہ بند اوپر کے بند سے دفعتًہ اس قدر بے تعلق ہو گیا ہے کہ مطلب سمجھنا مشکل ہے، اُن کا مشارٌ الیہ حضرت عباسؑ ہین، لیکن چونکہ حضرت عباسؑ کا ذکر صرف پہلے بندون مین آیا تھا جس سے تین بندون کا فاصلہ ہے، اس لئے ذہن اسطرف جلدی منتقل نہین ہوتا، مضمون کی بے ربطی کی یہ کیفیت ہے کہ ایک طرف تو ہل چل کی وجہ سے بجلی کو بیہوش قرار دیا ہے، دوسری طرف فرماتے ہین

www.urduchannel.in



کہ سب خوابیدہ ہیں، ٹیپ کی بندش کی سستی خود ظاہر ہے ؎

چمکا کے مہ و خور زر و نقرہ کے عصا کو
عدل آگے بڑھا۔ حکم یہ دیتا ہے قضا کو

سرکاتے ہیں پیر فلک پشت دوتا کو
ہاں باندھ لے ظلم و ستم و جور و جفا کو

گھر لوٹ لے بغض و حسد و کذب و ریا کا
سر کاٹ لے حرص و طمع و مکر و دغا کا

ان استعارات میں جو لطافت ہے وہ ظاہر ہے۔

ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ایک مشہور اور معرکہ کے مرثیہ کے متعدد بند اس موقع پر نقل کریں جس سے مرزا صاحب کی طرز بندش کے تمام محاسن و معائب کا پورا اندازہ ہو سکے۔ یہ مرثیہ وہ ہے جس کو مرزا صاحب کے نامور معتقدین، اکثر مجالس میں بڑے فخر کے ساتھ پڑھتے ہیں ؎

پرچم ہے کس علم کا شعاعِ آفتاب کی
یہ شان ہے نشانِ رسالت مآب کی

بالی ہے کس پھریرے سے ہمت سحاب کی
چوب علم کلید ہے جنت کے باب کی

نقشہ علم کے پنجہ میں اللہ کا ملا
بندوں کو اس نشان سے نشانِ خدا ملا

صبحِ جہادِ شاہِ ثریا جناب ہے
مشرق سے واں علم۔ علمِ آفتاب ہے

فوجِ حسین ابن علی کے ظفر ہمرکاب ہے
یاں نور کا نشان علم بوتراب ہے

روشن علم سے آئینہ مشرقین ہے
مشرق میں شمس عکسِ نشانِ حسین ہے

طوبیٰ کی شاخ تیشۂ قدرت نے کی قلم
اور نور نخل طور بھرا اس میں یک قلم

www.urduchannel.in



کی صادقون کی راستی قول امین ضم
بے پردہ ہو کے عفو بنی پوشش علم

جب باندہ کر پھریرے کو سید باعلم کیا
صل نعت نے پردہ مین ید طولی علم کیا

دامن ہے کبریا کا سراپردۂ جلال
ماہی مراتب اس سے ہے شاہوں کا پایمال
بچھرا ہوا ہے شیر پھریرے کا بے جدال
شیرِ فلک کو دیکھ کے ہوتا ہے لال لال

تسخیر غرب و شرق اسے کیا محال ہے
پنجہ ہے آفتاب تو ناخن ہلال ہے

نور خدا سے قالب خیر الامم بنا
سایہ نبیؐ کا ہو کے مجسّم علم بنا
وان ابر چتر فرق نبیؐ بر قدم بنا
یان پوشش علم وہ سحاب کرم بنا

سب کام بند ہون اجو پھریرا نہ وا رہے
سچ ہے خدا کے فیض کا چشمہ کُھلا رہے

اب رایت زبان سے علم کرون
اور معنی بلند کا لشکر بہم کرون
مجلس مین ذکر شقۂ حالِ علم کرون
رایت مین سلک نظم کے پرچم کو ضم کرون

مشتاقون کو زیارت رایت ضرور ہے
اس رایتِ نبیؐ کی درایت ضرور ہے

جب شاہ انبیا کو ہوئی خواہشِ علم
آئی ندا فلک سے ابھی بھیجتے ہیں ہم
جاری ہوا یہ حکم خداوندِ محترم
ہان قدسیو! علم کی درستی کرو بہم

تیار میرے دوست کی خاطر نشان کرو
یعنی علم کی فکر سے خاطر نشان کرو

www.urduchannel.in



**تعقید** مرزا صاحب، کے کلام کی ایک خصوصیت تعقید ہی ہے، وہ جہان معنی آفرینی اور دقت پسندی پر زیادہ توجہ کرتے ہین کلام مین پیچیدگی پیدا ہو جاتی ہے وہ نہایت دقیق اور بلند مضامین پیدا کرتے ہین لیکن مناسب الفاظات نہین آتے اس سے لئے مضمون ایک گورکھ دھندا ہو کر رہ جاتا ہے -

### تلوار کی تعریف -

مدنگہ چشم نیام اوج پر آیا ×
خط کھینچنے کو کلک دوات ظفر آیا

اور صاف ہر اک فرد بشر کو نظر آیا
یا دوڑ کے ظلمت کی گلی سے خضر آیا

وان شور تھا پیدا مہ نو سے مہ نو ہے
یان غل تھا جدا شمع سے یہ شمع کی لو ہے

### آمد کی دہوم -

خود ابر فلک گرد سواری مین گھرے ہین
یون کانپتے سرداروں کے منہ رنگ سے پھرے ہین

دریا مین عدو ڈوب کے دوزخ مین ترے ہین
بت حرص کے طاق دل اعدا سے گرے ہین

رعشہ ہے فقط ہات نہین پانون نہین ہے
دہشت کے سبب دہوپ نہین چھانون نہین ہے

### سراپا -

معراج پیمبر کی تو روشن ہے حقیقت
اسرا ہے نبی کے لئے یہ کاسۂ نعمت

یان دیکھو تہ عرش جبین چشم کی زینت
ہم صحبت و ہم کاسہ ہین معبود سے حضرت

اس کاسہ مین رتبہ ہے یہ پلکون کی ثنا کا
اک ہات نبی کا ہے اور اک ہات خدا کا

اب مومنون کو عالم بالا کی خبر دون

حل عقدہ صبح سر اقدس کو بھی کر دون

www.urduchannel.in



گردون کو مین نسبت سر پر نور سے گردون
یہ عرش ہو اور عرش بنے رشک سے گردون

اک قامت احمدؐ ہے اسی فوق جہان پر
خورشید سے اک نیزہ سوا ہوگا سنان پر

تو غنچہ ہے گوش پسر سید خوش خو
اور حلقۂ گیسو کہ ہے اک نافۂ آہو

قرب خطن زلف سے پہ نافے کی ہے بو
ہے کان کی نکہت سے رگ غنچہ ہر اک مو

نافہ کا شرف غنچہ کو کاکل نے دیا ہے
اور گوش کے نافہ کو بیان غنچہ کیا ہے

خط حسن کی خاطر ہے خزان کا خط فرمان
صرصر سے ہے ایمن یہ چراغ رخ تابان

یان حلقہ خط حسن کو ہے چشم نگہبان
عارض کو کیا خط نے چراغ تہ دامان

گلشن ہے غلط اور غلط ابر بہاری
رخ باغ بہاری ہے یہ خط ابر بہاری

ایک اور مرثیہ مین فرماتے ہین ؎

نام جبین ہے مشرق خورشید ہر امید
ہے صبح صادق اسکی گواہی سے روسپید

یان پھول سرو کو ملین اپھل ہو نصیب بید
مہر قبول کے اثر سجدہ سے نوید

اکبر نشان سجدہ جبین پر دکھاتے ہین
یا سر نوشت نیر اکبرؑ دکھاتے ہین

کیا شاہ بیت ابروے اکبرؑ کی ہو ثنا
بیت القصیدہ خم ابروے مصطفےٰؐ

یکتا مطالعہ مین ہے یہ مطلع رسا
کیا بیت بحثی ان سے کرے ماہ نو بھلا

پیش نگہ یہ بیت ہے اٹھارہ سال سے

www.urduchannel.in



آتی ہے، بوئے شیر دہان ہلال سے

# تشبیہات واستعارات

مرزا صاحب کے کلام کا خاص جوہر تشبیہات اور استعارات ہیں، اس میں شبہہ نہیں کہ وہ اپنی دقت آفرینی سے ایسے عجیب اور نادر تشبیہات اور استعارات پیدا کرتے ہیں جن کی طرف شاید کبھی کسی کا خیال منتقل نہیں ہوا ہوگا، لیکن اس زور میں وہ اکثر اس قدر بلند اڑتے ہیں کہ بالکل غائب ہو جاتے ہیں مثلاً

شمشیر نے جل تھل جو بھرے قاف سے تا قاف
پریاں ہوئیں مرغابیاں گرداب بنا قاف
چھپنے کیلیے خوف سے اس درجہ گھٹا قاف
جو پیچ میں سیمرغ کی منقار کے تھا قاف

کیا جانے کدھر لے کے خزانہ وہ بہا تھا
قارون کو عذاب ابدی ڈھونڈ رہا تھا

تیغ عباس جو دامان زرہ میں تھی نہان
یا شبستان میں وہ خوابیدہ تھا مار دوزبان
چمکا وہ ہلال ابروئے یوسف کا کنویں سے
یا برق جدا ہو گئی بادل کے دھویں سے
مدنگہ چشم نیام اوج پر آیا
اور صاف ہر اک فرد بشر کو نظر آیا
خط کھینچنے کو کلک دوات ظفر آیا
یا دوڑ کے ظلمت کی گلی سے خضر آیا
گرمی پہ شرر تیغ شرر دم کے جو آئے
جوہر نے کنویں قعر جہنم کے جھکائے
تھی مرغ نگہ پردوں میں پر اس نے جلائے
عنقا سے تصور کے کباب اس نے لگائے
ظلمات میں یہ فتح پہ قبضہ کئے پھری
یونس کو جیسے بطن میں مچھلی لئے پھری
چہرہ سے بنی صف لشکر بھی دور کی
بت خانہ سے شباہت مجمر بھی دور کی
کاف شگاف بنگئے درون جگر گئی
مانند سیم مرگ میان کمر گئی

لفظ ستمگر میں دبنے کو زیر و زبر گئی
مانند جنبش ہر جزو و کل سے گذر گئی
رن کی صفوں کا خوف سے ستھراؤ ہو گیا
پانی ہوے یہ زہرے کہ چہرہ کا دُہو گیا
بینی جبین و لب سے حسینؑ و خلیل ہے
سر پر ہے عرش زیر قدم سلسبیل ہے
نبضیں چھٹیں شرر کی، سقر کانپنے لگے
شعلے زبان نکال کے خود ہانپنے لگے
نیب تیغ سے خالی سبہوں کے قالب تھے
پیالہ ہاے فلک روحوں سے لبالب تھے
گیا جو فوق سے تحت الثریٰ کو آب حسام
بنا خزانۂ قارون خزانۂ حمام
فلک نے تختۂ یونان رکھا زمین کا نام
ہوا رطوبت اطراف سے زمین کو زکام

دماغ خاک پہ نزلہ بہ صد وفور گرا
کیا جو عطسہ تو قارون نکل کے دور گرا

جوہر میں طرفہ ہیبت تیغ دلیر ہے
مچھلی کے جال میں یہ مگر کوئی شیر ہے
بادل کی طرح جوہر شمشیر جو چھا سے
سایہ سے نے تڑاپ کر دہل رعد بجا سے
چار آئینہ سے اور ہی صورت دکھائی ہے
پر آئینہ نہیں ہے سند ہم نے پائی ہے
زایل زرہ کی آنکھوں سے جو روشنائی ہے
آنکھوں سے نے چار چشمے کی عینک لگائی ہے
ڈر ڈر کے آب تیغ سے سب کج کر گئے
غصہ سے ہو کے چین یہ جبین کچھ ٹھہر گئے
پل بن گئے وہ چین جبین سر اتر گئے
اک وار میں فرات سے پاران کے سر گئے
پر ذوالجناح صاف دہوین سے نکل گیا
بارود تھا کہ اُڑ کے کنوین سے نکل گیا
تھا طوطی خط پشت لب لعل پر گویا
دیکھو کہ دہواں آتش یاقوت سے نکلا
تھا چاہ ذقن میں چہ نخشب کا تجلا
اس چاہ کی کشتی نے تو پانی بھی نہ مانگا

جلوے لب و دندان کے عجب پیش نظر تھے

www.urduchannel.in



دروازہ پہ یاقوت تھے اور گھر مین گہر تھے

حاشا نہین تجلی ماہ آسمان پر
مچھلی اُچھالتی ہے کلاہ آسمان پر
چشم ضیا فشان سے نمود چراغ ہے
پلکین نہ سمجھو ہالۂ دود چراغ ہے
پیدا کمر سے کنہ جناب الہ ہے
یہ بال چشم ناف کا تار نگاہ ہے
پتلی ہے کوہ طور تجلی کبریا
سنتے تھے تل کی اوٹ پہاڑ...
جب تک یہ پلکین دست نگر ہین نہ دین عصا
موسیٰ کی بھی نگہ نہو اس چشم...

اک جلوہ دے یہ چشم جسے اپنے نور کا
وہ خاک کے بھی ہول نہ لے سرمہ طور کا

سمجھنے لگا سلاح دغا پیرہ پُر دغا
کی خود نے خودنمائی سے زیب سر جفا
یا ماہ آفتاب کو گویا گہن لگا
یا وار قدر پہ کفر کا بخت سپر چڑا

اسلام مین جو ڈالے ہین رخنے یزید نے
ان رخنون کو کیا زرہ تن پلید نے

پاؤن مین پہنے موزہ گمراہی جہان
کج فہمی معاویہ کی اُس نے لی کمان
اور تیغ ہند جگرخوارہ کی زبان
فرد سپر تھی نامۂ اعمال شامیان

چار آئینہ وہ زنگ بھرا اس پلید کا
دل شمر و شیث و ابن زیاد و یزید کا

**مضمون بندی وخیال آفرینی**

میر انیس اور مرزا دبیر مین اصلی مابہ الامتیاز جو چیز ہے وہ خیال بندی اور دقت پسندی ہے اور یہی چیز مرزا صاحب کے تاج کمال کا طرہ ہے۔ اسمین کچھہ شبہہ نہین کہ مرزا صاحب کی قوت متخیلہ نہایت زبردست ہے۔ وہ اس قدر دور کے استعارات اور

www.urduchannel.in



تشبیہات ڈھونڈھکر پیدا کرتے ہین کہ وہان تک اُن کے حریفون کا طایرِ وہم پرواز نہین کرسکتا۔ راست نما اور دلفریب (لیکن غلط) استدلال جو شاعری کا ایک جزوِ اعظم ہے اُنکے ہان نہایت کثرت سے پایا جاتا ہے، وہ قوتِ متخیلہ کے زور سے نئے نئے اور عجیب دعوے کرتے ہین، اور خیالی استدلال سے ثابت کرتے ہین۔ مبالغہ کے مضامین جو پہلے شعرا باندھ چکے تھے اور یہ ظاہر نظر آتا تھا کہ اب اس کی حد ہوچکی، ان کو وہ اس قدر ترقی دیتے ہین کہ پہلے مبالغے ان کے مقابلہ مین ہیچ ہوجاتے ہین،

مختصر یہ کہ خیال آفرینی، دقت پسندی۔ جدتِ استعارات۔ اختراعِ تشبیہات۔ شاعرانہ استدلال شدتِ مبالغہ مین ان کا جواب نہین، لیکن اس زور کو وہ سنبھال نہین سکتے، اس وجہ سے کہین خامی پیدا ہوجاتی ہے، کہین تعقید اور اغلاق ہوجاتا ہے، تشبیہات کہین پہیلیان بن جاتی ہین اور کہین محض فرضی خیال رہ جاتی ہین۔ تاہم اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ جہان ان کا کلام فصاحت وبلاغت کے معیار پر بھی پورا اُترجاتا ہے نہایت بلند رتبہ ہوجاتا ہے۔ اس موقع پر ہم اُنکے ہر قسم کے عمدہ مضمون آفرینی کی متعدد مثالین نقل کرتے ہین ؎

جب[1] سرنگون ہوا علمِ کہکشانِ شب
تیرِ شہاب سے ہوئی خالی کمانِ شب

خورشید کے نشان نے مٹایا نشانِ شب
تانی نہ پھر شعاعِ قمر نے سنانِ شب

آئی جو صبح زیورِ جنگی سنوار کے
شب نے زرہ ستارون کی رکھدی اُتار کے

شمشیرِ مشرقی جو چڑھی چرخ پر شتاب
تھا بسکہ گرم خنجرِ بیضائے آفتاب

پھر تیغِ مغربی نے دکھائی نہ آب وتاب
باقی رہا نہ چشمۂ نیلوفری مین آب

محتاج ماہتاب ہوا آب وتاب کا

[1] اس کے مقابلہ مین میر انیس کی صبح دیکھو۔

www.urduchannel.in



باغِ جہاں میں پھول کھلا آفتاب کا

تھی جوشِ خوں کے عارضہ میں مبتلا شفق — فصّادِ صبح آیا لئے نشتر و طبق
کھولی شفق کی صبح تو رنگِ اُفق تھا فق — گلرنگ تھا صحیفۂ گردوں ورق ورق
خونِ شفق میں سرخ قضا نے قلم کیا
اور خط و خالِ روزِ شہادت رقم کیا

## ایضاً

پیدا شعاعِ مہر کی مقراض جب ہوئی — پنہاں درازیٔ پرِ طاؤسِ شب ہوئی
اور قطعِ زلفِ لیلیٔ زہرہ لقب ہوئی — مجنوں صفت قبائے سحر چاک جب ہوئی
فکرِ رفو تھی چرخِ ہنرمند کے لیے
دن چار ٹکڑے ہو گیا پیوند کے لیے

یوسف غریقِ چاہِ سیہ ناگہاں ہوا — یعنی غروبِ ماہِ تجلی نشاں ہوا
یونس دہانِ ماہیٔ شب سے عیاں ہوا — یعنی طلوعِ نیرِ مشرق ستاں ہوا
فرعونِ شب سے معرکہ آرا تھا آفتاب
دن تھا کلیم اور یدِ بیضا تھا آفتاب

تھی صبح یا کہ چرخ کا جیبِ دریدہ تھا — یا چہرہ مسیح کا رنگِ پریدہ تھا
خورشید تھا کہ عرش کا اشکِ چکیدہ تھا — یا فاطمہؑ کا نالۂ گردوں رسیدہ تھا
کہئے نہ مہرِ صبح کے سینہ پہ داغ تھا
امیدِ اہلِ بیت کا گھر بے چراغ تھا

نکلا اُفق سے عابدِ روشن ضمیرِ صبح — محرابِ آسمان ہوئی جلوہ پذیرِ صبح

www.urduchannel.in



کھولا سپیدی نے جو مصلائے پیر صبح
ہر سجدہ گاہ بن گیا مہر منیر صبح
کرتی تھی شب غروب کا سجدہ ودود کو
سیارے ہفت عضو بنے تھے سجود کو

ظلمت جہاں جہاں تھی وہاں نور ہو گیا
گویا کہ زنگ آئینہ سے دور ہو گیا
پھر مشک شب جہان سے کافور ہو گیا
باطل رسالہ شب دیجور ہو گیا
کیا پختہ روشنائی تھی قدرت کے خامے میں
مضمون تھا آفتاب کا ذروں کے نامے میں

## ایضاً

گلگونہ شفق جو ملا حور صبح نے
گرمی دکھائی روشنی طور صبح نے
اسپند مشک شب کو کیا نور صبح نے
ٹھنڈے چراغ کر دیے کافور صبح نے
لیلائے شب کی رات کو دولت جو لٹ گئی
افشاں جبیں سے مہر درخشاں کی چھٹ گئی

پیدا ہوا سپیدۂ طلعت نشان صبح
باندھا عمامہ نور کا پہنا کتان صبح
سلطان صبح نے کیا قصد اذان صبح
چرخ چہارمیں پہ گیا خطبہ خوان صبح
منہ سب کے سوئے قبلۂ امید ہو گئے
سرگرم سجدہ - عیسیٰ و خورشید ہو گئے

آیا جو تیغ روز لئے شاہ نیمروز
باندھے کمر میں خنجر بیضائے کینہ سوز
ماہی شکار شیر سوار و جہان فروز
پھر دیو ہفت سر ہوا صید عقاب نو
مہتاب - لشکر شہ خاور میں گھس گیا

www.urduchannel.in



اثرہ شعاع کا سر انجم پہ پھر گیا

بڑھ کر نقیب نور پکارا سحر سحر ‏ ‏ ذرّون مین نور جوہر درّ آیا قمر قسم
فرمان نور بدر کو پہونچا بدر بدر ‏ ‏ لوٹا سحر نے معدن شبنم گہر گہر
برقع جو اُٹھ گیا تھا رخ آفتاب کا
پردہ تھا فاش صبح طمع نقاب کا

شاخ نیام سے ہوا اس طرح پھل جدا ‏ ‏ پیرون کے قد سے جیسے جوانی کا بل جدا
ہستی جدا زمین پہ تڑپی اجل جدا ‏ ‏ خنجر جدا فلک پہ گرا اور زحل جدا
غل تھا کہ اب مصالحہ جسم و جان نہین
لو تیغ برق دم کا قدم درمیان نہین

ڈوبی سپر مین گر کے نئی چال ڈھال سے ‏ ‏ پاگھر کے پیچ مین - یہ ٹیڑھی سیدھی چال سے
اُٹھ کر زرہ مین آئی شکوہ و جلال سے ‏ ‏ اک جال مین تڑپ کے گئی ایک جال سے
گذری جو چار آئینہ سے مُنہ کو موڑ کے
غل تھا پری نکل گئی شیشہ کو توڑ کے

کاٹا پلک مین آنکھ کو پتلی مین نور کو ‏ ‏ پاؤن مین کجروی کو سرون مین غرور کو
سینہ مین بغض و کینہ کو دل مین فتور کو ‏ ‏ نیت مین معصیت کو طبیعت مین زور کو
ذات اک طرف، مٹا دیا بالکل صفات کو
کیسی زبان - زبان مین یہ کاٹ آئی بات کو

سب کے گلون سے ملتی تھی لیکن رکی ہوئی ‏ ‏ جوہر یہ تھا کہ بوجھ سے خود تھی جھکی ہوئی
ظرف تنک مین تھی نہ جگہ اسکی آب کی ‏ ولہ ‏ بندھتی تھی اور کھلتی تھی مٹھی حباب کی

www.urduchannel.in



دریا سی خون تہا تیغ سبک رو کی ناؤ پر  پریون رواں تھی جیسے کہ کشتی بہاؤ پر

ولہ

اللہ ری سشناوری شمشیر آبدار  دکھلا دئے صفائی کے سب ہات ایک بار
تیرا وہ جو سے زخم مین گروار۔ گاہ پار  جوہر کا ایک بال بھی ڈوبا نہ زینہار
اک وجد حُر کو بھی یہ صفا دیکھ کر ہوا
ہات اک طرف نہ تیغ کا ناخن بھی تر ہوا

جس مورچہ مین لیلی تیغ دو سر گئی  چنگے بھلون کو سایہ سے دیوانہ کر گئی
ہر صف سے نے خاک اُڑائی۔ آدہر سے اُدہر گئی  پھر یہ نہا نہا کے لہو مین نکھر گئی
عالم نہ پوچھو قطرہ فشانی کے حسن کا
جوبن ٹپک رہا تہا جوانی کے حسن کا

آگے کبھی بڑہی۔ کبھی پیچھے کو پھر پڑی  سر پر جو لڑکھڑائی تو شانے پہ گر پڑی

ولہ

اُٹھی۔ گری۔ بلند ہوئی۔ پست ہو گئی  پی پی کے پیکشون کا لہو مست ہو گئی

ولہ

نیزے تنے تو اسنے کہا دیکھے بھالے ہین  بچتی نہ خنجرون سے کہ گودی کے پالے ہین
برسے جو تیر سمجھی کمانون کے نالے ہین  چمکے جو گرز۔ بولی یہ مُنہ کے نوالے ہین
تنگ اپنا جان کر نہ کسی سے بگڑتی تھی
ہر پھیر کے آپ اپنی طبیعت سے لڑتی تھی

بیجسم معرکہ مین وہ خارا شگاف تھی  لشکر کا خون کیا تھا مگر پاک و صاف تھی

ولہ

قبضہ تو رہا دست جناب شہ دین مین  پھل جا کے لگا شاخ سر گاوزمین مین

ولہ

اس قہر مجسم پہ اجل نے جو نظر کی  مجرا تو فقط کر لیا اور پیچھے کو سر کی
غصہ سے جڑہی بھون جو اُدہر تیغ دو سر کی  پھرنے لگی پتلی سپہ فوج عمر کی

www.urduchannel.in



باقی تہا نہ دم، خوف سے تیغیں یہ گھٹی تھیں
تیغیں نہ کہو، نبضیں نیاموں کی چھٹی تھیں

| | | |
|---|---|---|
| خود رفتہ تہا ہر تیر یہ رفتار ہی تھی | ولہ | انگڑائی کا لینا بھی کمان بھول گئی تھی |
| تھی راست گو وہ تیغ - یہ روشن جہان پہ تہا | ولہ | جتنا لہو پیا تھا وہ جاری زبان پہ تھا |
| کٹتے تھے سر نہ تیغ امام عراق سے | ولہ | بت گر رہے تھے خاک پہ کعبہ کے طاق سے |
| سر کو نہ وصل تیغ سے اصلا دریغ تہا | ولہ | کیا سب کی سرنوشت مین مصراع تیغ تہا |
| رُک رُک کے قدم رکھتی تھی ہر سر پہ ادب سے | ولہ | جھک جھک کے مثال شتر غلتی تھی سب سے |
| جوہر کے نگہبانون کو بیدار جو پایا | ولہ | زخمون سے بھی اس تیغ کا پانی نہ چرایا |
| ہوتی تہین صفین آب دم تیغ سے بیدم<br>حل کرتی تھی ہر مسئلہ تیغ ستم عالم | ولہ | پانی جو کھڑے ہو کے پیو ہوتا ہے سن کم<br>ہے خون نجس، اسمین یہ آلودہ تھی ہر دم |

پر اس پہ نجاست کا گمان ہو نہین سکتا
یعنی کہ نجس آبِ روان ہو نہین سکتا

| | |
|---|---|
| اللہ رے دماغ اسکا کسی سر پہ نہ بیٹھی | سر ایک طرف گنبد مغفر پہ نہ بیٹھی<br>بالا سے سپر پھولون کے بستر پہ نہ بیٹھی |

یہ بیٹھنا کب تہا، ادہر آئی اُدھر آئی
جس سر پہ رکھا پاؤن زمین پر اُتر آئی

اسی طرح گھوڑے کی سرعت، فوج کی ہل چل، آمد کی دہوم، وغیرہ وغیرہ مضامین مین سیکڑون ہزارون نئی تشبیہین، استعارات، اور باریکیان پیدا کی ہین - ہمنے اس خیال سے صرف نمونہ پر اکتفا کیا کہ جو شخص ایک تلوار کے متعلق اسقدر بے شمار مضامین کا مینہ برسا سکتا ہے اسکی قوت مُتخیلہ کی کیا حد ہو سکتی ہے -

www.urduchannel.in



# بلاغت

یہ وہ چیز ہے جہاں انیس، اور دبیر کی شاعری کی سرحدیں، بالکل الگ ہو جاتی ہیں، مرزا صاحب کی شاعری میں، بالفرض گو اور تمام اوصاف پائے جاتے ہوں، لیکن بلاغت کا تو شایبہ نہیں پایا جاتا۔ تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ہر چیز کی بلاغت الگ ہے۔ مضمون کی الگ، قصہ کی الگ، قصیدہ کی الگ، شعر کی الگ، لیکن مرزا صاحب کے کسی قسم کے کلام میں یہ وصف پایا نہیں جاتا۔ وہ اگر کسی واقعہ کا خاکہ تیار کرتے ہیں تو اس قسم کی باتیں بیان کرتے ہیں جو خود شہادت دیتی ہیں کہ واقعہ وجود میں نہیں آسکتا تھا نوحہ وغم۔ فخر وادعا۔ طنز وتشنیع۔ ہجو و بدگوئی۔ سوال وجواب، گلہ وشکایت، غرض کسی مضمون کو وہ مقتضائے حال کے موافق نہیں لکھ سکتے۔

ہم چند مثالیں، نمونہ کے طور پر لکھتے ہیں۔

**مثال ۱۔** ایک مرثیہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر، حضرت شہر بانو کا جو نوحہ لکھا ہے اسمیں لکھتے ہیں ؎

| | |
|---|---|
| تم جانو جہان سے شہ عالی کو سدھائے آؤ | اکبر سے مین گذری پیر ووالی کو تے آؤ |

"تم جانو جہان سے" اس محاورہ کے ابتذال سے قطع نظر کر کے یہ امر کسقدر خلاف مقتضائے حال ہے کہ کوئی شریف عورت یہ کہے کہ میں اپنے بیٹے سے درگذری، میرے شوہر کو جہان سے ممکن ہو پیدا کرو۔

**مثال ۲۔**

| | |
|---|---|
| ناگہان بالی سکینہ نے مچلکر یہ کہا | میرے کرتے کا گریبان بھی کرو چاک پچا |
| خوب ملبوس یہ ہے پہنینگے ہم بھی ایسا | روٹھ جاؤنگی نہ مانونگی جو میرا کہنا |
| آپ جب خیمہ میں آئینگے تو چھپ جاؤنگی | |

www.urduchannel.in



پھر مجھے گود مین لوگے تو نہ مین آؤن گی

روستے ہوا دان کی تقریر یہ عباسؑ کمال
اور کہا دل سے کہ اسکا ہی کرو ردِ سوال

بے پدر ہوگی کوئی آن مین یہ نیک خصال
چاک اسکا ہی گریبان کیا با حزن و ملال

پیار جو آگیا بنتِ شہِ دین کے اوپر
بوسے دیدے کے ملی خاک جبین کے اوپر

واقعہ یہ بازہا ہے کہ حضرت عباسؑ، جب میدان مین جانے لگے تو اپنے بیٹے کا گریبان چاک کردیا کہ یتیمی کی علامت ہے، یہ دیکھکر سکینہؑ (حضرت امام حسین علیہ السلام کی صاحبزادی) نے کہا کہ میرے کرتہ کا گریبان بھی چاک کردو، مجھکو بھی یہ وضع اچھی معلوم ہوتی ہے، حضرت عباسؑ نے اس خیال سے کہ آخر حضرت امام حسینؑ بھی کچھ دیر مین شہید ہو نگے، اور حضرت سکینہؑ بھی یتیم ہو جائینگی، اس لئے انکا گریبان بھی چاک کردیا۔ حضرت عباسؑ کو، امام علیہ السلام سے جو شفیقہ محبت تھی اور جسکا اظہار ہر جگہ مرزا صاحب نے بھی کیا ہے اسکے لحاظ سے یہ امر نہایت خلاف عقل اور خلاف عادت ہے کہ وہ حضرت امام حسینؑ کو قبل از وقت شہید فرض کرلین، اور اس بنا پر انکے بچہ کو یتیم فرض کرکے اسکا گریبان چاک کردین ۵

مثال ۳ یہ کہتی تھی کہ آئی قرین بنتِ مرتضیٰؑ
تسلیم کرکے بانوؑ نے سر کو جھکا لیا

زینبؑ پکاری بیٹھو ادب مسئلہ ہو چکا
جسکی نہ بات پوچھئے تعظیم اُس کی کیا

سب جانتے ہین بنتِ جنابِ امیرؑ ہون
گھر مین تمہارے رہتی ہون اس سے حقیر ہون

حضرت زینبؑ کو اس بات کی شکایت ہے کہ علی اکبرؑ کو شہر بانوؑ نے میری بغیر اطلاع کے لڑائی مین جانے کی کیون اجازت دی۔ اس بنا پر وہ حضرت شہر بانوؑ سے کہتی ہین کہ جب میری بات نہین پوچھی جاتی تو تعظیم سے کیا فائدہ۔

www.urduchannel.in



لیکن اس مقصد کے اظہار کے لئے مرزا صاحب نے جو طریقہ اختیار کیا، وہ کسقدر سفیہانہ اور عامیانہ ہے، یہ خیال کہ چونکہ مین اپنا گھر چھوڑکر تمہارے گھر مین رہتی ہون اسلئے تم لوگ مجھکو حقیر سمجھتے ہو، نہایت پست اور مبتذل خیال ہے جو ہرگز حضرت زینبؑ کی متانت اور وقار کے شایان نہین۔

مثال ۴ — محبوب ہون خدائے ذوی الاحترام کا
ناناہون مین حسین علیہ السلام کا

یہ شعر جناب رسولؐ خدا کی زبان سے ادا کیا ہے لیکن مرزا صاحب کو یہ خیال نہین رہا کہ کیا آنحضرتؐ بھی امام حسین علیہ السلام کا نام علیہ السلام کہہ کر لیتے تھے، ۔

مثال ۵ — یہ بات سنکے بنتِ علیؑ نے گھونگٹ الٹ لیا
عباسؑ کو حسینؑ کو، اکبرؑ کو دی صدا
صدقے مین تم یہان سے سرک جاؤ اک ذرا
تم سب کے آگے روتے ہوئی آئیگی حیا

ماتم کا ہے ہجوم دلِ پاش پاش پر
جی بھر کے رولے یہ بہنے قاسمؑ کی لاش پر

سرکے وہان سے اکبرؑ و عباسؑ و شاہ دین
لاشے کے گرد پھرنے لگی وہ دلحزین
زینبؑ سے پوچھنے یہ لگی پھر وہ مہ جبین
اب اختیار دل پہ مرے مطلقاً نہین

نوشاہ ایک رات کے جو قتل ہوتے ہین
بتلاؤ اے پھوپھی! انہین کیا کہکے روتے ہین

یہ ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ مرزا صاحب، اور دیگر تمام مرثیہ گویون نے اہل حرم کی عادات اور مراسم، ہندوستان کے شرفا کی مستورات کے مطابق فرض کئے ہین، چنانچہ عروسی۔ شادی۔ اور میت کے متعلق جس قسم کے مراسم و عادات یہان ہین وہی تمام مرثیون مین مذکور ہین۔ اس بنا پر حضرت کبریٰؑ کا اپنے باپ، چچا۔ اور بھائی سے یہ کہنا کہ تم لوگ یہان سے سرک جاؤ۔ مین اپنے شوہر پر نوحہ کرنا چاہتی ہون۔ کسقدر بےحجابی اور بےشرمی ہے۔ طرہ یہ کہ یہ بھی کہتی ہین کہ تم سب کے آگے روتے ہوئے شرم آئیگی

www.urduchannel.in



لیکن یہ کہتے ہوئے شرم نہ آئی۔ مرزا صاحب نے اسی واقعہ کو، ایک اور مرثیہ میں لکھا ہے اور وہاں تو حد کردی ہے، فرماتے ہیں ؎

ناگاہ شہ نے لاشں اُٹھائی یہ صدر بکا
ہم کچھ کہیں جو مانئے اے شاہ کربلا
کبریٰ نے بات بانده کے تب شاہ سے کہا
احسان ہوگا لاشں کو رکھ دیجئے ذرا

بالیں پہ بیٹھیں سر پہ ذرا خاک ڈال لیں
ہم بھی کچھ اپنے دل کی تمنا نکال لیں

میر انیس نے اسی واقعہ کو کس خوبی سے ادا کیا ہے ؎

رو کر بہن سے کہنے لگے شاہ بحر و بر
بیٹی سلٹے گی یوں، ہمیں اسکی نہ تھی خبر
اس بے نصیب رانڈ کو لے آؤ لاش پر
اب شرم کیا ہے دیکھ لے دولہ کو اک نظر

زخمی بھی ہے شہید بھی ہے بے پدر بھی ہے
دولہا ہے نام کو بھی، چچا کا پسر بھی ہے

اس بلاغت کو دیکھو کہ چونکہ حضرت امام حسینؑ کا بھی یہ کہنا کہ اب شرم کیا ہے، دولہ کو دیکھ لے ایک گونہ رسمی حیا کے خلاف تھا اس لیئے ان کی زبان سے یہ الفاظ ادا کیئے کہ وہ برائے نام دولہا ہے ورنہ چچا کا بیٹا، اور بھائی ہے ؎

حضرت یہ کہہ کے ہٹ گئے باچشم اشکبار
چادر سپید اوڑھا کے دولہن کو بحال زار
پٹی پہ سر کہ غش ہوئی بانوے دلفگار
گودی میں لائی زینبؑ غمگین و سوگوار

چلائی ماں یہ گر کے تنِ پاش پاش پر
قاسم بنے اُٹھو۔ دلہن آئی ہے لاش پر

ہے ہے بنے قاسم کا ہوا شور جو در پر
بانو نے کہا لٹ گئی لوگو! میری دختر

www.urduchannel.in



فرزند کے لاشہ سے لپٹنے لگی مادر ـــ سر پیٹتی دوڑی شہ مظلوم کی خواہر

پھر کون رہے بنت علیؑ جب نکل آئے
خیمہ میں دولھن رہ گئی، اور سب نکل آئے

مثال ۲ کہا سجادؑ سے کبریٰؑ نے یہ اس دم رو رو
تا مجاور میں بنوں کھول کے اپنے سر کو
بھائی صاحب میرے دولہ کو بھی بے دفن کرو
کہا کبریٰؑ سے یہ سجاد حزیں نے کہ بہو

ٹکڑے لاشوں کے ہم باد دل غمناک کریں
قاسم ابن حسنؑ کو بھی تہ خاک کریں

ایک رات کی بیاہی ہوئی عورت کا، اپنے بھائی سے یہ کہنا کہ میرے دولہ کو بھی دفن کرو کس قدر خلاف عادت ہے۔

مثال ۷ حضرت سکینہؑ کو قید خانہ میں غش آگیا ہے، ان کی ماں حضرت شہربانوؑ کو خیال ہوا کہ مرگئیں انہوں نے نوحہ شروع کیا حضرت زینبؑ انکو سمجھاتی ہیں۔ اس واقعہ کو مرزا صاحب اسطرح ادا کرتے ہیں ۵

زینبؑ نے رو کے، بانوئے مغموم سے کہا
اور مرگئی تو خیر جو اللہ کی رضا
بے آس ہو نہ بھابھی، ہے غش میں یہ لقا
اب اسکے رفع غش کی یہ سوچ ہے دوا

ہے عاشق حسینؑ یہ پیاری حسینؑ کی
اب غل کرو کہ آئی سواری حسینؑ کی

تسکین اور تسلی دینے میں یہ کہنا کہ "خیر مرگئی تو کیا کرو گی، جو اللہ کی رضا" کس قدر ناموزوں ہے اور خلاف آدمیت ہے۔

یہاں ہم نے اجمالاً صرف چند مثالیں لکھدیں اسکے بعد متحد المضمون مرثیوں کا جو عنوان ہے اس سے تفصیلاً معلوم ہوگا کہ مرزا صاحب بلاغت کی راہوں سے کس قدر ناآشنا ہیں۔

www.urduchannel.in



# میر انیس اور مرزا دبیر کے متحد المضمون مرثیے

میر انیس اور مرزا دبیر کے موازنہ کا صحیح ترازو آسان طریقہ یہ ہے کہ دونون صاحبون کے ہم مضمون مرثیون کا مقابلہ کیا جاسے، چونکہ مرثیہ کا موضوع، صرف چند معین واقعات ہین اسلئے اگرچہ دونون صاحبون کا انداز شاعری بالکل الگ الگ ہے، تاہم واقعات، اور مضامین، مین ہر جگہ اشتراک پیدا ہو جاتا ہے، اسکے ساتھ یہ بھی نظر آتا ہے کہ دونون حریفون نے اکثر مرثیے، اور بند، اور متفرق اشعار، ایک دوسرے کے مقابلہ مین لکھے ہین، یہان تک کہ بعض بعض بندون مین مضمون، ردیف، اور قافیے تک مشترک ہین، افسوس ہے کہ ان موقعون پر یہ پتہ نہین لگتا کہ ابتدا کس نے کی اور جواب کس نے لکھا، تاہم بعض بعض قراین سے (جیسا کہ ہم دیباچہ مین لکھ آئے ہین) ثابت ہوتا ہے کہ مرزا دبیر صاحب زیادہ تر مقابلہ کا قصد کرتے تھے مثلاً ایک مرثیہ مین میر انیس نے فخریہ کے ساتھ زمانہ کی ناقدری کی شکایت کی تھی، اس کے ایک بند کی ٹیپ یہ ہے ؎

عالم ہے مکدر، کوئی دل صاف نہین ہے ۔۔۔ اس عہد مین سب کچھ ہے، پر انصاف نہین ہے

اسی بحر مین مرزا دبیر صاحب کا بھی مرثیہ ہے، اس مین بھی فخریہ ہے، اور ایک بند کی ٹیپ یہ ہے ؎

دل صاف ہو کس طرح کہ انصاف نہین ہے ۔۔۔ انصاف ہو کسطرح کہ دل صاف نہین ہے

دونون شعرون کو دیکھ کر ہر شخص فیصلہ کر سکتا ہے کہ کس نے کسکا جواب لکھا ہے،

میر انیس اکثر شعرون مین مرزا دبیر پر سرقہ اور خوشہ چینی کی چوٹ کرتے ہین مثلاً ؎

لگا رہا ہون مضامینِ نو کے پھر انبار ۔۔۔ خبر کرو، میرے خرمن کے خوشہ چینون کو

ع پیاسو! پیو سبیل ہے نذر حسین کی ؎

ممکن نہین دزدانِ معانی سے نجات ۔۔۔ سچ ہے کہ مگس سے کب شکر بچتی ہے

www.urduchannel.in



بھلا تردد بیجا سے اس میں کیا حاصل — اُٹھا چکے ہیں زمیندار جن زمینوں کو

انیس — نواسنجیوں نے تری اے انیس — ہر ایک زاغ کو خوش بیان کر دیا

ع مضمونِ انیس کا نہ چربا اُترا،

۵ لیکن مرزا دبیر نے میر انیس پر کہیں سرقہ کی تعریض نہیں کی ہے بلکہ صرف اپنی برأت ظاہر کی ہے مثلاً

واللہ بری ہوں سرقہ مضمون غیر سے — ہے استفادہ مجھکو احادیث و سیر سے

شکر خدا کہ سرقہ کی حد سے بعید ہوں — ہر مرثیہ میں موجد طرزِ جدید ہوں

بہر حال کم سے کم ہمکو یہ فرض کر کے کہ دونوں میں سے کوئی سرقہ کا مجرم نہیں، صرف یہ دیکھنا چاہیے کہ اس مضمون کو کس نے خوبی سے ادا کیا ہے، چنانچہ ہم دونوں کے متحد المضمون مرثیے اور اشعار ذیل میں درج کرتے ہیں

پردہ کا اہتمام

انیس

بیت الشرف خاص سے نکلے شہ ابرار — روتے ہوئے ڈیوڑھی پہ گئے عترتِ اطہار

فراشوں کو عباسؑ پکارے یہ بہ تکرار — پردہ کی قناتوں سے خبردار خبردار

باہر حرم آتے ہیں رسولِ دوسرا کے

شقہ کوئی جھک جائے نہ جھونکوں سے ہوا کے

لڑکا بھی جو کوٹھے پہ چڑھا ہو وہ اُتر جائے — آتا ہو ادھر جو وہ اُسی جا پہ ٹھہر جائے

ناقہ پہ بھی کوئی نہ برابر سے گذر جائے — دیتے رہو آواز جہاں تک کہ نظر جائے

مریم سے سوا حق نے شرف انکو دیے ہیں

افلاک پہ آنکھوں کو ملک بند کیے ہیں

دبیر

دربان عصا اُٹھا کے بڑھے جانب لیلاء — دہنی طرف نقیب گئے باندھ کر قطار

آ آ کے در پہ لونڈیاں چلائیں بار بار — آئے ادھر شتاب نہ کوئی جائے ہوشیار

www.urduchannel.in



آواز غیر سُن سکے وہ اندیشہ کرتی ہے
آہستہ بولو دختر زہرا اُترتی ہے

عفت کے جتنے مرتبے خیر النسائنے پائے
ہاں ہاں ستار و نہ کوئی غل مچانے پائے

وہ ماں کے بعد دختر مشکل کشانے پائے
ناقہ پہ بیٹھ کر نہ ادہر کوئی آنے پائے

حسن ادب یہی ہے کہ حق کو پسند ہو
وہ بیٹھ جائے جسکا کہ قامت بلند ہو

دونوں بزرگوں نے عورتوں کے پردہ کے اہتمام کا سمان باندہا ہے لیکن میر صاحب نے اس مضمون کو اس فصاحت و بلاغت سے ادا کیا ہے اور اس طرح واقعہ کی تصویر کھینچدی ہے کہ اسکے سامنے مرزا صاحب کے اشعار کا پیش کرنا بھی میر صاحب کی ناقدر دانی ہے، روانی شستگی - خوبی محاورہ - چستی بندش، کے علاوہ بلاغت کے نکتوں پر لحاظ کرو، میر صاحب نے پردہ کے اہتمام اور لوگوں کے ہٹانے اور روکنے کو حضرت عباسؑ کی طرف منسوب کیا ہے جس سے حضرت زینبؑ کی عظمت و شان کے اظہار کے علاوہ، اصل واقعہ کی مطابقت ہوتی ہے، کیونکہ تمام معزز خاندانوں میں پردہ کا اہتمام خود خاندان کے ممبر کیا کرتے ہیں بخلاف اسکے مرزا صاحب نے یہ کام بالکل دربانوں، نقیبوں، اور لونڈیوں کے سپرد کر دیا ہے، جس سے بظاہر مفہوم ہوتا ہے کہ یا تو گھر میں کوئی مرد تہا ہی نہیں، یا تہا تو اسکو عورتوں کی چنداں پروا نہ تہی، پردہ کے اہتمام میں نقیبوں کا کیا کام ہے، لونڈیوں کے غل مچانے سے ثابت ہوتا ہے کہ ادب و شائستگی نہیں پائی جاتی،

ذیل کے دونوں مصرعے بالکل ہم مضمون ہیں لیکن دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے

انیس ناقہ پہ بھی کوئی نہ برابر سے گذر جائے،
دبیر ناقہ پہ بیٹھ کر نہ ادہر کوئی آنے پائے،

www.urduchannel.in



صغریٰ کی آزردگی

**دبیر**

صغرا نے کہا صاحبو کیا کرتے ہو گفتار
شاید کہ سفر ہی میں شفا دے مجھے غفار

اک بات پکڑ لی کہ یہ بیمار ہے بیمار
یاں کون خبر لے گا مری یہ در و دیوار

اتنی بھی تو طاقت نہیں جو اُٹھ کے کھڑی ہوں
اے لوگو! میں کیا آپ سے بیمار پڑی ہوں

واقعہ یہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام، تمام اہل حرم کو ساتھ لیے جاتے ہیں لیکن حضرت صغرا کو بیمار ہونے کی وجہ سے چھوڑے جاتے ہیں۔ اس پر وہ گریہ و زاری کرتی ہیں حضرت امام حسینؑ، اور گھر کی عورتیں سمجھاتی ہیں کہ تم بیمار ہو، سفر کے مصائب برداشت نہیں کرسکتی ہو صغراؑ جواب دیتی ہیں اسی مضمون کو میر انیس صاحب ادا کرتے ہیں ؎

کیا خلق میں لوگو! کوئی ہوتا نہیں بیمار
زندہ ہوں یہ مردہ کی طرح ہو گئی ہشیار

ہے کونسی تقصیر کہ سب ہو گئے بیزار
کیوں جاگتے ہیں سب مجھے سمجھے ہو گرانبار

حیرت میں ہوں باعث مجھے کہتا نہیں اسکا
وہ آنکھ چرا لیتا ہے منہ تکتی ہوں جس کا

مرزا صاحب نے بھی عمدگی سے اس واقعہ کو ادا کیا ہے لیکن میر صاحب کے طرز بیان میں جو حسرت رنج اور بیکسی ہے وہ مرزا صاحب کے ہاں نہیں، "اک بات پکڑ لی"، عامیانہ اور سوقیانہ طرز گفتگو ہے، ٹیپ کے دونوں مصرعوں میں کوئی ربط نہیں، اور یہ کہنا کہ مجھکو اُٹھنے کی بھی طاقت نہیں، صغراؑ کی خواہش پر نا کامی کا اثر پیدا کرتا ہے، کیونکہ جب اُٹھنے کی طاقت نہیں تو وہ سفر کیونکر کرسکتی ہیں،

اسی بنا پر میر انیس نے جہاں یہ واقعہ باندھا ہے، صغریٰؑ کی زبان سے یہ کہا ہے ؎

قربان گئی اب تو بہت کم ہے نقاہت
تپ کی بھی ہے شدت میں کئی روز سے خفت

www.urduchannel.in



بستر سے مین خود اُٹھ کے ٹہلتی بھی ہون حضرت ‌‌‌‌‌‌ | پانی کی بھی خواہش ہے غذا کی بھی ہے رغبت

حضرت کی دعا سے مجھے صحت کا یقین ہے
اب تو مرے مُنہ کا بھی مزا تلخ نہین ہے

دیکھو حضرت صغرؑا کس کس طرح سے بیماری کی تخفیف اور قریب الصحۃ ہونے کو ثابت کرتی ہین ۔

اصغرؑ سے خطاب

دبیر

پردہ کو اُٹھا کر یہ کہا بانوؑ نے رو رو | صدقے گئی، فال ایسی تو مُنہ سے نہ نکالو
سب جیتے ہین بیکس نہ ابھی آپ کو سمجھو | شبیرؑ ہو - دینا ہو - ترا کنبہ ہو - تو ہو

کب مین نے کہا یہ نہین اصغرؑ ہے تمہارا
لو شوق سے دیکھو، یہ برادر ہے تمہارا

پھر ہاتون پہ اصغرؑ کو رکھا کر کے یہ زاری | لٹکا دیے ہات اُس نے ہمک کر گئی باری
مان نے کہا لو گود مین یہ آتے ہین واری | اصغرؑ کی طرف ہات اُٹھا کر وہ پکاری

پھر جیتی ملون یا نہ ملون تجھ سے بلا لون
آ چھوٹے مسافر تجھے چھاتی سے لگا لون

صغرؑا کا رخصت کے وقت علی اصغرؑ کو حسرت اور پیار سے دیکھنا نہایت درد انگیز سمان ہے، اور اکثر مرثیون مین یہ سمان نہایت موثر طریقہ سے دکھایا جاتا ہے، لیکن مرزا صاحب ایسے درد انگیز واقعہ کو بھی تاثیر کا رنگ نہ دے سکے، دیکھو میر صاحب، اسی بات کو کس لہجہ سے ادا کرتے ہین ؎

مان بولی یہ کیا کہتی ہے صغرؑا ترے قربان | گھبرا کے نہ اب تن سے نکل جائے مری جان
بیکس مری بچی ترا اللہ نگہبان | صحت ہو تجھے میری دعا ہے یہی ہر آن

کیا بھائی جدا بہنون سے ہوتے نہین بیٹا

www.urduchannel.in



کس کے لئے جان کو کھوتے نہیں بیٹا

مین صدقے گئی بس نہ کرو گریہ و زاری
وہ کانپتی ہاتوں کو اٹھا کر یہ پکاری

اصغر مرا روتا ہے صدا سُنکے تمھاری
آ آمرے ننھے سے مسافر ترے واری

چھٹتی ہے یہ بیمار بہن جان سے گئے تم
اصغر مری آواز کو پہچان گئے تم

تم جاتے ہو اور ساتھ بہن جا نہیں سکتی
جو دل مین ہے لب پر وہ سخن لا نہیں سکتی

تپ سے تمہین چھاتی سے بھی لپٹا نہیں سکتی
رکھ لون تمہین اماں کو بھی سمجھا نہیں سکتی

بیکس ہون مرا کوئی مددگار نہین ہے
تم ہو سو تمہین طاقتِ گفتار نہین ہے

اس واقعہ کا نہایت دردانگیز پہلو صغرا کا خود اصغر سے مخاطب ہونا، اور جوشِ محبت مین چھ مہینہ کے بچہ سے اپنا دردِ دل کہنا تھا، مرزا صاحب صرف یہ کہکر رہ گئے ع آ چھوٹے مسافر تجھے چھاتی سے لگاؤن، میر صاحب نے پورا دردِ دل کہا اور کس موثر طریقہ سے کہا، مرزا صاحب کا یہ مصرع ع صغرا کی طرف ہاتھ اٹھا کر وہ پکاری، میر صاحب کے اس مصرع کے جواب مین ہے ع وہ کانپتی ہاتھون کو اٹھا کر یہ پکاری، لیکن دونون مین کوئی نسبت نہین، میر صاحب کے ان ہات کے ساتھ کانپنے کی قید نے کسقدر بلاغت پیدا کردی ہے۔ ذیل کے ان دونون مصرعون مین بھی زمین آسمان کا فرق ہے۔

ع آ آمرے ننھے سے مسافر ترے واری،

ع آ چھوٹے مسافر تجھے چھاتی سے لگاؤن، "چھوٹا مسافر" مرزا صاحب کا ایجاد ہے

اعلیٰ و ادنیٰ کا مقابلہ

کچھ خارِ مغیلان گلِ تر ہو نہین جاتا
قلعی سے کبھی آئینہ قسم ہو نہین جاتا

www.urduchannel.in



ہر قطرۂ ناچیز گہر ہو نہین جاتا — مس پر جو ملمع ہو تو زر ہو نہین جاتا

جس پاس عصا ہو اُسے موسیٰ نہین کہتے
ہر بات کو عاقل ید بیضا نہین کہتے

میر انیس کا یہ مشہور بند ہے، مرزا صاحب نے اسکے جواب مین بڑی کوشش کی مختلف بحرین اختیار کین، بہت سی نئی نئی تشبیہین ڈھونڈہین لیکن وہ بات پیدا نہوئی مرزا صاحب فرماتے ہین ؎

احکام یزید اور ہین اور اپنے امور اور — باطل کی نمود اور ہے اور حق کا ظہور اور
نمرود کی آگ اور ہے، اور آتش طور اور — زنبور کا غل اور ہے، الحان زبور اور

سمجھو تو سہی تم کہ بشر کیا ہے ملک کیا
بت کیا ہے، خدا کیا ہے، زمین کیا ہے، فلک کیا

سامان سے کوئی صاحب ایمان نہین ہوتا — ہر اہل عصا موسیِ عمران نہین ہوتا
پہنے جو انگوٹھی وہ سلیمان نہین ہوتا — آئینہ گر اسکندر دوران نہین ہوتا

لاکھہ اوج ہو پشہ کا ہما ہو نہین جاتا
بت سجدۂ کافر سے خدا ہو نہین جاتا

یہ تشبیہات کافی نہ ہوئین تو ایک اور مرثیہ مین بہت سی تشبیہین جمع کین ؎

ہر سبزپوش خضر نہین عز و جاہ مین — سر سبز حیدری ہین جناب اِلٰہ مین
یوسف نہ ہوگا لاکھہ گرے کوئی چاہ مین — دن رات کا ہے فرق سفید و سیاہ مین

کوئی یتیم فاطمہؑ سا خوش گہر نہین +
ہر اک یتیم در یتیم اے عمر نہین +

چاہے زرہ بنا کے جو داؤد کا وقار — واللہ جعل ساز ہے کیا اسکا اعتبار

www.urduchannel.in



ہر بخیہ گر نہ ہو کبھی ادریسؑ نامدار — ہر ناخدا کو نوحؑ کہے گا نہ ہوشیار

کیا جاہلون کے عیش کا سامان ہو گیا
بیٹھا جو تخت پر وہ سلیمان ہو گیا

حر کا واقعہ۔ حُر پہلے یزید کی طرف تھا، لیکن خدا نے ہدایت دی، اور معرکہ جنگ شروع ہونے سے پہلے، وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی فوج مین چلا آیا، اُسکا آنا، معافی کا خواستگار ہونا، لڑنے کی اجازت طلب کرنا، زخمی ہو کر گرنا، امام علیہ السلام کا اُسکے پاس جانا، اُسکا انتقال کرنا، یہ واقعات اکثر مرثیون مین دونون نے لکھے ہین، لیکن ایک مرثیہ مین بحر اور اکثر قافیے تک مشترک ہین، ان دونون مرثیون کے مقابلہ کرنے سے، دونون حریفون کے مدارج کا پورا اندازہ ہو جاتا ہے ؎

مرزا دبیر

لگتے یہ گھوڑون پہ غازی ہوئے دونون اسوار
اور چلے شاہ کی جانب کو پکار کر رہوار
پہونچے نزدیک شہ دین تو پکارا جرّار
بخشدے جرم شہنشاہ نجفؑ کے دلدار

روئے الطاف کو ہم سے نہ پھرانا آقا
نہین اس در کے سوا کوئی ٹھکانا آقا

میر انیس

ذکر یہ تھا کہ صدا دور سے آئی اک بار
الغیاث اے جگر و جان رسول مختار
مجرم ایسا ہون کہ عصیان کے نہین جسکے شمار
عفو کر، عفو کر، اے چشمۂ فیض غفار

پار دریائے خطا سے مری کشتی ہو جائے
دوزخی بھی ترے صدقے سے بہشتی ہو جائے

مرزا دبیر

واسطہ احمد و زہرا و حسنؑ کا اے شاہ
نذر سر لایا ہون، مقبول ہو اے عرش پناہ
بخشدو عفو کرو، بندۂ عاصی کا گناہ
اور بتاؤ مرے بیٹے کو بھی فردوس کی راہ

حُر عوض آپ کے مقتول جفا ہوئے گا

www.urduchannel.in



اور اکبرؑ پہ مرا لال فدا ہوئے گا

**میر انیس**

کئی روز دن سے تلاطم میں ہوں اے شاہنشاہ — مدد اے نوحِ غریبان مرا بیڑا ہے تباہ
دست و پا گم ہیں کچھ ایسے کہ نہیں سوجھتی راہ — شور کرتا ہوں کہ بتلائے کوئی جائے پناہ
ابرِ رحمت کی طرف جائیے صدا دیتے ہیں
سب ترے دامنِ دولت کا پتہ دیتے ہیں

**دبیر**

پیشوائی کو چلے حُر کے شہنشاہِ زمن — ہات کھولے پئے عقدہ کشا نے فوراً
کانپ کر پائے مبارک پہ جھکا سر افگن — سر اُٹھا کر کیا سرور نے یہ بھائی سے سخن
گو سرِ حُر پہ ہے خالق کے کرم کا سایا
آن کر تم بھی کرو اسپہ علم کا سایا

**انیس**

استغاثہ یہ کیا حُر نے جو با دیدۂ نم ✣ — جوش میں آگیا اللہ کا دریائے کرم
خود بڑھے ہاتوں کو پھیلا کے شہنشاہِ امم — حُر کو یہ ہاتفِ غیبی نے صدا دی اُس دم
شکر کر سبطِ رسول الثقلین آتے ہیں
اے برادر ترے لینے کو حسینؑ آتے ہیں

حُر نے دیکھا کہ چلے آتے ہیں پیدل شبیرؑ — دوڑ کر چوم لئے پائے شہِ عرش سریر
شہ نے چھاتی سے لگا کر کہا اے باتوقیر — میں نے بخشی ترے اللہ نے بخشی تقصیر
میں رضا مند ہوں کس واسطے مضطر ہے تو
مجھکو عباسِؑ دلاور کے برابر ہے تو

**دبیر**

حُر نے فرزندِ پیمبر سے یہ اسوقت کہا — سایۂ دامنِ رایت تو ہے ظلِ طوبیٰ
آپ کی بندہ نوازی پہ فدا اے آقا — رخ کیا جب سے ادھر کا یہ ہے الطافِ خدا

www.urduchannel.in



مرحبا فاطمۂ زہرا مجھے فرماتی ہیں
سایہ چادر کا مرے سر پہ کیے آتی ہیں

**انیس**
حُر پکارا "بابی انت وامی" یا شاہ
مجھ سے گمراہ کو اک آن میں مل جائے راہ
قابلِ عفو نہ تھے بندۂ آثم کے گناہ
سب ہے صدقہ انہیں قدموں کا خدا ہے آگاہ

مہر ذرّہ پہ جو ہو نیّر تاباں ہو جائے
آپ جس مور کو چاہیں وہ سلیماں ہو جائے

**دبیر**
عرض کی پھر شہ والا سے بجوشِ رقّت
عفو تقصیر ہوئی - اب ہو عنایت رخصت
کرتے ہیں دشمنِ دیں جنگ پہ اس دم سبقت
دیکھنے کی نہیں بندے میں ذرا اب طاقت

گر رضا پائے تو سر اپنا کٹائے فدوی
زخمِ شمشیر و سناں سینہ پہ کھائے فدوی

**انیس**
لائے اس عزت و حرمت سے جو مہماں کو امامؑ
شہ نے فرمایا مناسب ہے کوئی دم آرام
بولے عباسؑ کہ کھول اب لے نیک انجام
عرض کی حُر نے کہ خلد میں کھولے گا غلام

فاتحہ پڑھ کے یہ شمشیر و سپر باندھی ہے
آج اس عزم پہ خادم نے کمر باندھی ہے

ہے بہت شمر و عمر سے مجھے لڑنے کی اُمنگ
لشکرِ شام سے پیہم چلے آتے ہیں خدنگ
ایک ہی وار میں دونوں کو کروں گا چورنگ
شاہزادوں کی سپر ہوں کہ عبادت ہے یہ جنگ

کہیں ایسا نہ ہو یہ کوئی ہیجان ہو جائے
پہلے یہ تازہ غلام آپ پہ قرباں ہو جائے

**دبیر**
پسرِ حُر کے معرفت علی اکبر سے تھے کہ واہ
حُر کو دیتے تھے صدا شاہ کہ سبحان اللہ

www.urduchannel.in



دونون تسلیم کنان صرف وغا تھے ذی جاہ
مژدهٔ گلشن جنت انہیں پہونچا ناگاہ

دونون یک مرتبہ بیزار ہوئے جینے سے
نیزۂ ظلم و ستم پار ہوئے سینے سے

انیس
بڑھ کے فرماتے تھے عباسؑ زہے عزت و جاہ
بارک اللہ کی دیتا تھا صدا دلبر شاہ
کہتے تھے ابن حسن واہ حُر غازی واہ
شاہ ہر ضرب پہ فرماتے تھے سبحان اللہ

اپنی جانبازی کا غازی جو صلہ پاتا تھا
مسکراتا ہوا تسلیم کو جھک جاتا تھا

دبیر
اس گھڑی فاطمہؑ کے لال سے حُر نے یہ کہا
آپ کے صدقے سے یہ رتبہ ہوا خادم کا
شیر حق میرے سرہانے ہیں کھڑے ای مولا
جام کوثر لئے کہتے ہیں بصد لطف و عطا

لے اسے پی کہ بہت تشنہ دہن ہے اے حُر
جلد آ دیکھ یہ جنت کا چمن ہے اے حُر

ان سے میں عرض یہ کرتا ہون کہ ای شاہ زمان
پسر فاطمہ پیاسا ہے مجھے پیاس کہان
صبح سے جھولے مین بیہوش ہے اصغر نادان
تشنہ لب ہے کئی دن سے علی اکبرؑ سا جوان

پیاسا ہون اسپہ بھی پانی نہ پیون گا مولا
جام کوثر نہ بن آقا کے پیون گا مولا

انیس
نیم وا چشم سے حُر نے رُخ مولا دیکھا
زیر سر زانوے شبیرؑ کا تکیا دیکھا
مسکرا کر طرف عالم بالا دیکھا
شہ نے فرمایا کہ اے حُر ترے کیا دیکھا

عرض کی حسن رُخ حور نظر آتا ہے
فرش سے عرش تلک نور نظر آتا ہے

www.urduchannel.in



مجھکو لینے چلے آتے ہین فرشتے یا شاہ — ملک الموت بھی کرتا ہے محبت کی نگاہ
خلد سے شیر خدا نکلے ہین اللہ اللہ — لو برآمد ہوے شبّر بھی پدر کے ہمراہ

ننگے سر احمدِ مختار کی پیاری آئی
دیکھیئے آپ کے نانا کی سواری آئی

دبیر

مڑ کے عباسؑ دلاور کو پکارے سرور — روک لو تم کہ سکینہ چلی آتی ہے ادہر
گئے عباسؑ اُدھر یان ہُوا برپا محشر — حُر بھی فرزند بھی حُر کا ہوا گویا رو کر

غش پہ غش تشنہ دہانی کے سبب آتے ہین
الفراق اب چمنِ خلد کو ہم جاتے ہین

انیس

قبلہ رو کیجیے لاشہ مرا اے قبلۂ دین — پڑھیئے یسٰین کہ اب ہے یہ دم بازپسین
کوچ نزدیک ہے اے بادشہ عرش نشین — لیجیے تن سے نکلتی ہے مری جانِ حزین

بات بھی اب تو زبان سے نہین کیجاتی ہے
کچھ اُڑھا دیجیے مولا مجھے نیند آتی ہے

کہہ کے یہ گود مین شبیرؑ کے لی انگڑائی — آیا ماتھے پہ عرق - چہرہ پہ زردی چھائی
شہ نے فرمایا ہمین چھوڑ چلے کیون بھائی — چل بسے حُر جری پھر نہ کچھ آواز آئی

طائرِ روح نے پرواز کی طوبا کی طرف
تپلیان رہ گئین پھر کر شہ والا کی طرف

میر انیس کے اشعار مین بلاغت کی جو باریکیان اور دقائق ہین، ان سے ہم اس موقع پر بحث نہین کرتے، یہان صرف یہ دکھانا ہے کہ حُسنِ بندش سے کلام مین کس قدر صفائی۔ برجستگی اور زور پیدا ہوجاتا ہے۔

www.urduchannel.in



قیدخانہ کے واقعات

قیدخانہ کا حال، اور ہند کے آنے کا واقعہ دونون نے لکھا ہے۔ اور ایک بحر مین لکھا ہے۔ میرانیس کا مطلع ہے مصرع جب قیدیون کو خانۂ زندان مین شب ہوئی۔

اور مرزا صاحب کا مطلع ہے مصرع جب قیدیون کو راہ مین ماہ صفر ہوا۔

میرانیس نے تفصیلی حالات نہایت موثر پیرایہ مین لکھے ہین۔ مرزا صاحب کے ہان صرف ۳۶ بند ہین۔ لیکن بعض مضامین مشترک ہین۔ وہ ملاحظہ ہون ؎

| | | |
|---|---|---|
| دبیر | راوی نے حال خانۂ زندان یہ یون لکھا<br>آئی جو شب اسیرون کو صدمہ بڑا ہوا | وحشت مین مثل قبر، اور آفت مین کربلا<br>نہ فرش تہا نہ سایہ تہا۔ نہ پانی نہ غذا |
| | شمعون کی روشنی نہ چراغون کی روشنی<br>بس ماتم حسینؑ کے داغون کی روشنی | |
| انیس | کیجیے شکستگی خرابہ کا کیا بیان<br>وحشت کا گھر ہراس کی جا خوف کا مکان | ثابت نہ جسمین سقف نہ در اور نہ سائبان<br>وہ شب کہ الحذر وہ اندھیرا کہ الامان |
| | ظلمت سرائے گور تھی۔ زندان کا گھر نہ تھا<br>حجرے یہ تنگ تھے کہ ہوا کا گذر نہ تھا | |
| دبیر | ناگاہ مشعلون کی ہوئی روشنی نمود<br>زینبؑ کے دل پہ صدمۂ بیحد ہوا افزود | اور غل ہوا کہ ہند کا زندان مین ہے ورود<br>غربت سے کانپنے لگی وہ خاصۂ ودود |
| | سر زانوون کے بیچ مین شرما کے دہر لیا<br>اور بیڑیون کو خاک مین پوشیدہ کر لیا | |
| | بچون سے پہر یہ بولی وہ آفت کی مبتلا<br>ناگاہ آئی قیدیون مین ہند باوفا | اب نام لیجیو نہ مرا تم پہ مین فدا<br>زنجیر پہنے دیکھ کے عابد کو دی ندا |

www.urduchannel.in



بیداد اہل ظلم سے یارب دہائی ہے
اس ناتوان کو آہ یہ بیڑی بہنائی ہے

**انیس**

نکلی محل سرا سے یہ کہکر وہ خوش سیر
پہنچی جناب حضرت زینبؑ کو یہ خبر
تھیں ساتھ ساتھ چند خواصیں بھی نوحہ گر
رنگ اُڑ گیا یہ کہنے لگی سر کو پیٹ کر

اپنا نہین خیال، بزرگون کا پاس ہے
ہے ہے، کہان چھپون وہ مری روشناس ہے

ہے شرم کی جگہ کہ مین ہون خواہر امام
ہم ہین فقیر، ہم مین امیرون کا کیا ہے کام
غمگین و سوگوار و پریشان و تشنہ کام
لوگو بتا نہ دیجو کہین اسکو میرا نام

پوچھے جو وہ کسی سے کہ زینب کدہر گئی
کہہ دیجیو کہ بھائی کے ہمراہ مر گئی

**دبیر**

زینبؑ کو بھی سکوت کا یارا نہ پہر رہا
کیا جانیے کہ بعد حسینؑ اسپہ کیا ہوا
بولے نہ ان سے پوچھہ یہ زینبؑ کا ماجرا
قدمون پہ منہہ گر پڑی پہچان کر صدا

رو کر کہا قسم تجھے رب قدیر کی
زینبؑ تمہین ہو بیٹی جناب امیرؑ کی

**انیس**

یہ سُن کے ہند رونے لگی تب بہ اشک و آہ
مُنہ سے ہٹائے بال تو حالت ہوئی تباہ
پھر مڑ کے روئے حضرت زینب پہ کی نگاہ
بیساختہ کہا کہ زہے قدرت الہ

ہرگز غلط نہین جو مجھے اشتباہ ہے
زینبؑ تمہین ہو خالق اکبر گواہ ہے

میر انیس اور مرزا دبیر کے موازنہ مین، عموماً میر انیس کی ترجیح ثابت ہوگی لیکن ہر کُلیہ مین مستثنیٰ ہوتا ہے

www.urduchannel.in



بعض موقعوں پر مرزا دبیر صاحب نے جس بلاغت سے مضمون کو ادا کیا ہے میر انیس سے نہیں ہو سکا چنانچہ ذیل کی مثال سے اسکی تصدیق ہو گی۔

حضرت علی اصغرؑ کے لئے پانی مانگنا

واقعات کربلا میں یہ واقعہ نہایت دردانگیز ہے کہ تمام اعزہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسینؑ علیہ السلام، اپنے شش ماہہ بچے (علی اصغرؑ) کو دشمنوں کے سامنے لیجا کر اس بات کے ملتجی ہوئے کہ یہ بچہ پیاس سے مرتا ہے، اس کے گلے میں پانی کی ایک بوند ٹپکا دو، اس واقعہ کو میر ضمیر سے لیکر آج تک نئے نئے موثر پیرایوں میں ادا کیا جاتا ہے، میر انیس صاحب نے مختلف مرثیوں میں یہ واقعہ لکھا ہے، اور ہر جگہ نیا پہلو اختیار کیا ہے، ایک مرثیہ میں جو سب سے بہتر ہے فرماتے ہیں ؎

بولے دکھا کے بچے کو شاہ فلک سریر
مرتا ہے پیاس سے یہ مرا کودک صغیر
پانی ملا ہے کل سے نہ ممکن ہوا ہے شیر
للہ اس غریب پہ کر رحم اے امیر

مہمان ہے کوئی آن کا ہونٹوں پہ جان ہے
اسکا قصور کیا ہے کہ یہ بے زبان ہے

برپا ہے اہل بیت محمدؐ میں شور و شین
در پر پھوپھی بلکتی ہے ماں کر رہی ہے بین
آنکھیں بھرا کے دیتا ہے اب تو یہ نور عین
لایا ہے اس عطش میں ترے پاس اب حسینؑ

تجکو قسم ہے روح رسالت مآب کی
ٹپکا دے اسکے حلق میں اک بوند آب کی

لیکن مرزا دبیر صاحب نے اس واقعہ کے بیان میں جو بلاغت صرف کی ہے اور جو درد انگیز سماں دکھایا ہے کسی سے آج تک نہ ہو سکا، فرماتے ہیں ؎

دبیر
ہر اک قدم پہ سوچتے تھے سبط مصطفےٰ
لے تو چلا ہوں فوج عمر سے کہوں گا کیا

www.urduchannel.in



نہ مانگنا ہی آتا ہے مجھ کو نہ التجا
منت بھی کر کرونگا تو کیا دینگے وہ بھلا

پانی کے واسطے نہ سنیں گے عدو مری
پیاسے کی جان جائے گی اور آبرو مری

پہونچے تو سب فوج تو گھبرا کے رہ گئے
چاہا کریں سوال یہ شرما کے رہ گئے
غیرت سے رنگ فق ہوا تھرا کے رہ گئے
چادر پسر کے چہرے سے سرکا کے رہ گئے

آنکھیں جھکا کے بولے کہ یہ ہمکو لائے ہیں
اصغرؑ تمھارے پاس غرض لیکے آئے ہیں

گر میں بہ قول عمرو شمر ہوں گناہ گار
یہ تو نہیں کسی کے بھی آگے قصور وار
شش ماہہ بے زبان نبی زادہ شیر خوار
ہفتم سے سب کے ساتھ یہ پیاسا ہے بیقرار

سن ہے جو کم تو پیاس کا صدمہ زیادہ ہے
مظلوم خود ہے اور یہ مظلوم زادہ ہے

یہ کون بے زبان ہے تمہیں کچھ خیال ہے
در نجف [illegible] یہ بیکس کا لال ہے
لو مان لو تمہیں قسم ذوالجلال کی
[illegible] شاہزادے کا پہلا سوال ہے

پوتا علیؑ کا تم سے طلبگار آب ہے
دیدو کہ اسمیں ناموری ہے ثواب ہے

پھر ہونٹ بے زبان کے چومے جھکا کے سر
رو کر کہا جو کہنا تھا وہ کہہ چکا پدر
باقی رہی نہ بات کوئی اے مرے پسر
سوکھی زبان تم بھی دکھا دو نکال کر

پھیری زباں لبوں پہ جو اس نور عین نے
تھرا کے آسمان کو دیکھا حسینؑ نے

www.urduchannel.in



اسلوب بیان کی بلاغت کو دیکھو، امام علیہ السلام اصغرؑ کو لیکر پانی مانگنے کو نکلے تو سہی لیکن غیرت کے اقتضا سے ہر قدم پر ٹھہر جاتے ہیں کہ سوال کیونکر کروں، اور کروں بھی تو نتیجہ کیا ہوگا، پھر فوج کے قریب پہونچکر سوال کرتے ہوئے شرمانا، تھرا کے رہ جانا، اور سب سے بڑھ کر بچہ کے چہرہ سے چادر سرکا کے رہ جانا کسقدر قیامت انگیز سماں ہے، پھر سوال بھی کرتے ہیں تو علی اصغر پر رکھکر کہ اصغر تمہارے پاس غرض لیکے گئے ہیں واجب الرحم ہونے کی وجہیں کسقدر لاجواب ہیں، اور سب ایک ہی مصرع میں ادا ہوگئی ہیں یعنی ششش ماہہ ہے، بے زبان ہے، نبی زادہ ہے، شیر خوار ہے، ان سب پر قیامت یہ کہ جب سب کچھ کہہ چکے تو بچہ کی زبان حال سے بھی کہلوایا اور بچہ نے کہہ بھی دیا، کیونکہ بچہ پیاس کی شدت سے لبوں پر زبان پھیرا کرتا تھا، اب بھی اُس نے ایسا ہی کیا تو یہ زبان حال سے کہنا تھا۔

متحد المضمون اشعار

اس قسم کے اشعار بعض تو بالکل ہم مضمون ہیں، بعض اس قسم کے ہیں کہ ایک نے ایک خیال کو ادا کیا تھا، دوسرے نے اسکو ترقی دینا چاہا۔ بعض ایسے ہیں کہ صرف اصل واقعہ مشترک ہے اور دونوں کی طرز ادا الگ الگ ہے، چنانچہ ہم ہر قسم کی متعدد مثالیں نقل کرتے ہیں ؎

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| دبیر | مثل تنور گرم تھا پانی میں ہر حباب | | ہوتی تھیں سیخ موج پہ مرغابیاں کباب | |
| انیس | پانی تھا آگ گرمی روز حساب تھی | | ماہی جو سیخ موج تک آئی کباب تھی | |

یہ مضمون دونوں کے ہاں مشترک ہے کہ گرمی کی شدت یہ تھی کہ موج سیخ بن گئی تھی اور جب کوئی جانور اُس کے پاس جاتا تھا تو جلکر کباب ہوجاتا تھا، بندش اور الفاظ کی نشست میں جو فرق ہے وہ خود ظاہر ہے لیکن معنوی حیثیت سے بھی میر انیس کا شعر بڑھا ہوا ہے۔

میر انیس صاحب کے ہاں گرمی کا مبالغہ جو شعر کی جان ہے، زیادہ پایا جاتا ہے، یعنی یہ کہ مچھلی سیخ موج تک آنے کے ساتھ فوراً کباب ہوجاتی تھی، مرزا صاحب کے ہاں یہ بات نہیں پائی جاتی وہ کہتے ہیں

www.urduchannel.in



کہ موج کی سیخ پر مرغابیون کا کباب لگایا جاتا تھا، اس سے فوراً کباب ہوجانے کا خیال نہین پیدا ہوتا ہے

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| دبیر | چاہون تو بیٹھے بیٹھے اک انگلی سے زین کو | | گردون کی ڈھال چھیر کے رکھدون زمین پر | |
| انیس | طاقت اگر دکھاون رسالتمآب کی | | رکھدون زمین پہ چھیر کے ڈھال آفتاب کی | |

مرزا صاحب کے شعر کا پہلا مصرع نہایت بدترکیب ہے، اس کے علاوہ ایک انگلی سے چھیرنا نہین ہوتا بلکہ کھونچا دینا ہوتا ہے۔ ڈھال کی تشبیہ آفتاب سے بہ نسبت آسمان کے زیادہ موزون ہے

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| دبیر | دہشت سے جوان بھاگتے تھے تیر کی مانند | | تھا نیزہ زن کو رعشہ قدم پیر کی مانند | |

انیس چلنے مین نیزے کانپتے تھے مثل پائے پیر

میر صاحب کا مصرع زیادہ فصیح اور صاف ہے، ان الفاظ سے "کانپتے تھے" جو تصویر خیال مین کھچ جاتی ہے وہ رعشہ کے لفظ سے پیدا نہین ہوتی، سب سے بڑھ کر یہ کہ جب تک چلنے کی قید نہ مذکور ہو پوری تشبیہ نہین ہوتی۔ کیونکہ بوڑھے آدمی کے پاؤن چلنے ہی کی حالت مین کانپتے ہین، اس کے ساتھ چونکہ چلنے کا اطلاق پاؤن اور نیزہ دونون پر ہوتا ہے اس لئے یہ لفظ اس موقع پر نہایت موزون ہے سب سے بڑھ کر یہ کہ نیزہ چلانے کی حالت مین نیزہ کو لچک ہوتی ہے اس لئے اسکو کانپنے سے تعبیر کرسکتے ہین، اور اس لحاظ سے یہ کہنا کہ نیزہ چلنے کی حالت مین خوف سے کانپتا تھا نہایت لطیف حسن التعلیل ہے، بخلاف اسکے مرزا صاحب نے چونکہ نیزہ کی جنبش اور حرکت کا ذکر نہین کیا اس لیے رعشہ کا کوئی ثبوت نہین ہوتا۔

دبیر چلاتے ہات مل کے جلاجل کہ الامان۔

انیس ہوگیا جوڑ کے ہاتون کو جلاجل خاموش۔

جلاجل کے دونون حصے جو بجانے مین مل جاتے ہین، اسکی تعبیر دونون بزرگون نے دو طرح پر کی ہے مرزا صاحب کہتے ہین کہ جلاجل چلا کر الامان کہتا تھا اور ہاتھ ملتا تھا لیکن چلانے کو ہات ملنے

www.urduchannel.in



سے کوئی تعلق نہین، اس لئے گو تشبیہ صحیح ہے لیکن ہات ملنے کی کوئی توجیہ نہین ہوسکتی، میر صاحب کہتے ہین کہ حضرت امام حسینؑ کا رعب اسقدر غالب ہوا کہ جلاجل ہات جوڑ کے چپ ہو گیا، رعب اور خوف کی حالت مین ہات جوڑنا اکثر ہوتا ہے، اور چونکہ جلاجل کے دونون حصے جب مل جاتے ہین تو پھر جب تک جدا نہ ہون، آواز نہین دے سکتے اس لئے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ وہ ہات جوڑ کر چپ ہو گیا ہے

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| دبیر | یون جسم رعشہ دار سے جانین ہوئین روان | | جیسے مکان سے زلزلہ مین صاحب مکان | |
| انیس | یون روح کے طائرتن و سر چھوڑ کے بھاگے | | جیسے کوئی بھونچال مین گھر چھوڑ کے بھاگے | |

اصل مضمون یہ ہے کہ روحین جسم سے اس طرح بھاگ گئین جسطرح بھونچال مین کوئی گھر چھوڑ کے بھاگ جاتا ہے لیکن بندش کی صفائی اور برجستگی نے میر انیس صاحب کے مضمون کو کہان سے کہان پہونچا دیا ہے اس کے علاوہ، صاحب مکان کی تخصیص بالکل بیکار ہے، زلزلہ جب آتا ہے تو صاحب مکان کی کوئی تخصیص نہین، ہر شخص مکان چھوڑ کے بھاگ جاتا ہے، جسم رعشہ دار کی ترکیب نامانوس ہے اور اس قید سے یہ مفہوم ہوتا ہے، کہ صرف ان لوگون کی روحین نکلین جنکے جسم رعشہ دار تھے - میر صاحب کا پہلا مصرع بھی کچھ اچھا نہین، سر کا لفظ بالکل حشو بلکہ موقع کے لحاظ سے غلط ہے، روح سر مین نہین رہتی اور نہ سر سے اسکو کوئی خصوصیت ہے ہ

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| دبیر | وہ رخش پہ یا دیو تھا اسوار پری پر | | غل رن مین اٹھا کوہ چڑھا کبک دری پر | |

کسقدر بیہودہ تشبیہ ہے، دشمن کو کوہ اور گھوڑے کو کبک دری کہنا مضائقہ نہین لیکن کوہ کا کبک دری پر چڑھنا کسقدر مہمل ہے، میر انیس صاحب نے بھی یہی مضمون یعنی دشمن کا گھوڑے پر سوار ہونا متعدد موقعون پہ باندھا ہے اور کس خوبی سے باندھا ہے -

ع گھوڑے پہ تھا شقی کہ پہاڑی پہ دیو تھا -

ع گھوڑے پہ تھا شقی کہ ہوا پر پہاڑ تھا -

www.urduchannel.in



| | | |
|---|---|---|
| دبیر | رن مین جو گھرا ابر غلیظ اہل سقر کا | بجلی سا کڑکنے لگا کڑکیٹ عمر کا |
| ایضاً | گرد عباسؑ کے کثرت تہی ستمگارونکی | بیہنہ تو تیرون کا تہا اور برق تہی تلوارونکی |

پہلے شعر کا یہ مطلب ہے کہ دشمن جو اہل سقر تھے، اُن کے صفون کا دل ابر غلیظ تھا، اور اس ابر مین کڑکیٹ کا کڑکنا بجلی کا کام دیتا تھا، دوسرے شعر کا مطلب ظاہر ہے، اسی مضمون کو میر انیس صاحب نے باندہا ہے ؎

| | |
|---|---|
| اک گھٹا چھاگئی ڈہالون سے ستمگارونکی | برق ہر صف مین چمکنے لگی تلوارون کی |

مرزا صاحب کا پہلا شعر تو بالکل بھدا اور بدترکیب ہے، دوسرا اُن دراصاف ہے لیکن میر انیس صاحب کے شعر سے اسکو ہی کچہہ نسبت نہین ہے، صفائی اور برجستگی کے علاوہ "چمکنے لگی" کے جملۂ فعلیہ نے جو حالت پیدا کی وہ "برق" تھی سے کہان پیدا ہوسکتی ہے ؎

| | | |
|---|---|---|
| انیس | عالم ہے مکدر کوئی دل صاف نہین ہے | اس عہد مین سب کچہہ ہی پر انصاف نہین ہے |
| دبیر | دل صاف ہو کسطرح کہ انصاف نہین ہے | انصاف ہو کسطرح کہ دل صاف نہین ہے |

انصاف سے دیکھو مرزا صاحب نے میر صاحب ہی کے لفظون کو الٹ پلٹ کیا ہے لیکن کس بُری طرح سے کہ محض لفظی گورکہہ دہندا رہ گیا ہے -

دبیر کس نے نہ دی انگوٹھی رکوع و سجود مین -

انیس سایل کو کس نے دی ہے انگوٹھی نماز مین -

دونون مصرعون کی شستگی برجستگی اور صفائی مین جو فرق ہے، وہ ایک بچہ بہی سمجہہ سکتا ہے ؎

| | | |
|---|---|---|
| دبیر | کس آب و تاب سے یہ سر فوج پر گئی | پانی کا گھونٹ بنکے گلے سے اُتر گئی |
| انیس | سب نشۂ غرور جوانی اُتر گیا | تلوار تھی کہ حلق سے پانی اُتر گیا |

ان دونون شعرون کا فرق بہی ظاہر ہے -

www.urduchannel.in



| دبیر | یون متصل رسن سے بندھے تھے وہ دل فگار | رشتہ مین جیسے دانۂ تسبیح آبدار |
|---|---|---|

اہل حرم جو ایک ہی رسّی مین قید کئے گئے انکو تسبیح کے دانہ اور رشتۂ تسبیح سے تشبیہ دی ہے اور یہ تشبیہ بجاے خود بُری نہین، لیکن میر صاحب کی تشبیہ دیکھو ؎

| | گردنین بارہ اسیرون کی ہین اور ایک رسن | جس طرح رشتۂ گلدستہ مین گلہاے چمن |
|---|---|---|

تشبیہ کی لطافت اور نزاکت کے علاوہ، اصل تشبیہ مین کسقدر فرق ہے، تسبیح کے دانے رشتہ مین بندھے نہین ہوتے بلکہ پروے ہوتے ہین، بخلاف اسکے گلدستہ مین پھول رشتہ سے بندھے ہوتے ہین بندش کی صفائی کا جو فرق ہے وہ ظاہر ہے، اسکے علاوہ مرزا صاحب کے ہان آبدار کا لفظ محض فضول اور بیکار ہے ؎

| دبیر | سب بے جرم معرکہ مین وہ خارا شگاف تھی | لشکر کا خون کیا تھا مگر پاک صاف تھی |
|---|---|---|

مرزا صاحب نے اس مضمون کو نہایت خوبی اور صفائی سے ادا کیا ہے، میر انیس صاحب نے اس مضمون کو کئی کئی طرح سے پلٹا لیکن انصاف یہ ہے کہ وہ بات نصیب نہ ہوئی، میر صاحب کہتے ہین ؎

انیس ان سب کے بعد مُنہ کو جو دیکھا تو صاف تھا۔

ایضاً جو چاہے دیکھ لے مرا مُنہ پاک صاف ہے ؎

| | | |
|---|---|---|
| ؍؍ | دم مین نہ وہ غرور، نہ وہ خودسری رہی | مجرم وہی رہا، یہ خطا سے بری رہی، |
| مرزا دبیر | روکش، خدا کی فوج سے چھوٹے بڑے ہوئے | سجادہ سے امام زمن اٹھ کھڑے ہوئے |
| میر انیس | طیار جان دینے پہ چھوٹے بڑے ہوئے | تلوارین ٹیک ٹیک کے سب اٹھ کھڑے ہوئے |
| دبیر | روشن پدر کا زور ہے دنیا و دین پر | ششدر رہے، جبرئیل کٹے جبکہ تین پر |
| انیس | خیبر مین کیا گذر گئی روح الامین پر، | کاٹے ہین کسکی تیغ دو پیکر نے تین پر |
| دبیر | بندھتی تھی، اور کھلتی تھی مٹھی حباب کی، | انیس کُھلتی تھین اور جھپکتی تھین آنکھین حباب کی، |

تمت